ستمبر، اکتوبر 2003

جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 4.5

زیر نگرانی

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا **محمد عبدالحکیم شرف قادری** مدظلہ العالی

ادیب ملت حضرت علامہ مولانا **محمد منشا تابش قصوری** مدظلہ العالی

مدیر اعلیٰ (اعزازی)

حضرت علامہ مولانا **محمد صدیق ہزاروی** مدظلہ العالی

خصوصی مشاورت

حضرت علامہ مولانا حافظ **محمد عبدالستار سعیدی** مدظلہ العالی

مدیر مسئول **محمد اکرام اللہ بٹ**

معاون مدیر **عبدالمصطفیٰ ہزاروی**

نائب مدیر **محمد نواز بشیر جلالی**

مجلس مشاورت

- مولانا قاری حافظ عبدالرحیم
- مولانا خادم حسین رضوی
- مولانا فضل حنان سعیدی
- مولانا غلام نصیر الدین چشتی
- مولانا سردار احمد حسن سعیدی
- مولانا محمد طاہر تبسم قادری

مجلس معاونین

- ☆ مولانا غلام فرید ہزاروی ☆ مولانا لیاقت علی انجم
- ☆ مولانا ملازم حسین سعیدی ☆ مولانا نصیر احمد ہزاروی
- ☆ مولانا محمد اسلام سعیدی ☆ مولانا محمد شہزاد ہاشمی
- ☆ مولانا محمد نصر اللہ جان ہزاروی ☆ قاری محمد الیاس ہزاروی
- ☆ مولانا محمد ہاشم علی نظامی ☆ مولانا قاری احمد رضا سیالوی
- ☆ مولانا قاری ایاس احسن جمیل ☆ مولانا محمد تصدق نقشبندی
- ☆ محمد عمران احسن فاروقی ☆ مولانا محمد حامد بخش سعیدی

حافظ محمد کاشف جمیل

حافظ محمد صدیق سعیدی

دفتر مجلہ النظامیہ
جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور

ممبر شپ فیس

پاکستان سالانہ	قیمت خصوصی شمارہ	عرب امارات	U.K
160 روپے	150 روپے	60 درہم سالانہ	18 پونڈ سالانہ

کمپوزنگ
النظامیہ کمپوزنگ سنٹر
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مقام اشاعت **جامعہ نظامیہ رضویہ**
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
7657314-0333,4217708

حسنِ ترتیب

مفتی اعظم پاکستان نمبر | مجلہ النظامیہ، لاہور

﴿شعراء کا خراج عقیدت ومحبت﴾

﴿تاثرات﴾

خطوط

مفتی اعظم کا انتقال پر ملال اور اخباری تراشے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ:

تمام قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس ماہ ادارہ النظامیہ کی طرف سے جو "مولانا عبدالرشید نمبر" شائع ہونا تھا وہ قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی اچانک وفات کی وجہ سے شائع نہ ہوسکا ان شاء اللہ آئندہ اس کو ضرور شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)

حمدِ باری تعالیٰ

چھپا لے مجھ کو تو اپنی رضا کی چادر میں
دعائیں اشک ہوئی ہیں دعا کی چادر میں

فلک کی مانگ میں افشاں تکی ہے تیرے لئے
دھنک کے رنگ کھلے ہیں گھٹا کی چادر میں

سحر کی آنکھ سے شمس و قمر سے تو ہے عیاں
ترا ہی عکس ہے پنہاں ضیاء کی چادر میں

بدل رہے ہیں یہ منظر تیرے اشارے سے
اگرچہ تو ہے نہاں ماوراء کی چادر میں

شعور ذات ہوا ہے تیرے کرم سے مجھے
کہاں تھیں وہ ساعتیں ذہنِ رسا کی چادر میں

نگاہ شوق سے خوشبو مہک اٹھی احمد
سخن کے پھول کھلے ثناء کی چادر میں

☆☆☆☆☆☆☆

شاعر: احمد ادریس

نعت سرورِ کونین ﷺ

کلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

کیجئے چرچا انہی کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مدیر اعلیٰ اعزازی کے قلم سے

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

منبع علم وحکمت، پاسبان فکر رضا، شیخ الحدیث، فقیہ اعظم، مخدوم اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کا وصال ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔
جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ کے وصال پر ہر دل غمگین اور ہر آنکھ پُرنم ہے سرزمین پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے اہل سنت نے اس دُکھ کو جس طرح محسوس کیا وہ ان سینکڑوں خطوط ٹیلیفون کالز اور تعزیت کے لئے آنے والے علماء ومشائخ، سکالرز، سیاسی راہنماؤں اور عوام الناس کی اس گفتگو سے ظاہر ہے جو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی مثبت ومستحکم فکر، استقلال وپامردی جذبۂ خدمت اور دینی، ملی سرگرمیوں کے حوالے سے کی گئی اور خراج تحسین وعقیدت پیش کیا گیا۔
بلاشبہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ایک خاندان، ایک ادارے، ایک حلقۂ احباب وتلامذہ کے لئے نہیں پوری علمی، فکری اور روحانی دنیا کے لئے عظیم حادثہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ کیونکہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔
حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ جس طرح پُرعزم اور باہمت عالم دین تھے، اور آپ کی فکر کی پرواز نہایت بلند وبالا تھی اسی طرح آپ نے اپنے لئے نہایت دقیق اور اہم لیکن جان جوکھوں میں ڈالنے والے مشن کا انتخاب کیا۔ مدارس کا ایک جال بچھا دینا، عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا فتاویٰ رضویہ کو جدید انداز طباعت کے زیور سے آراستہ کرنا، مدارس کو منظم وفعّال بنانا اور اہل سنت وجماعت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا وہ اہم منصوبے ہیں جو حضرت مفتی صاحب کا طرۂ امتیاز ہیں۔

موجودہ صورت حال اور ہماری ذمہ داریاں

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ کے وصال سے جو خلاء پیدا ہوا یقیناً اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ انہوں نے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی تعمیر وترقی کے مراحل مکمل کرنے کے بعد شیخوپورہ میں اس جامعہ کی ضروری عمارات اور تعلیم وتعلّم کا انتظامی سلسلہ بھی پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا تھا۔

فتاویٰ رضویہ کی جدید طباعت کا کام تقریباً مکمل کر دیا اور اب جو تھوڑا سا کام باقی ہے اس سلسلے میں آپ کے معاونِ خاص حضرت استاذ العلماء مولانا عبدالستار سعیدی صاحب مدظلہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی بھرپور صلاحیت اور تجربہ رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ یہ عظیم منصوبہ عنقریب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

جامعہ کے تعلیمی نظم ونسق کو ایک عرصہ سے انہوں نے حضرت مولانا عبدالستار سعیدی صاحب کے سپرد کر دیا تھا اور خود اس پورے عمل کی نگرانی فرماتے، مفید مشورے دیتے اور ہدایات سے نوازتے تھے۔

درجۂ حدیث کی کلاس کے لئے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں اپنے جید شاگردوں کو تربیت اور حوصلہ افزائی کے طور پر درس حدیث کے لئے منتخب فرمایا بلکہ اپنی موجودگی میں ان کو اس مسند پر بٹھا دیا تھا۔

فتویٰ نویسی کے سلسلے میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے خود اپنی (ظاہری) حیات میں حضرت علامہ مولانا محمد تنویر القادری کی تربیت فرمائی اور وہ آپ کی نگرانی میں فتویٰ جاری کرتے تھے۔ اور الحمد للہ وہ اس سلسلے میں کافی تجربہ کار ہو چکے ہیں اور پھر جامعہ کے اساتذہ سے ان کی مشاورت کا دروازہ بھی کھلا ہے۔

جامعہ کے معاونین سے متعلق معاملات اور وسائل کے حصول نیز آمدن، خرچ اور حساب وکتاب کا تمام نظام عرصہ دراز سے حضرت علامہ مولانا غلام فرید ہزاروی کے ذمہ ہے اور اس شعبہ کے تمام پہلوؤں سے کماحقہٗ آگاہ ہیں۔

جب تک حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ تھے اور مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ میں تھا۔ راقم کو آپ کے خادم کی حیثیت سے تمام امور نیابت کی سعادت حاصل رہی اور جب دفتر جامعہ نعیمیہ میں منتقل ہوا تو تنظیم المدارس کی طرف سے نمائندگی کے لئے آپ نے اس فقیر کو حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان کی معاونت کے طور پر نامزد فرمایا علاوہ ازیں اخبارات کے مذاکرات حکومتی میٹنگز، مختلف سیمینارز وغیرہ میں شرکت کیلئے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ راقم کو ہی اپنی نمائندگی کے لئے بھیجتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے تین صاحبزادے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، حضرت علامہ عبدالمجتبیٰ المعروف نصیر احمد، درس نظامی کے فاضل ہیں اور تیسرے صاحبزادے عبدالمرتضیٰ موقوف علیہ کا امتحان دے رہے ہیں جب کہ سب سے بڑے صاحبزادے سعید احمد ملازمت کرتے ہیں۔

تو آپ نے اپنے تین صاحبزادوں کو اپنا علمی وارث بنایا جو آپ کے مشن کی تکمیل کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کا نظم ونسق آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حافظ عبدالرحیم صاحب کے سپرد کر رکھا تھا وہ پہلے کی طرح اب بھی اس نظام کو خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں اور ان شاء اللہ چلاتے رہیں گے۔

جب کہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادہ علامہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی سلمہ اللہ جامعہ کے اساتذہ اور دیگر عملہ کی مشاورت سے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے مشن کی تکمیل کیلئے مسند آراء ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ اکابر علمائے اہل سنت بالخصوص حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھی بزرگ علماء اپنی دعاؤں اور مفید مشوروں کے ذریعے آپ کے صاحبزادگان اور اساتذہ وطلباء سے تعاون فرماتے رہیں تاکہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا مشن باحسن طریق جاری رکھا جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان نمبر
مجلّہ النظامیہ، لاہور

استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان

کی وفات سے ایک نہ پُر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کے ایصال ثواب کی تقریب سے علماء کا خطاب۔

(رپورٹ: محمد اکرام اللہ بٹ، محمد کاشف جمیل، نثار احمد شاکر)

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کی ختم قل کل بروز جمعرات صبح دس بجے جامعہ نظامیہ رضویہ نبی پورہ سرگودھا روڈ شیخوپورہ میں منعقد ہوئی۔

ختم قل میں زندگی کے مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جن میں سے چند نمایاں شخصیات میں۔ صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا پیر سید مظہر سعید کاظمی شاہ صدر جماعت اہلسنت پاکستان۔ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، ملتان۔ حضرت علامہ مولانا پیر سید عرفان شاہ مشہدی۔ حضرت علامہ مولانا پیر سید مظہر قیوم مشہدی۔ حضرت علامہ مولانا عبدالمالک ممبر قومی اسمبلی۔ حضرت صاحبزادہ نور الحق ممبر قومی اسمبلی۔ حضرت علامہ مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری ملتان۔ مفتی جمیل احمد نعیمی، کراچی۔ حاجی حنیف طیب، کراچی۔ مولانا غلام محمد سیالوی، کراچی۔ سید وجاہت رسول قادری چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، لاہور۔ صاحبزادہ عبدالحق ظفر چشتی بندیالوی۔ پروفیسر سعید احمد اسعد، فیصل آباد۔ مولانا عباس رضا قادری، سنی تحریک کراچی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ممبر قومی اسمبلی، مفتی عبداللطیف جلالی۔ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی۔ صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری۔ صاحبزادہ خلیل احمد شرقپوری۔ مولانا محمد اسحاق ظفر، راولپنڈی۔ مولانا محمد اکرام اللہ بٹ، مولانا محمد یعقوب رضوی گجرات۔ صاحبزادہ عبدالرحمٰن شاہ والہ۔ پیر سید طالب حسین گردیزی۔ مولانا قاری الٰہی بخش نوری۔ مولانا صاحبزادہ بدر الزمان قادری، قاری محمد عالم چشتی، مولانا محمد منشاء تابش قصوری، علامہ نصرت اللہ مجددی، علامہ رفیق احمد حسنی، مناظر اہلسنت مولانا محمد یوسف سیالوی، صاحبزادہ ریحان امجد قادری، قاری رفیع الدین سیالوی، پروفیسر ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، صاحبزادہ فضل الرحمٰن

اوکاڑوی، قاضی مظفر اقبال رضوی، مولانا احمد علی قصوری، پیر خضر حیات، پیر فیض عالم، کوٹلہ شریف، شیخ القرآن علی احمد سندیلوی، مولانا غلام محمد شرقپوری، مولانا ایوب ہزاروی، قاری نذیر احمد چشتی، قاری فیض نقشبندی، مولانا رضائے مصطفیٰ نقشبندی ناظم اعلیٰ رسولیہ شیرازیہ لاہور، مولانا صوفی غلام سرور قادری اور دیگر زعمائے امت نے شرکت کی۔

ختم قل کا آغاز قرآن خوانی سے ہوا، بعد ازاں تلاوت قرآن کریم مولانا قاری الٰہی بخش نے فرمائی۔ اور پھر مولانا قاری محمد عالم چشتی نے نعت رسول مقبول پڑھی۔ پھر مولانا محمد منشاء تابش قصوری نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں منقبت پیش کی۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد صدیق ہزاروی نے انجام دیے۔

قاری محمد یوسف سیالوی نے فرمایا کہ قبلہ مفتی صاحب سیاسی و مذہبی رہنماؤں کے سرپرست تھے۔ آپ کی دینی کاوشوں کا نتیجہ پاکستان کے ہر شہر میں آپ کے شاگردوں کی صورت میں موجود ہے۔ اور قبلہ مفتی صاحب اپنی قبر میں بیٹھ کر خوش ہو رہے ہیں۔

جو خوشبو کے گلدستے آپ نے سجائے ہیں یہاں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ آج ان کی قبر پر اللہ کروڑہا رحمتوں کے پھول نچھاور فرما رہا ہے۔ تمام علماء شیخوپورہ آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں شیخوپورہ میں بھی عظیم یونیورسٹی دینی ادارہ عطا فرمایا۔

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی

خلوص لطف و تکلم پہ جس کے پیار آئے
اسے بھی کل قبر میں ہم اتار آئے

بیاں کرے تو جذبات میں نکھار آئے
قلم چلائے تو عقائد میں بہار آئے

پھر اک بار لٹا قافلہ محبت کا
پھر اک بار ہم الفت کی بازی ہار آئے

محسن اہل سنت مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی آپ کے وصال سے جس قدر آج اندھیروں کا، گھٹن کا، اور جہالت کے حملوں کا احساس ہونے لگا ہے یقیناً ہر بیدار روح اسے محسوس کر رہی ہے۔ آج ہم ایسے ممدوح اور محسن سے محروم ہوئے جنہوں نے ایک وقت اہل سنت بہت سے محاذوں کو سنبھال کر رکھا تھا۔

قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی ساری زندگی ریاضت و عبادت، عشق و مستی، تدریس و تالیف، تبلیغ و تحقیق اور محنت و کاوش سے عبارت تھی۔ آپ نے اہلسنت کو بہترین تنظیم (تنظیم المدارس) اور علمی نظام (جامعہ نظامیہ رضویہ) دیا۔ اور آپ نے بہت سارے محاذوں پر کام کیا۔ اب تقویٰ اور پرہیزگاری کو آنکھیں ترستی رہیں گی۔ کون سا علمی کارنامہ ہے جس کی طرف آپ نے نسل نو کو نہیں لگایا۔ طالب علموں کے اندر علم کا شوق پیدا کر رکھا تھا، رات کے لمحات سمٹ جاتے تھے طالبعلموں کے شوق کی پیاس نہیں بجھتی تھی۔۔ آپ نے ملت کی رہنمائی اپنے اسلاف کی تعلیمات کے پیش نظر کی۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم چھینتا ہے۔ اور وہ علم سینے سے نہیں نکالتا بلکہ علم موت علماء سے اٹھ جاتا ہے۔ علم حیات ہے، علم نور ہے، علم تقویٰ ہے، علم جہاد ہے، علم تجلی ہے، علم سب کچھ ہے۔

تو علم حیات ہے، تو جب حیات جسم سے نکل جائے تو جسم کو پتہ چلتا ہے کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے، حضور کا فرمان مینارۂ نور ہے، کیونکہ یہ حیات صرف ایک سینے میں ہی نہیں تھی بلکہ لاکھوں دلوں میں مفتی صاحب زندہ تھے اور ان کی وفات سے لاکھوں سینے مردہ ہو گئے ہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی وفات سے لاکھوں سینوں میں جہالت کے خطرات منڈلا رہے ہیں،

مولانا عبدالمالک ایم این اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم. انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء. قال سئل رسول اللہ اصحابہ ھل تدرون من اجود جوداً قالوا اللہ و رسولہ اعلم. قال اللہ اجود جوداً ثم انا اجود الناس الخ.

محترم! آج ہم سب سوگوار ہیں، آج تمام مدارس میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے، کیوں

نہ ہوا ایک عالم ربانی، ملت پاکستان کا آفتاب اس دنیا سے رحلت فرما گیا ہے۔ آج ان کی رحلت سے ہر سو تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عالم کے لئے ساری مخلوق استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں۔ حضور کی اس حدیث کی رو سے آج سارا عالم قبلہ مفتی صاحب کی رحلت پر سوگوار ہے۔

سعد ابن معاذ کی وفات پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ عرش الٰہی سعد ابن معاذ کی وفات پر کانپ اٹھا، یقیناً ایک زلزلہ آیا ہوگا، اور یقیناً آپ نے محسوس کیا کہ ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہو گیا ہے۔ قبلہ مفتی صاحب استاذ العلماء تھے، ان کی بدولت علم کی ترقی ہوئی، اتحاد بین المدارس، تنظیمات کا عروج ہوا، امریکہ کے خلاف مدارس کو فتح ہوئی، مفتی صاحب علمی عروج بھی رکھتے تھے، حق گو علماء میں سے تھے، علم وعمل کا ایک حسین مرقع تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ اللہ کی خشیت ان بندوں میں ہوتی ہے جن کو علم عطا فرماتے ہیں۔ یہ عظیم ادارہ (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ) مفتی صاحب کی زندگی کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اور مفتی صاحب اپنے علم، تلامذہ، ساتھیوں اور تحریک کی بدولت قیامت تک زندہ رہیں گے۔

صاحبزادہ فضل الرحمٰن اوکاڑوی

حضرت قبلہ مفتی صاحب کی زندگی کا ہر ہر گوشہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ وہ چھوٹوں کے ساتھ انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ مفتی صاحب کا اس دنیا سے رخصت ہو جانا پوری دنیائے اہلسنت کے لئے نقصان ہے۔

صاحبزادہ عبدالحق ظفر چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات.

اس بار جو ایندھن کے لئے کٹ کر گرا ہے
چڑیوں کو بہت پیار تھا اس بوڑھے شجر سے

جنگل میں اس طرح سے اداسی کبھی نہ تھی
اے کارواں ٹھہر کوئی ساتھی بچھڑ گیا ہے

مفتی صاحب میرے استاذ محترم کی شان پاک حضرات علماء کرام بیان فرما رہے ہیں فقیر اس قابل نہیں۔ صرف اتنا کہوں گا کہ اس نے جہاں بھی پاؤں ڈالے تھے وہاں پانی ستھرا ہو گیا حضرت قبلہ مفتی صاحب ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

سید وجاہت رسول قادری صاحب چیئر مین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

یہ بات دل گوارا نہیں کرتا کہ اتنی جلدی علم وعمل اور اخلاص کے پیکر کو ہمیں الوداع کرنا ہوگا، اور ان کی بلند شخصیت کے سلسلے میں ہمیں تعزیتی کلمات کہنے پڑیں گے، حضرت قبلہ مفتی صاحب کا میرے ساتھ پچیس سال سے شفقت ومحبت کا سلوک تھا۔ مفتی اعظم پاکستان علم واخلاص کے عظیم پیکر تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں علم، ادب، اخلاص اللہ کا نام دین ہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کی عمارت کی اینٹ اینٹ بتا رہی ہے کہ آپ نے اخلاص للہ کے ساتھ یہ کام کیا۔

مولانا سعید احمد اسعد صاحب، فیصل آباد

میں صرف ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ خوشبو وہ ہے کہ جو خود بخود بولے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کا کام خود بخود پکار پکار کے کہہ رہا ہے اگر ہمیں اور آپ کو ان سے محبت ہے تو ہمیں چاہیے کہ ان کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچائیں، ان کا مشن سستی، کاہلی نہیں بلکہ صرف کام کام اور کام۔

حضرت علامہ مولانا سید عرفان شاہ مشہدی

استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان کا انتقال پوری ملت اسلامیہ بالخصوص اہلسنت کا بہت بڑا نقصان ہے۔ ان کی ذات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بڑی شدت سے محسوس ہو رہا ہے۔

ہمارے اکابر نے امام شافعی کے انتقال پر جو شعر کہا تھا آج میں وہ بیان کر رہا ہوں

لموتک ایها الصدر الرئیس　　تأطها الدراس و الدروس

حضور مفتی صاحب اس وقت پاکستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں شیر آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے وارث تھے۔ ان کی زندگی عشق مصطفیٰ سے معمور تھی۔ اور حضرت مفتی صاحب نے ان بزرگوں کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی تعلیم، آپ کی تدوین، آپ کی تحقیق، آپ کی تدریس کا مقصود تقدیس الٰہی و عشق مصطفیٰ تھا۔

ہم سب کو یہ عہد کرنا ہوگا کہ جب تک ہمارے جسموں میں روح موجود ہے ہم اس مشن کو آگے بڑھاتے رہیں گے اور مشن کو کامیابی تک پہنچائیں گے۔

مولانا غلام محمد سیالوی صاحب

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے جس دور میں دین متین کی خدمت کی ہے اس کی آپ جس انداز میں بھی تعریف کریں صحیح ہے۔

حضور مفتی صاحب نے وراثت انبیاء کا فریضہ صحیح معنوں میں سرانجام دیا ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری

حضرت قبلہ مفتی صاحب کے دل میں عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا انہوں نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ حضرت اویس قرنی نے اپنے دانت توڑ دیئے تھے کیونکہ حضور کے دانت شہید ہو گئے تھے۔ یہی وہ عشق تھا کہ جو مفتی اعظم پاکستان کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، جس کی بناء پر مساجد اور مدارس کا قیام قبلہ مفتی صاحب نے کیا۔

مولانا احمد علی قصوری

رسماً نہیں لکھا جو شخصیات خراج تحسین حاصل کرتی ہیں ان میں سے مفتی اعظم ایک ہیں مفتی اعظم کی نمایاں ترین صفت اپنے مسلک سے وابستگی ہے۔ آپ کی طبیعت میں مومنانہ جرأت تھی کہ کوئی بھی حاکم وقت آپ کے سامنے آیا آپ نے اس کے سامنے حق بات کر دی۔ ان کا ایک اعلیٰ وصف استقامت تھی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ اسلاف کے مشن کے وارث اور مورث بھی ہیں۔

مفتی ہدایت اللہ پسروری

قبلہ مفتی صاحب نے ہمیں تعلیم بھی دی اور تربیت بھی۔ آپ اہلسنت وجماعت کے اتحاد کے لئے کوشش فرماتے رہے۔ اور آخری دم تک کوشش فرماتے رہے۔ ایک آدمی علامہ کاظمی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے رقعہ پر چند الفاظ لکھ دیں تو مجھے سند مل جائے گی تو علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں جتنے بھی الفاظ لکھ دوں سند آپ کو نہیں ملے گی کیونکہ سندوں پر ببر شیر کا پہرہ ہے۔ اس آدمی نے پوچھا کہ وہ کون ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ وہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اہل سنت کے مدارس کے امین تھے، یہ جو مدارس قائم ہیں یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہیں، مرد کامل شخصیت مفتی صاحب ہیں۔ آپ کے اندر خاص صلاحیت یہ تھی کہ وقت کے حاکم کے سامنے ڈٹ جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مدارس عشق رسول کی آماجگاہ ہیں، ان کو ہم نے قائم رکھنا ہے اور ان مدارس کا تحفظ کرنا یہ ہماری مشترکہ کوشش ہوگی۔ یہ مدارس ہمارے محاذ ہیں۔ آپ کی آخری خواہش تھی کہ ہم سب مسلک کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور اس کام کے لئے آپ نے اکثر خفیہ ملاقات علماء و مشائخ سے کیں ہیں

حاجی محمد حنیف طیب

مفتی اعظم پاکستان ہم سے رخصت ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر جگہ آپ کا نام وقار سے لیا جاتا ہے، اب بڑے بڑے آدمیوں سے ملاقات ہوئی سب اچھے تاثرات کا اظہار کرتے تھے۔

منصب کا حاصل کرنا ایک مسئلہ ہے اور منصب کو حاصل کر کے اس پر برقرار رہنا اور اہلسنت کے لئے کام کرنا دوسرا مسئلہ ہے۔ اور الحمد للہ قبلہ مفتی صاحب نے ساری زندگی مسلک حق اہلسنت کی بقاء کے لئے کام کیا۔

قاری زوار بہادر

مفتی صاحب نے جو خدمت کی ہے وہ بہت بڑا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو ایسی جرأت عطا فرمائی تھی کہ جب بھی عالم اسلام پر برا وقت آیا تو آپ صف اول میں نظر آئے۔ علامہ نورانی صاحب نے فرمایا کہ جس طرح مفتی صاحب نے پوشیدہ رہ کر دین کی خدمت کی کوئی دوسرا شخص نظر نہیں آتا۔ مفتی صاحب کی وفات سے اہلسنت وجماعت کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ، ہر شہر میں مدرسہ، ہر خانقاہ کے ساتھ مدرسہ بنایا جائے، حضرت مفتی صاحب کا مشن یہ ہے کہ طلباء کی تربیت کی جائے۔

صاحبزادہ نورالحق صاحب، سرحد

کوئی شخص ایک گھر کا ہوتا ہے، کوئی شخص ایک خاندان کا ہوتا ہے، مفتی صاحب کی شخصیت ایک خاندان تک، ایک ادارے تک، لاہور کے ایک ادارے تک اور پنجاب کے ایک صوبے تک محدود نہیں۔ بلکہ مفتی صاحب پورے اہلسنت وجماعت کے فرد تھے۔ انہوں نے ساری زندگی اہلسنت وجماعت کی خدمت میں گزاری۔ وہ علماء کے استاذ تھے، وہ علماء کے مربی تھے، وہ آج ظاہراً ہم میں موجود نہیں لیکن ان کا ذکر ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی زندگی میں اسلاف کی جھلک موجود تھی۔ وہ اہلسنت وجماعت کے عظیم رہنما تھے۔ انہوں نے جو پیغام چھوڑا ہے وہ یہ ہے کہ ہم جو بھی کام کریں قلبی لگاؤ اپنے مسلک سے رکھیں، ہم نے حوصلے نہیں ہارنے بلکہ مفتی صاحب کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ جب آپ کی خدمات کو دیکھا جاتا ہے تو آپ ایک ادارے کے یا ایک مسجد کے فرد نہیں تھے بلکہ آپ بہت بڑے عالم دین تھے۔ وہ اہل سنت کا عظیم سرمایہ تھے اللہ ان کی برکات کو ہم پر ہمیشہ رکھے۔

حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی شاہ (ملتان)

مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی کی بارگاہ میں حاضری لگوانے کے لئے حاضر ہیں، جب حرمین شریفین سے پرسوں واپس آیا تو انتقال کا پتہ چلا تو جو پہلا لفظ زبان پر

آیا وہ یہ کہ حضرت مفتی صاحب کے انتقال سے اہلسنت وجماعت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ جب باپ فوت ہو جائے تو بیٹے کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے لیکن قبلہ مفتی صاحب کی وفات سے سارے اہلسنت کی دنیا اندھیر ہو گئی ہے میں سوچ رہا تھا کہ تعزیت کریں تو کس سے کریں کیونکہ ہم سب ان کے پسماندگان میں شامل ہیں۔ وہ قبلہ شیخ طریقت اور بڑے پیر نہیں تھے لیکن اس کے باوجود یہ سارا کام (تنظیم المدارس اور عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ) ان کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔ جو ان کی شفقتیں اور عنایتیں تھیں وہ چھیڑنے کا وقت نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اہلسنت کا درد رکھتے تھے، اہلسنت کے لئے تادم آخر ایثار وقربانی سے کام کرتے رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (امیر عوامی تحریک پاکستان)

ہم سب پسماندگان بھی ہیں اور سوگواران بھی ہیں، حضرت مفتی اعظم پاکستان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے وارث تھے۔ مسلک اہل سنت کی علامت تھے آپ نے مسلک کے تمکن کے لئے ساری زندگی کام کیا۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا، کھانا پینا مسلک اہلسنت کے لئے تھا۔ مفتی اعظم پاکستان جس مسلک کی حفاظت کے لئے ساری زندگی کوشاں رہے اس کی مناسبت سے مفتی اعظم ہمارے اندر ہیں اور رہیں گے، انسان تو سب ہیں دیکھنا یہ ہے کہ انسان احسن کون ہے، مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جو مسلک کی غیرت بیچے بغیر اتنا بڑا دارالعلوم اور ہزاروں علماء پیدا فرما گئے۔ جن کا اجر ختم ہونے والا ہے ان کا نام ونشان ہی ختم ہو گیا نہ فاتحہ ہے نہ درود۔ جن کا اجر جاری ہے وہ زندہ ہیں۔ اور حضرت قبلہ مفتی صاحب بھی قیامت تک اپنے اس عظیم کام کی وجہ سے زندہ رہیں گے۔

مفتی اعظم پاکستان نے ساری زندگی دین کے دشمنوں کا قلع قمع کرنے میں گزاری۔

مفتی صاحب کی مسلکی خدمات بے شمار ہیں۔

صاحبزادہ علامہ سید مظہر سعید کاظمی (امیر جماعت اہلسنت پاکستان)

حضرت مفتی صاحب نے ساری زندگی تنظیم المدارس کا کام کیا اور کئی مرتبہ مجھے فرمایا کہ میں نظامت کے عہدہ سے الگ ہونا چاہتا ہوں کیوں کہ عہدے لینے کی آپ کو کوئی خواہش نہ

تھی۔ان کے دل میں عہدوں کا کوئی لالچ نہ تھا وہ ساری زندگی مسلک حق کی ترویج کے لئے کام کرتے رہے۔اور اہلسنت کی خدمت کرتے رہے۔

آخر میں صاحبزادہ علامہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب نے حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہم محسن اہل سنت، شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ قادری رضوی

کے عظیم سانحہ ارتحال پر صاحبزادگان مفتی اعظم علیہ الرحمہ، اور اساتذہ کرام وطلباء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وشیخوپورہ سے تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں رب کریم جل شانہ حضرت مفتی اعظم پاکستان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ سب کو ان کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

غمزدگان

محمد اکرام اللہ بٹ ...... حافظ محمد نواز بشیر جلالی

حافظ محمد کاشف جمیل ...... حافظ محمد صدیق سعیدی

نثار احمد شاکر ...... حافظ محمد سجاد احمد ہریالوی

شیخ الاسلام مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی خدمات دینیہ ہمیشہ یاد رہیں گی۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ختم قل کی تقریب سے علماء کا خطاب

رپورٹ: محمد ندیم نقشبندی، محمد کاشف جمیل، محمد طاہر عزیز۔

(شیخ العلماء مخدوم اہل سنت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رسم قل شیخوپورہ کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مورخہ ۲۹/اگست بروز جمعۃ المبارک ۳/ بجے سہ پہر ادا کی گئی۔جس میں ملک کے نامور اور جید علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام اہل سنت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔)

اس موقع پر علماء کرام نے اپنے خطابات میں علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی دینی وملی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ حضرت مفتی صاحب نے اپنی پوری زندگی دین متین کی تبلیغ واشاعت اور علوم اسلامیہ کی تدریس میں گزاری اور آخری دم تک درس حدیث کے ساتھ ساتھ دیگر علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے۔

تقریب میں نقابت کے فرائض علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے ادا فرمائے۔تلاوت قاری ذوالفقار احمد برسالوی معلم شعبہ تجوید جامعہ ھذا نے فرمائی اور نعت رسول مقبول سید فرید احمد کاظمی، انگلینڈ نے پڑھی۔

تقریب میں زندگی کے مختلف طبقوں نے شرکت کی جن میں سے چند نمایاں شخصیات میں سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان، مفتی غلام سرور قادری سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور۔علامہ ظفر محمود مجددی مہتمم جامعہ کریمیہ مانچسٹر، انگلینڈ۔سید وجاہت رسول قادری چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی۔شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور۔شہباز قمر فریدی، میاں خالد حبیب الٰہی ایڈووکیٹ، سید صاحبزادہ سلطان العارفین

سید ریاض الحسن قادری سہروردی دربار سلطان باہو۔ مفتی عبدالقیوم خان جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور۔ شیخ ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم مصری (مصر)۔ علامہ حسنات احمد مرتضیٰ ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت ضلع لاہور۔ علامہ سید عبدالغفور شاہ۔ سید طاہر رضا بخاری ڈائریکٹر مذہبی امور ومحکمہ اوقاف پنجاب۔ مولانا محمد جمشید سعیدی، انگلینڈ۔ قاری سید صداقت علی۔ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی۔ مولانا محمد صدیق سعیدی۔ مولانا فضل حنان سعیدی۔ مولانا محمد منشاء تابش قصوری۔ مولانا محمد نصر اللہ جان ہزاروی، مولانا محمد خادم حسین رضوی، مولانا محمد ظہیر بٹ۔ مولانا محمد طاہر تبسم قادری شیخوپورہ۔ مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ریاض البخاری۔ مولانا محمد نواز بشیر جلالی۔ سید شفیق حسین بخاری سیکرٹری زکوٰۃ وعشر حکومت پنجاب۔ قاری عبدالعزیز فریدی انگلینڈ، مولانا رجیع اللہ، مولانا محمد قاسم علوی، مفتی محمد خان قادری جامعہ اسلامیہ لاہور، مولانا راغب حسین نعیمی، مولانا محمد اشرف سعیدی، لاہور۔، مولانا محمد عارف نوری، لاہور۔ ملک محبوب الرسول قادری ایڈیٹر سوئے حجاز لاہور۔ مولانا مفتی علی احمد سندیلوی لاہور، مولانا نصیر الدین چشتی، مولانا محمد اسلام سعیدی ناظم مرکزی دفتر تنظیم المدارس لاہور۔ مولانا قاری محمد عارف سیالوی مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ لاہور۔ مولانا سید شمس الدین بخاری ناظم جماعتِ اہلسنت، لاہور۔ مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور۔ محمد نواز کھرل، مولانا رضاء المصطفیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور۔ مولانا قاری زوار بہادر مولانا محمد اقبال چشتی، مولانا ارشاد علی قادری صاحب، مولانا محمد اکرم فیضی، مولانا عطاء محمد چشتی، مولانا محمد طاہر سیالوی، کراچی۔ مولانا نثار احمد شاکر چھانگا مانگا۔ مولانا رانا بشیر احمد، مولانا محمد ندیم نقشبندی، جہور شریف، مولانا خان محمد قادری، مولانا قاری ملازم حسین سعیدی، مولانا حضرت علامہ پیر محمد اول شاہ۔ محمد اکرم ڈکی۔ خواجہ سعد رفیق ممبر قومی اسمبلی۔ حاجی قیصر امین بٹ۔ مولانا شریف گل قادری مدرس جامعہ قادریہ مردان۔ مولانا فضل منان مہتمم دارالعلوم قادریہ بغدادیہ (مردان)۔ ابوالفضل محمد فضل اللہ مہتمم دارالعلوم حنفیہ مردان۔ علامہ حاجی حافظ محمد امتیاز صاحب لاہور۔ علامہ مفتی غلام محمد آف لاہور۔ مفتی شوکت علی لاہور۔ علامہ حافظ فلک شیر نظامی جامعہ نعیمیہ قادریہ حویلی لکھا۔ صاحبزادہ سید محمد ناصر عثمان شاہ، آستانہ عالیہ قادریہ نوریہ چک سادہ شریف گجرات۔ قاری نذیر احمد سعیدی خطیب جامع مسجد بشیر بلال گنج لاہور۔ مولانا بشیر احمد ماڈل

ٹاؤن لاہور۔ مولانا محمد اجمل نوری مدرسہ نوریہ شاہ جمال لاہور۔ قاضی محمد عثمان خان عباسی صدر مجلس عمل اوقاف لاہور۔ محمد ایوب گوہر ولد حاجی مولانا امانت علی، گوجر خان۔ محمد شریف صابری لاہور۔ حافظ فداء محمد گوجرانوالہ۔ حکیم محمد رفیع خان لاہور۔ ابوالانوار محمد یار سیالوی لاہور۔ مولانا امان اللہ مردان۔ مولانا عبدالغفور بندیالوی لاہور۔ صاحبزادہ ابوالحسن مدیر ماہنامہ ریاض العلم آستانہ عالیہ فیض آباد شریف محمد نگر اٹک۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نگران مرکزی مجلس رضا لاہور۔ مولانا عطا محمد گولڑوی لاہور۔ علامہ محمد یونس صاحب سرائے مغل اور دیگر زعمائے امت شامل ہیں۔

خطابات:

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

قال رسول اللہ ﷺ موت العالِم موت العالَم.

مفتی صاحب نے کبھی تصویروں اور ویڈیو کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ اور آپ کے جنازے پر ویڈیو سے منع کرنا چاہیے تھا، میں آپ کے صاحبزادوں سے تعزیت کر رہا ہوں، آپ مجھ سے تعزیت کریں کیونکہ مفتی صاحب میرے استاذ تھے، وہ میرے محب، میرے ساتھی، میرے بھائی تھے۔ مفتی اعظم پاکستان اعلیٰ حضرت کے مسلک کی ڈنکے کی چوٹ پر تبلیغ کرتے رہے، اور فتاویٰ رضویہ کا کام پوری دنیا میں صرف مفتی صاحب کا خاصہ ہے۔

ہم اخباروں سے نوائے وقت اور جنگ کی مذمت کرتے ہیں کہ انہوں نے مفتی صاحب کا جو حق تھا انہوں نے وہ حق ادا نہیں کیا۔ جب لیڈی ڈیانا اور ملکہ ترنم جاتی ہے تو پورا صفحہ ان کو دے دیا جاتا ہے اور جس وقت شیخ الاسلام گیا ہے تو اخبارات صفحہ بھی نہیں دے سکے۔

صدر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ نے برائے نام بھی تعزیت نہیں کی، ان کی وفات پر ان کے اقرباء نے نہیں بلکہ حفاظ، قراء، علماء، شیخ التفاسیر نے آنسو بہائے، جہاں ان کے شاگرد چلتے ہیں وہاں فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے قائم کردہ ادارہ جامعہ نظامیہ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن اور جتنے بھی ادارے قائم کیے سب کو ترقی عطا فرمائے۔

مفتی محمد عبدالقیوم خان ہزاروی (شیخ الحدیث منہاج القرآن لاہور۔)

مفتی صاحب کے وصال پر جامعہ کے درو دیوار، طلبہ، اساتذہ بھی ماتم کناں ہیں، اور میرا وجدان ہے کہ یہ درد سے رو رہے ہیں اور یہ سب مغموم ہیں ہم صمیم قلب سے مغموم ہیں اور یہ شیطان، صحافی، بہ حیثیت پذیرائی نہیں کرتے تو ہم لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا، و تسلقهم الملئكة ۔ کیونکہ یہ خبیث اس لائق ہی نہیں کہ ان کا ذکر کریں، مفتی صاحب کا ایک مقام ہے اللہ نے ان کو ایک مقام عطا فرمایا تھا۔ وہ زندہ تھے زندہ ہیں اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں شان وشوکت سے حاضر ہوں گے اور قیامت کے دن یہ میڈیا شرمسار ہوگا ہم کو میڈیا سے شکوہ ہے کیونکہ یہ کنجروں کی گھنٹوں تعریف کرتے ہیں۔ اور علماء کی تعریف نہیں کرتے۔ ہزاروں آپ کے شاگرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید ریاض الحسن قادری، (سلطان باہو)

كل نفس ذائقة الموت: مفتی صاحب کا اس دنیا سے تشریف لے جانا اہلسنت کیلئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے، جو انہوں نے کام کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، ان کے کام کو ہم دیکھ رہے ہیں، مثالی علماء پیدا کئے ان میں سے مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب جیسی بزرگ ہستیاں موجود ہیں، انہوں نے ان کے علاوہ اور کئی علماء پیدا کئے۔ ہم کو لوگ عزت کی نگاہ سے اس لئے دیکھتے ہیں کہ علماء، مصطفیٰ کریم کے غلام ہیں، اللہ کریم ان کو غریق رحمت فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت کے بہت بڑے ولی تھے۔

میاں خالد حبیب الٰہی ایڈووکیٹ

ہمارے لئے، سواد اعظم کے لئے، ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے کہ مفتی صاحب تشریف لے گئے یہ ایک فطرت ہے، اٹل فیصلہ ہے، جس کو ٹالا نہیں جاسکتا، ہم مفتی صاحب کے مشن کو جاری رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔ مفتی صاحب میں حق گوئی و بے باکی کی ایسی صفت تھی جس کو انہوں نے کبھی نہ چھپایا اور یہ ولیوں کا، علماء حق کا وصف ہوتا ہے کہ حق گوئی و بے باکی کو اپناتے ہیں، کسی حکمران، کسی عہدے دار کے سامنے حق گوئی سے اجتناب نہ کرتے۔

مفتی صاحب ہمیشہ اتحاد اہلسنت کے لئے غور کرتے رہے، اور آخری ایام میں اتحاد اہلسنت کے لئے کئی بار مشاورت بھی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مشن کو پورا کرے۔

مفتی محمد خان قادری، جامعہ اسلامیہ لاہور

مفتی صاحب قبلہ ہم سے جدا ہوئے، ہمیں ان کے مشن کو جاری رکھنا چاہیے ان کے صاحبزادگان سے محبت کی جائے، یہ انہی کے پودے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہرا بھرا فرمائے۔ اللہ ہم سب کو ان کے مشن پر قائم رکھے۔ آمین

محترم شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ مصری (مصر)

انہوں نے کہا کہ میرے استاذ، میرے شیخ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ہم سے وصال فرما گئے ہیں، یہ دن پورے عالمِ اسلام کے لئے ماتم کا دن ہے۔ کہ مفتی صاحب کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب کی دینی خدمات پر اگر بڑی سے بڑی کتاب بھی لکھی جائے تو بھی چھوٹی ہے۔

علامہ مفتی محمد غلام سرور قادری

آج کی ایصالِ ثواب کی تقریب میں اختصار ملحوظ ہے حضرت مفتی صاحب کی شخصیت ایک ایسی جامع شخصیت تھی کہ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرنے کے لئے کافی وقت درکار ہے انہوں نے کہا کہ اگر ان پر کوئی کتاب لکھی گئی تو میرے پاس ان کی بہت سی خوبیاں ہیں جنہیں بیان کیا جاسکتا ہے۔

موت العالِم مصيبة لا تجبر ۔ یقیناً مفتی صاحب کی ذات والا صفات ہم سب کے لئے بہت سبق چھوڑ گئی ہے۔ اور ان کی درس وتدریس اور اس میں تسلسل بیان کا خاصہ ہے۔ جتنا اظہار افسوس کریں کم ہے۔ سوائے صبر کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

حضرت علامہ مولانا ظفر محمود فراشفی (انگلینڈ)

انما يخشى الله من عباده العلماء ...... ہماری خوش بختی ہے کہ ہم ایسے عالِم

دین کی ایصالِ ثواب کی محفل میں آئے ہیں جن کو میں نے ایک انجمن پایا۔ اگر انہوں نے گفتگو کی تو مسلک اور متحد ہونے کے بارے میں، جامعہ نظامیہ رضویہ، تنظیم المدارس کے لئے ایسا درد رکھتے تھے کہ اگر آپ جیسے دو آدمی اور پیدا ہوں تو ہم پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے امریکیوں کی خواہش پوری کر دی تو مفتی صاحب کے تلامذہ تمہارے ناپاک عزائم کو جوتوں کی نوک پر مار دیں گے۔

مفتی صاحب نے درسِ نظامی سے پیار کیا ہے، اللہ کریم مجھے آپ کے مشن پر قائم رکھے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو صحرا کو گلشن بنا دے

سید طاہر رضا بخاری (ڈائریکٹر محکمہ اوقاف)

آج کی یہ بزم اور یہ محفل سوز و گداز کی محفل ہے، حضرت مفتی صاحب کی یاد میں محبت وعقیدت کی محفل ہے۔ ہماری محبتیں، عقیدتیں حاضر ہیں، قبلہ مفتی صاحب نے ہمیشہ محکمہ اوقاف کی سرپرستی فرمائی ہے۔ مرکز تجلیات دربار حضرت داتا گنج بخش پر مرکز معارف اولیاء جامعہ ہجویریہ کا قیام تھا، اس کے لئے مفتی صاحب اپنی تدریسی مصروفیات کو چھوڑ کر ہمارے پاس تشریف لاتے میں جب بھی حاضر ہوتا مجھے علماء کرام کی عزت اور تکریم کے حوالے سے احکام صادر فرماتے اور ہماری کوتاہیوں پر اصلاح فرماتے۔ علماء کے سامنے کہنے کی سعادت ملی، شفیق حسین بخاری صاحب نے بھی تائید کی۔

سید وجاہت رسول قادری (ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی)

ورفعنا لک ذکرک. نہایت ہی قابلِ صد احترام علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی، علامہ شرف قادری، صاحبزادگان قبلہ مفتی اعظم پاکستان، شیخ حازم محمد احمد صاحب جامعہ ازہر۔

حضرت مفتی صاحب کی اظہارِ تعزیت کا اجلاس ہے، میں علماء کی طرح خوبیوں کا بیاں نہیں کر سکتا صرف ایک خوبی بیان کروں گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے متعلق ارشاد فرمایا ورفعنا لک ذکرک. ہم نے تمہارا ذکر ایسا بلند کیا کہ کوئی ذہن اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اب جو نبی کریم ﷺ کا عاشق صادق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر بھی حضور علیہ السلام کے صدقے سے بلند کر دیتا ہے۔

حضور کا فرمان ہے کہ میری امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں، اب آپ کے غلاموں کا ذکر اتنا بلند ہوتا ہے کہ فرشتے، انسان، حیوان، نباتات ان کا ذکر کرتے ہیں آپ بھی ان میں سے سرفہرست ہیں ہمارے علماء کے چہرے کو دیکھو سنت کی روشنی اور علم و عمل میں اسوہ حسنہ کا آئینہ نظر آئے گا، آیئے ایسے چہروں کو دیکھیں، آپ نے بھی زیارت کی، میں نے بھی زیارت کی ایسا نورانی چہرہ یا اس آئینہ سے چراغ جل رہے ہیں اللہ ان کی قبر پر رضوان ورحمت نازل فرمائے

سید ریاض حسین شاہ ناظمِ اعلیٰ جماعتِ اہلسنت پاکستان

آج ہر آنکھ مفتی صاحب کی رحلت پر پرنم دکھائی دے رہی ہے، مفتی صاحب ہم میں موجود نہیں مگر آپ کا لگایا ہوا درخت دکھائی دے رہا ہے۔ ان کے کام کا فیض جاری ہے۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا بندۂ کوہستانی

علامہ اقبال کے اس شعر کی مطابقت مجھے مفتی صاحب کی ذات میں نظر آئی۔

مفتی صاحب کھلے بیابانوں میں رہنے والا لاہور آیا تنگ گلیوں میں آیا اور بتایا کہ مشکل کو آسان بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو ناممکن تھا اس کو ممکن کر دکھایا ہے۔

مفتی صاحب مدرس تھے، عالم تھے، محقق تھے، خدا شناس تھے۔

مفتی صاحب نے سلطانوں کو زہر سمجھ کر تھوکا بھی نہیں اور ان کو ثانی سمجھ کے چوسا بھی نہیں، یہ مفتی صاحب کا خاصہ تھا۔ مفتی صاحب نے بڑی احتیاط سے زندگی گزاری، اگر کسی نے جینا سیکھنا ہے تو مفتی صاحب سے سیکھے۔ مفتی صاحب نے چٹائی پر بیٹھ کر اعلیٰ حضرت کے مسلک کا پرچار کیا۔ ان پر بہت کام کی ضرورت ہے۔ مفتی اعظم پاکستان زندہ باد

آخر میں ختمِ قرآن پاک قاری سید صداقت علی نے پڑھا اور دعا حضرت علامہ مولانا عبدالغفور شاہ صاحب نے فرمائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرنہا باید کہ تا یک مرد حق پیدا شود

بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

تحریر: شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مفتی اعظم پاکستان، استاذ مکرم، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت ملتِ اسلامیہ کے لئے بین الاقوامی سطح کا سانحہ ہے۔ ان کی اچانک وفات نے بیک وقت دل ودماغ کو متأثر کیا ہے۔ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوا کرتے ہیں اور اپنے درخشاں کارنامے ہمیشہ کے لئے صفحۂ تاریخ پر رقم کر جاتے ہیں۔

ان کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ وہ اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے بلکہ وہ کئی اداروں کا مجموعہ تھے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور/شیخوپورہ کے ناظمِ اعلیٰ تھے، پاکستان بھر کے مدارسِ اہلسنت کی تنظیم، تنظیم المدارس کے طویل عرصہ تک ناظم اعلیٰ رہے اور اب اس کے صدر تھے جماعت اہلسنت کی سپریم کونسل کے چیئرمین اور رضا فاؤنڈیشن لاہور کے سربراہ تھے، پھر کیا مجال کہ کسی ادارے کا کام ادھورا رہا ہو، جس کام میں ہاتھ ڈالتے تھے اس کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے تھے، رویت ہلال کمیٹی کے ممبر رہے، زکوٰۃ کونسل کے ممبر رہے، جہاں کہیں دور دراز اہلسنت وجماعت کے کوئی عالم فوت ہو جاتے ان کے جنازے میں شرکت اپنی ذمہ داری سمجھتے ان سب کاموں اور سرکاری میٹنگوں میں شریک ہونے کے باوجود مسند تدریس پر حاضر رہتے اور دوسرے مدرسین جتنے اسباق بلکہ ان سے کچھ زیادہ ہی پڑھاتے۔ غرض یہ کہ وہ علم وتعلیم میں فنا تھے ،مسلک اہل سنت وجماعت کے لئے وہ دنیا کے آخری کنارے تک جانے کے لئے تیار رہتے تھے ،انہیں جبل استقامت کہیں تو بجا ہے، عزم وہمت کا کوہ ہمالہ کہیں تو درست، یخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ، اور لا یخافون لومۃ لائم کا صحیح مصداق تھے۔

فقیر تقریباً دو سال زمانہ طالب علمی میں اور مجموعی طور پر اکتیس سال زمانہ تدریس میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں مفتی صاحب کے زیر سایہ رہا انہیں لگن تھی تو یہی اور جنون تھا تو یہی۔ ؎

میرا نور بصیرت عام کر دے

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند وبالا جگہ عطا فرمائے اور ان کے قائم کردہ اداروں کو صبح قیامت تک شاد وآباد رکھے اور ان کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں یعنی اپنے بھائیوں اور بہنوں کیلئے اور مادر محترمہ کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ عظیم حادثہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

یوں تو سبھی رہتے ہیں موت کے منتظر
اچانک تیری موت نے سب کو رلا دیا

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا سانحہ ارتحال

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے انتقال پُر ملال پر ان کے صاحبزادگان، پسماندگان، اساتذہ کرام اور طلبائے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وشیخوپورہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور قبلہ مفتی اعظم پاکستان کے فیضان کو جاری وساری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

غمزدگان:

محمد طاہر سیالوی، شمس العلوم کراچی۔ محمد ندیم نقشبندی، جامعہ نقشبندیہ سیبور شریف

سید غلام مصطفیٰ شاہ ریاض البخاری جامعہ نظامیہ شیخوپورہ

پیکرِ علم و عمل شخصیت

استاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی

علوم و فنون اسلامیہ میں تاریخ و سوانح کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک ایسا وسیع شعبہ ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں، انسان کی تاریخ، شہر کی تاریخ، ملک کی تاریخ، اور ان سے متعلقات کی تاریخ، جغرافیائی، تمدنی، معاشی، معاشرتی، کیفیات کی تاریخ، اقتصادی، ثقافتی تاریخ، مذاہب و ادیان کی تاریخ الغرض یہ ایسی بے شمار سرخیاں ہیں جن پر بڑی بڑی کتب مرتب ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

دیگر موضوعات کو چھوڑیئے صرف رجال کی تاریخ، سیرت، سوانح کو ہی لیجئے تو اس پر ہر زمانہ میں ان گنت کتابیں معرض وجود میں آئیں اور یہ ایک ایسا فن ہے جس سے ہر صاحب علم کو دلچسپی ہے، لیکن ہر ایک کی تاریخ نہیں لکھی جاتی ہر شخص کو صفحہ قرطاس پر نہیں لایا جاتا، ہر کسی کو تاریخ رجال میں جگہ نہیں ملتی، تاہم جسے زینت قرطاس و قلم بنایا جاتا ہے اس میں کوئی خاص بات ہوتی ہے۔

آج ہمیں ہزاروں سال پہلے آنے والے ایسے انسان کے احوال و آثار اور کیفیات پر آگاہی حاصل ہو سکتی ہے جسے ہم نے دیکھا تک نہیں، مگر صفحات تواریخ میں اسے جلوہ گر پایا، وہیں پڑھا۔ اور پڑھنے سے اتنے متاثر ہوئے کہ جگہ جگہ اس کی باتیں، اسی کی حکایتیں، اسی کے تذکرے، اسی کی داستان اور اس کی کہانی ہے۔ آخر کیوں؟

اس کا مختصر سا تو یہی جواب ہے کہ اس کے کار ہائے نمایاں اجاگر ہوئے اس کے اعمال کی تشہیر ہوئی اس کے علم و فنون نے نہ صرف ذاتی طور پر اسے مقبولیت سے نوازا بلکہ اس کی پر اثر آواز سے گم گشتگان راہ، صراط مستقیم پر گامزن ہوئے، یگانے بیگانے سبھی اس کی خدمات کے معترف ہوئے یہاں تک کہ آفاق میں بلند تر مقام نصیب ہوا۔

تاریخی شخصیات کی فہرست بڑی طویل ہے، عصر حاضر میں ہماری لاتعداد ایسی نامور ہستیاں تشریف لائیں جو آسمان شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکیں مگر ان کے احوال و آثار کا تذکرہ تو کجا صرف اسمائے گرامی ہی درج کیے جائیں تو کئی دفتر جمع ہوں گے۔ جن کا اس مختصر سے مقالہ میں اندراج ممکن نہیں یہاں صرف عصر حاضر میں اہل سنت و جماعت کی عظیم شخصیت پیکر علم و عمل، فخر المدرسین، عمدۃ المحققین، استاذ العلماء والمحدثین حضرت علامہ مولانا ابو سعید مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ زندگی کے چند اہم پہلوؤں کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تاکہ مستقبل کا مورخ جب انہیں اپنے قلم کا موضوع بنائے تو اسے دقت کا سامنا نہ ہو۔

ولادت، تعلیم و تربیت

ممدوح اکابر مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی اہل علم و فضل خاندان کے چشم و چراغ تھے اس بابرکت خاندان کو بیسیوں علماء و حفاظ پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے اور یہ سلسلہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ بدستور فیاض ابدی کی عنایات سے جاری و ساری ہے۔

آپ نے ۲۹/ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ، ۲۸/ دسمبر ۱۹۳۳ء کو بمقام میراہ اپر تناول مانسہرہ (ہزارہ) میں علاقہ کی معروف شخصیت حضرت مولانا حمید اللہ صاحب ہزاروی کے ہاں آنکھ کھولی! چونکہ آپ کے والد ماجد جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں فرائض امامت و خطابت انجام دے رہے تھے اس لئے آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت انہوں نے اپنی نگرانی میں یہاں پر جاری رکھی، قرآن کریم والد ماجد سے پڑھا، آپ نے بیان فرمایا کہ میں اور میرے بڑے بھائی محمد عبد اللہ اکٹھے پڑھتے تھے چوتھی جماعت کا نتیجہ سن کر خوشی خوشی گھر آ رہے تھے کہ سر راہ والد صاحب مولانا حمید اللہ صاحب ملے رزلٹ سن کر باری باری پوچھنے لگے اب تم کیا پڑھنا چاہتے ہو؟ میرے بڑے بھائی صاحب نے انگلش پڑھنے کا اظہار کیا، جب مجھ سے پوچھا گیا تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا میں تو عربی، فارسی پڑھوں گا۔

بس پھر ہم دونوں کو دینی تعلیم کے لئے وقف کر دیا گیا آپ فرماتے تھے کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میری عمر سات آٹھ سال ہوگی کہ مجھے والد ماجد نے جیند حز شریف ضلع گجرات کے ایک دینی مدرسے میں داخل کرادیا، یہ مدرسہ حضرت پیر سائیں گوہر علی صاحب نے قائم کر رکھا تھا سائیں گوہر علی علم لدنی سے سرفراز تھے بظاہر انہوں نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا تھا مگر جملہ علوم وفنون اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ عارف باللہ کے مرتبے پر فائز تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے جیند حز شریف کے علاوہ پاکستان کے متعدد دینی اداروں میں اکتساب علم کرتے ہوئے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے ۱۹۵۵ء میں سند فراغت حاصل کی بعدہ آپ کا ذوق حدیث، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں فیصل آباد لے گیا۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے سند حدیث اور دستار فضیلت حاصل کی۔

مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں آپ کی دستار بندی کے مبارک موقع پر دیگر اکابر اہلسنت کے علاوہ حضرت محدث اعظم کچھوچھوی، غازی کشمیر امیر تحریک ختم نبوت حضرت علامہ ابوالحسنات قادری، غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی اور مناظر اسلام حضرت علامہ ابو الحقائق عبدالغفور ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔

آپ کے جلیل القدر اساتذہ کرام:۔

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن اساطین علم وفن کے حضور زانوئے تلمذ طے کیا ان میں اکابر اساتذہ کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں تاکہ ایک نظر سے ہی معلوم ہو جائے کہ آپ کی فراست وبصیرت کتنی عظیم اور بلند مرتبت ہستیوں کی مرہون منت ہے۔

☆...... حضرت مولانا علامہ حمید اللہ صاحب ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ (والد ماجد)

☆...... حضرت مولانا علامہ محبوب الرحمٰن ہزاروی (چچا جان) ☆...... حضرت مولانا علامہ محب

النبی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ☆...... حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ صاحب ☆...... حضرت مولانا علامہ غلام رسول رضوی صاحب شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ☆...... محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی

☆...... اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی الوری لاہور خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے حضرت محدث اعظم پاکستان کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عملی زندگی کا آغاز:

ممدوح اکابر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ابھی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں درجہ حدیث کی تکمیل بھی نہیں کر پائے تھے کہ حضرت مولانا ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ اشرفی برکاتی قصوری اپنے دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور کے لئے کسی قابل مدرس کی تلاش میں حزب الاحناف آئے تو مفتی اعظم پاکستان قبلہ سید صاحب سے اس سلسلہ میں گزارش کی کہ جامعہ حنفیہ قصور کے لئے نہایت قابل مدرس عطا فرمائیں چنانچہ قبلہ سید صاحب نے آپ کو ان کے ہمراہ تدریس کے لئے روانہ فرمایا، جہاں حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے بڑی عرق ریزی محنت شاقہ اور پوری لگن سے پڑھانا شروع کیا چونکہ آپ نے ہر فن کو انتہائی محنت اور عشق سے حاصل کیا تھا اس لئے تدریس کے معاملہ میں آپ کو کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا، بناء علیہ یومیہ بائیس (۲۲) اسباق کی تدریس آپ کے ذمہ تھی۔ اسباق کی کثرت نے آپ کو علیل کر دیا چنانچہ علالت کے باعث آپ کو ایک سال بعد گھر آنا پڑا جب روبصحت ہوئے تو حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں فیصل آباد حاضری دی تو انہیں کے ارشاد پر آپ سمندری فیصل آباد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے مگر قدرت نے آپ سے عظیم ترین کام لینا تھا۔ اس لئے جلد ہی حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مہتمم مدرسہ غوثیہ رضویہ "پیر محل" اپنے مدرسے کے لئے مدرس کی تلاش میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی اجازت سے موصوف نے آپ کو پیر محل کے لئے حاصل کر لیا۔

ماہ رمضان المبارک کی سالانہ تعطیلات کے باعث ابھی آپ نے مدرسہ غوثیہ رضویہ

پیر محل کا تدریسی چارج بھی نہیں سنبھالا تھا کہ آپ کے استاذ گرامی حضرت مولانا غلام رسول رضوی نے جامع مسجد خراسیاں لوہاری منڈی لاہور میں "جامعہ نظامیہ رضویہ" کی بنیاد رکھتے ہی اپنی معاونت کے لئے حضرت محدث اعظم پاکستان سے آپ کو طلب کیا آپ فرماتے ہیں حضرت محدث اعظم پاکستان نے حکم نافذ کرنے کی بجائے میری رائے معلوم فرمائی تو میں نے استاذ محترم کی معاونت کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اور یہی بات جامعہ نظامیہ رضویہ کی عظمت ورفعت کی علت غائیہ بن گئی۔

لاہور تشریف آوری:

حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے اپنی لاہور تشریف آوری کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا استاذ العلماء حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب کا ایک گرامی نامہ جو آپ نے حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں ارسال کیا تھا میرے لاہور آنے کا محرک بنا جس میں تحریر تھا کہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو میری معاونت اور تدریسی امور انجام دینے کے لئے بھیجا جائے، چنانچہ محدث اعظم پاکستان کی رضا پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے جامعہ نظامیہ رضویہ کے تدریسی فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے علاوہ انتظامی امور ومعاملات کے علاوہ سرمایہ کی فراہمی میں بھی خوب محنت سے حصہ لیا۔

معمولی سے مشاہرہ کے ساتھ ہر قسم کی آزمائشوں اور امتحانوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی طرح ڈالی، موچی دروازہ لاہور اور اسلام نگر (سابق کرشن نگر) میں تقریباً سات سال تک امامت وخطابت کی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی بنیاد شوال المکرم ۱۳۷۶ھ/مئی ۱۹۵۶ء کو قدیم تاریخی مسجد خراسیاں میں بے سروسامانی کے عالم میں رکھی گئی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضوی چشتی نے ہدایہ شریف کے سبق سے آغاز کیا جبکہ حضرت مولانا علامہ غلام رسول رضوی صاحب مہتمم اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدرس وناظم مقرر ہوئے۔

علوم وفنون اسلامیہ کا یہ ننھا سا پودا ابھی برگ وبار بھی نہیں پیدا کر پایا تھا کہ یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء کو حضرت محدث اعظم پاکستان وصال فرما گئے اور ان کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں حدیث رسول کریم ﷺ کا فیضان جاری رکھنے کے لئے حضرت استاذ العلماء غلام رسول رضوی واپس فیصل آباد تشریف لے گئے اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے تمام تر انتظامات کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ پڑی۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی تاریخ مصائب وآلام سے عبارت ہے جو حقیقتاً حضرت مفتی صاحب کے صبر وتحمل، عزیمت واستقلال اور حلم وبردباری کی ناقابل فراموش داستان ہے جن کربناک لمحات نہیں بلکہ سالوں سے آپ کو گزرنا پڑا ان دکھ بھرے احوال کا تذکرہ قلم کے بس کی بات نہیں اہل محلہ کی یورش، مقدمات کی بھرمار، مدرسین وطلباء کے لئے ضروریات کا حصول، جامعہ کے داخلی وخارجی معاملات سے کماحقہ عہدہ برآ ہونا ایسے امور نے آپ کو مضمحل کر کے رکھ دیا مگر اس مردِ حق آگاہ نے جس کا خمیر ہی ایثار وقربانی کے جذبات سے تیار ہوا تھا ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے جامعہ کے ہر شعبے کی تعمیر وترقی کے لئے ہمہ تن وقف ہو گئے تفصیل کے لئے راقم کی مرتب کردہ کتاب "جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا تاریخی جائزہ" کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

تحریکی خدمات:

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ محض ایک مکتب ومدرسہ کے ناظم کی حیثیت ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ کی نگاہ کی بصیرت وفراست بڑی دور رس نتائج کی امین تھی پاکستان میں سیاسی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں پر آپ نے بڑی گیرائی اور گہرائی سے کام لیا۔ ہر اسلامی تحریک میں آپ کی خدمات بڑی واضح اور روشن ہیں تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ اور آپ کے تلامذہ، جامعہ نظامیہ رضویہ کے مدرسین وطلباء نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جو تاریخ کا ایک باب بن چکے ہیں، اس سلسلہ میں راقم کی مرتب کردہ کتاب "تحریک نظام مصطفیٰ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کا کردار" شاہد وناطق ہے جس میں آپ کی سرپرستی میں جامعہ

کے مدرسین وطلباء نے جس عزم وہمت، جانثاری وفداکاری کا مظاہرہ کیا، بھٹو شاہی مارشل لا کے غنڈوں کی گولیوں اور آنسو گیس کی بارش سے زخمی ہونے کے ساتھ ساتھ قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے۔ ایسے واقعات کی تصویری شہادتیں اور قلمی روئیداد تفصیلی طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک سے بڑھ کر:

یوں تو قبلہ مفتی صاحب کے بے شمار تاریخی اہمیت کے کارنامے ہیں جن کو ان شاء اللہ العزیز کتابی صورت میں لانے کی طرح ڈالی جارہی ہے مگر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کا معرض وجود میں لانا آپ کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس سے پورے پاکستان بمعہ آزاد کشمیر ڈیڑھ ہزار سے زائد اہل سنت وجماعت کے قابل ذکر مدارس ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں جبکہ طالبات کے سینکڑوں ادارے بھی تنظیم المدارس سے الحاق کر چکے ہیں، تنظیم المدارس ''اہل سنت پاکستان'' کی اہمیت وحیثیت گورنمنٹ سطح پر تسلیم کی جاچکی ہے جس کی اسناد کی برکات اظہر من الشمس ہیں کتنے ہی وہ فارغ التحصیل علماء کرام ہیں جنہیں تنظیم المدارس کی سند نے اوقاف میں جگہ دی، سکولوں اور کالجوں حتی کہ فوج میں ہماری تنظیم کے مستند علماء کرام خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں، قومی وصوبائی اسمبلیوں میں بھی اسی اسناد نے متعدد ممبران کو پہنچایا۔ ان تمام امور میں کامیابی کا کریڈٹ حضرت قبلہ مفتی کی ذات ستودہ صفات کو جاتا ہے۔

بحیثیت منتظم اعلیٰ

حضرت قبلہ مفتی صاحب ان گنت اوصاف حمیدہ وکمالات جمیلہ سے مرصع تھے آپ کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے انتظام وانصرام میں بڑی دور اندیشی اور مہارت تامہ سے کام لیتے رہے انتظامی امور میں ہر ایک شعبہ سے جو صاحب منسلک ہے اسے اپنے شعبہ کو خوش اسلوبی سے چلانے کی مکمل آزادی دی، حضرت مولانا غلام فرید صاحب ہزاروی شعبہ امور تعلقات عامہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی

صاحب ناظم تعلیمات جامعہ ہونے کی حیثیت سے بڑے احسن پیرائے میں آپ کی معاونت فرماتے رہے، جامعہ کے مدرسین واساتذہ کرام پر مفتی صاحب کو اتنا اعتماد تھا کہ شاذ ونادر ہی کسی جماعت میں دوران اسباق جاکر جائزہ لیا ہو یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کرام بڑی جانفشانی اور محنت سے تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں لطف کی بات تو یہ ہے کہ جامعہ کے اساتذہ کرام زیادہ تر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں یہی وجہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب اطمینان قلب سے جامعہ کے داخلی وخارجی معاملات کو سرانجام دے رہے ہیں، خوش بخت ہیں یہ حضرات جنہیں ایسے کریم النفس کی سرپرستی نصیب ہوئی اور خوش نصیبی ہے ناظم اعلیٰ کی جنہیں ایثار پیشہ مدرسین کی بابرکت ٹیم ملی جن کا نام جامعہ کی نسبت سے آسمان علم وادب پر چمک رہا ہے۔

جامعہ کی ترقی کا راز

جہاں تک میں سمجھتا ہوں جامعہ نظامیہ رضویہ کی شہرہ آفاق قبولیت وشہرت کا باعث حضرت مفتی صاحب کا ذات خداوندی پر کامل توکل اور نبی کریم ﷺ کی نگاہ رحمت پر بھروسہ رکھنے کے ساتھ ساتھ از خود تدریس سے عشق، اسباق سے محبت تھی، آپ کو اسباق سے ناغہ بڑا شاق گزرتا سینکڑوں میل کا سفر کیوں نہ طے کیا ہو، رات بھر کی بیداری اور سفر کی تھکان آپ کے محبوب ترین مشن ''اسباق'' کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ اور پھر اسباق کا یہ عالم، ایک طرف ایک چھوٹی جماعت کو پڑھایا جارہا ہے تو دوسری طرف دورۂ حدیث شریف کے طلباء کی تسلی وتشفی بھی کی جارہی ہے، آٹھ آٹھ، دس دس سبق تو آپ کی روح کی یومیہ غذا تھی، طلباء سے بے پناہ شفقت، پیار اور محبت جو خاصان خدا کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے یہ بھی حضرت مفتی صاحب کا خاصہ تھا مدرسین کرام کے دکھ، درد، خوشی، غمی میں ایک نہایت، مخلص ومشفق اور مہربان کی طرح شریک ہوتے دراصل جامعہ کی ترقی کا یہی راز ہے اگر مدارس اہل سنت کے مہتمم وناظم حضرات بھی اس روش اور طریقہ کو اپنا لیں تو بڑی حد تک وہ مقاصد حسنہ میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

جسمانی وروحانی اولاد

حضرت مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادوں سے نوازا، جن کے اسماء علی الترتیب درج ذیل ہیں، محترم جناب صاحبزادہ سعید احمد صاحب، مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب، مولانا حافظ قاری عبدالمجتبیٰ صاحب، اور مولانا حافظ قاری عبدالمرتضےٰ صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ اور آپ کی روحانی ومعنوی اولاد جس نے آپ سے اکتساب فیض کیا اس کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے تاہم یہاں چند ارشد تلامذہ کے اسمائے گرامی رقم کیے جاتے ہیں جو اپنی دینی، علمی، تحقیقی، تصنیفی وتدریسی خدمات کے باعث بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔

☆.....حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب ☆.....حضرت مولانا علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی صاحب۔ ☆.....حضرت مولانا علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ ☆.....حضرت مولانا علامہ غلام فرید صاحب ناظم اعلیٰ امور تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ☆.....حضرت مولانا علامہ ضیاء المصطفیٰ قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ ولیکچرار ایف سی کالج لاہور ☆.....حضرت مولانا مناظر اسلام عبدالتواب صدیقی صاحب مدرس جامعہ ہذا ☆.....حضرت مولانا قاری محمد عبدالرحیم صاحب ہزاروی نگران و ناظم جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ ☆.....حضرت مولانا ریاض احمد صمدانی مبلغ یورپ (انگلینڈ) ☆.....حضرت مولانا حافظ قاری جمشید احمد صاحب ہزاروی (لندن) ☆.....مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد اکرام اللہ بٹ، مولانا محمد یعقوب رضوی گجرات، مولانا محمد طاہر تبسم، مولانا نثار احمد شاکر۔ چھانگا مانگا۔ مولانا نور محمد قادری ☆.....حضرت مولانا مفتی محمد تنویر القادری صاحب لاہور

الغرض پاکستان میں دینی اداروں، سکولوں اور کالجوں میں آپ کے تلامذہ تعلیم وتربیت اور درس وتدریس میں مصروف عمل ہیں خطباء وواعظین اور ائمہ مساجد کی کثیر تعداد آپ سے فیض یافتہ ہے بیرونی ممالک میں بھی آپ کے تلامذہ اچھی خاصی تعداد میں تبلیغ واشاعت اسلام وسنیت سے وابستہ ہیں۔

تصانیف:

آپ کی مصروفیات کو دیکھتے ہوئے کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا کہ آپ قرطاس وقلم کے لئے بھی وقت نکال سکیں گے مگر فیض ازلی وابدی کی بیکراں عنایات کے باعث آپ نے اس محاذ کو بھی خوب نوازا ہے ہزار ہا تعداد میں فتاویٰ جاری کرنے کے علاوہ آپ نے درج ذیل علمی وتحقیقی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

☆.....التوسل (عربی) پاکستان، بھارت اور ترکی سے شائع ہوچکی ہے۔

☆..... تاریخ نجد وحجاز، پاکستانی اشاعت کے علاوہ بریلی شریف سے جاری ماہنامہ اعلیٰ حضرت سے قسط وار شائع ہورہی ہے۔

☆..... علمی مقالات (مطبوعہ) (فقہ وحدیث پرمبنی)

☆.....العقائد والمسائل (عربی) تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

☆.....امام اعظم کے اجتہادی قواعد واصول

آخر الذکر کے علاوہ سبھی کتابیں شائع ہوچکی ہیں بہت سے مقالات علمی رسائل وجرائد کی زینت بن چکے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کی اشاعت:

قارئین کرام! حضرت مفتی صاحب کی کس کس بات کو پیش کروں آپ کی ہر بات "سبحان اللہ" "بات" نہیں خدمت اور ایسی خدمات کا سرانجام دینا فضل ایزدی کا ظہور ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے اس کا قول ارشاد ہے۔

نرفع درجات من نشآء و فوق کل ذی علم علیم.

ترجمہ: ہم جس کے لئے چاہتے ہیں اس کے درجات بلند کردیتے ہیں اور ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے چنانچہ جن خواص کے مدارج میں اللہ تعالیٰ نے رفعت وبلندی ودیعت فرمائی

ہے یقیناً انہیں پاکانِ خدا میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ شامل ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا ہی علم و عمل رہا، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی ذات ستودہ صفات کو جیسے عالم اسلام میں مقبولیت میسر ہے ایسے ہی جہانِ فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کو فوقیت حاصل ہے جو پہلے بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل تھا جسے حضرت قبلہ مفتی صاحب نے جدید دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عربی، فارسی عبارات کے اردو ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج کی طرح ڈالی اور اس کی خوبصورت اشاعت وطباعت کا اہتمام فرمایا، بحمدہ تعالیٰ اب تک اس کی چوبیس (۲۴) جلدیں شائع ہوکر عالم اسلام سے خراج محبت وتحسین حاصل کر رہی ہیں حضرت مفتی صاحب کا یہ ایسا کارنامہ ہے جس پر آنے والی نسلیں فخر کرسکیں گی۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

وفات:

حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم پاکستان مورخہ ۲۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶/ اگست ۲۰۰۳ بروز منگل بعد از نماز مغرب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ بروز بدھ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ۔ ۲۷/ اگست ۲۰۰۳ء، اقبال سٹیڈیم نزد بادشاہی مسجد لاہور میں پچاس ہزار سے زائد علماء و مشائخ پاکستان کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی جبکہ پانچ بجے شام جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں ہزار ہا لوگوں نے حضرت سید حسین الدین شاہ صاحب کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی اور بعد از نماز عصر آپ کو جامع مسجد کے جنوبی مینار کے زیر سایہ مزار اقدس میں اتار دیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ! ثم آمین !۔

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا الإمام المفتى عبدالقيوم الهزاروى كما عَرَفْتُه

دكتور حازم محمد أحمد عبدالرحيم محفوظ (مصر)
استاذ شعبه اردو جامعه ازهر شريف قاهره ـ مصر

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على أشرف المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، و بعد فقد تلقيت ببالغ الأسى نبأ رحيل مولانا الإمام المفتى عبدالقيوم الهزاروى، رحمه الله تعالى، و كان هذا النبأ ـ وما يزال ـ صدمة عظيمة هزت كيانى ومشاعرى، وكيف لا، وقد فقدت باكستان والعالم الإسلامى كله، أحد العظماء الأجلاء الذى قل أن يوجد مثيل له على طول الزمان، وفقدت أناعلى وجه الخصوص أحد اساتذتى الأجلاء فى باكستان الذى قدم لى العون كل العون فى سنوات طوال، ولست مبالغاً إذ قلت بأننى فقدت الأب الروحى لى الذى مديد العون فى كرم منقطع النظير، وتعلمت منه الكثير الكثير، وأصبحت لا أقدم خطوة فى مجال الدراسات الرضوية دون مشورته۔

عرفت مولانا الإمام المفتى عبدالقيوم الهزاروى ـ رحمه الله ـ فى عام ١٩٩٠، حين اصطحبنى المرحوم الدكتور مبارز ملك أستاذ العربيةفى جامعة بنجاب ـ إلى الجامعةالنظامية الرضوية ـ وكنت حينئذ أستاذاً زائراً فى قسم اللغة العربية فى جامعة بنجاب، و فى اللقاء الأول لمستُه فيه صفات العلماء الأجلاء، فرأيته متواضعا قليل الحديث كثير العلم، يشع من وجهه نور على نور محبا للعرب و لغتهم أدبهم، و كان إذا تحدث بالعربية تحدث فى لغة عذبة تطاوعه ألفاظاالتى ينطقها كاهل العربية ـ وروى لى فى عربية رصينةفى لقاء جمعنا فيما بعد أنه سافر إلى ليبيا فى الاقفال بالمولد النبوى الشريف، والتقى بالعديد من علماء العرب، ودارت بينهم أحاديث ذات شجون۔

ثم توالت اللقاء بيننا وفى كل لقاء وجدتنى استزيد منه علما و فضلا، و ما من لقاء جمعنا إلا و رأيته يقف ترحيبا بمقدمى و يأمر بإحضار الطعام و الفاكهة و

غيرهما في كرم تميزت به شخصيته الإنسانية.

و حين علم بأن جامعة بنجاب اوقفت راتبي عن طريق أستاذي مولانا عبدالحكيم شرف القادري، طلب لقائي، وحين حضرت إليه قال لي ان الجامعة النظامية الرضوية ترحب بك أستاذ العربية فيها، وسعدت بهذا الخبر و جدته فرصة طيبة لكي أكون على قرب من فضيلة، وبقيت في الجامعة النظامية الرضوية مدة سنة ـ وخلالها استشرته في القيام بجمع و تحقيق أشعار مولانا الإمام الأكبر أحمد رضاالقادري ـ رضي الله عنه ـ فرحب بهذه الفكرة، و فتح لي أبواب مكتبة الجامعة و خصصه لي حجرة أمامها كان يقبع فيها إبنه مولانا عبدالمصطفى الهزاروي ـ و تم جمع و تحقيق أشعار الإمام الأكبر وقدمتُها لفضيلته فسعدغاية السعادة، وقال لقد قمت بعمل عجز عن القيام به علماء باكستان و الهند، ثم سعى مع مولانا عبدالحكيم شرف القادري في طبعه و نشره ـ (١)

و حان وقت الرحيل إلى مصر و ودعته و داعا حارا ـ و حين قدمت عام ١٩٩٨م بناء على دعوة كريمة من قبل المركز العالمي لمبحوث الإمام أحمد رضا القادري في كراتشي الذي يرأسه أستاذي مولانا السيد وجاهت رسول القادري، وبعد الفراغ من المؤتمر ـ وقد حصلت على والساسي الذهبي المركز العالمي لمبحوث الإمام أحمدرضا القادري إضافة إلى الشيخ السيد مشتاق شاه ـ توجهت إلى لاهور والتقيت بمولانا الإمام المفتي عبدالقيوم الهزاروي، فقدم لي التهنئة، وقال لابد أن نحتفي بكما كما احتفى بكما مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادري، وبعدها بأيام عقد احتفالية في مسجد الجامعة النظامية الرضوية، وفيها وقف خطيباً وتحدث عن مراحل جمع و تحقيق ديوان بساتين الغفران الديوان العرب لمولانا الإمام الأكبر المجدد. كل هذا مبين إلى أي مدى كان تواضع المغفور له و كم كان حريصا على تشجيع تلاميذه و تقديم يد العون لهم.

و أذكر تفضله كذلك بمنحي شهادة الدرس النظامي في احتفالية كبيرة أقامها بهذه المناسبة وحضرها أساتذة الجامعة النظامية الرضوية. وما زلت استمع بين الحين و الأخر و أنا في منزلي بالقاهرة إلى شريط التسجيل الذي سجل عليه و

فالع هذه الاحتفالية، وأتخيل المغفور له و هو يقلدني العمامة و يسلمني شهادة الدرس النظامي ـ ويقدم لي بيده الفاكهة ـ

و حين عرضت على المغفور له البحث الذي القيت ملخصه في مؤتمر المركز العالمي لبحوث الإمام أحمد رضا القادري و عنوان الإمام الأكبر المجدد و العالم العربي سعديه كثيرا و قال لي ستقوم الجامعة النظامية الرضوية بطبعة على نفقها قبل سفري إلى القاهرة، فأخبرته بأنني أسافر بعدخمسة أيام ـ فقال سيطبع و يجلد قبل خمسة أيام ـ وقد كان، وقدم لي العديد من النسخ ـ وهذا الموقف يبين لنا شغف المغفور له بالإمام الأكبر المجدد أحمد رضا القادري و حرصه كل الحرص على نشر الدراسات الرضوية باللغة العربية.

لقد لمست فيه حماساً منقطع النظير في نشر دراسات مولانا الإمام الأكبر المجدد أحمد رضا القادري ـ

و إلى جانب كتابي هذا قام المغفور له بطبع العديد من الكتب العربية طبعات فاخرة للإمام الأكبر المجدد، وأرسل لنا العديد من النسخ في القاهرة ـ كما اهداني في آخر لقاء جمع بيننا في أوائل ما يو الماضي ست نسخ من كتاب جديد طبعه طبعة فاخرة عنوانه:" إنباء الحي أن كلامه المصون تبيان لكل شيء " الصادر في شهر مايو الماضي ـ و كذلك كتاب: كفل الفقيه الفاهم في حكم قرطاس الدراهم. و كذلك كتاب: الرسائل و كذلك كتاب الدعوة إلى الفكر لمؤلفه مولانا تابش القصوري ـ

و من خير ما أهداني المغفور له نسخة من " العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية"ـ و أذكر في آخر لقاء جمعنا، اهداني بقية النسخ المطبوعة من هذه الموسوعة والتي لم تكن لدي، إذا سألني عن الأعداد التي ليست لدي، فقدم لي الجزء التاسع عشر و حتى الجزء الرابع والعشرين، ثم قال إذا أردت ان تحمل نسخ من نفس هذه الأعداد إلى مكتبات مصر فخذ ما تشاء.

إن اهتمام المغفور له بنشر الكتاب يعد من مآثره الخالدة ـ وقد عد الرسول الأعظم صلى الله عليه وسلم العلم النافع ممن يفيد صاحبه إلى يوم القيامة ـ

هذا و اذكر حين قدم بوفد الأزهر الشريف في ينابر من عام ٢٠٠١م، إلى كراتشي ولاهور فشرقبور شريف، التقى المغفور له بوفد الأزهر الشريف في كراتشي حب ان مشاركا في مؤتمر ميلاد النبي ، وقدم له الدعوة لزيارة الفرع الجديد للجامعة في الشيخبورة ، وفي صباح يوم الزيارة و بالتحديد الساعة السابعة صباحا قدم فضيلته' إلى شرقبور شريف حب كان وفدالأزهر وقد نزل في ضيافة مولانا جميل احمدالشرقبوري و رافق و فد الأزهر في زيارته إلى جامعة دار المبلغين سيدهماالإمام جميل أحمدالشرقبوري النقشبندي المجدّدي و زيارته مرقد العارف بالله الإمام شيررباني ـ وبعدها إتّجهَ وفدُ الأزهر إلى الجامعة النظامية الرضوية في شيخبورة ، وشاهدوا كل شيء في الجامعة وعقد لهم احتفالية كبيرة في مسجد الجامعة و القى و فدالأزهر كلمات عبروافيها عن عظيم أمتنانهم بهذا الانجاز الكبير واذكر كلمة قالها رئيس وفد الأزهر الشريف و هو الشيخ محمود عاشور قال و هو يمسك بيد المغفور له :" بارك الله لك وجعل هذا العمل في ميزان حسناتك ـ"

و فكل الرباط بيننا عن طريق الرسائل وعن طريق من يقدم من باكستان و في هذه المرة قدمت و كل أملي أن التقى بالمغفور له ، وقد اصطحبت ثلاث نسخ من العدد رقم ٢٢٩ من مجلة منار الإسلام (ص ٤ : ٠٧) الصادرة في دبي و المتضمنه مقال من كتاب صفوة المديح و انوى أن التقى بالمغفور له و الله به واحدة منهم ، غير ان أملي هذه المرة لم يتحقق، ورحل عن عالمنا ـ و حينما وصلني الخبر و كنت في منزل الإمام السيد وجاهت رسول القادري في كراتشي ، تأسف كثيرا وجئت على الفور إلى لاهور بصحبة مولانا السيد وجاهت رسول القادري لأشارك المجموع الغفيرة في صلاة الجنازة۔

و مما لا شك فيه ان رحيل المغفور له ترك فراغا لا يمكن لغيره أن يقوم به

غير ان الأمل في العلماء الأجلاء بان يواصلوا رسالة المغفور له ، و يكملوا الانجازات التي بدأها المغفور له ـ

تغمده الله المغفور له مولانا الإمام المفتي عبدالقيوم الهزاروي بواسع الله رحمته و أدخله فسيح جناته، و منحنا الصبر والسلوان،إنه نعم المولىٰ ونعم الوكيل ـ

واليكم بعض أبيات نظمتُ الليلة الماضية، في رثاء المغفور له ـ

إلى مولاناالإمام المفتي عبدالقيوم الهزاروي

قالوا عنك قد رحلت يا إمام　　قلت كلا بل خلود في دوام

كيف يمحي ضوء "مفتي" للكرام　　سيظل في بدُور للعكرام(١)

لولشمس في حجوب من سطوع　　كي تظل تصف أرض للتمام

أنت من وحدت جمع المسلمين　　باك تحسير للعظام(٢)

من بنى الجامعة غيرك يا إمام　　وإليها كل وفد في هيام(٣)

لك ذات في تدور لمثيل　　أنت من جاوزت حداً للكرام

عش هنيئاً لك روضة لانظير　　تحلو نفحة لصراط للإمام

إن حازم سوف يزرف في دوام　　دمع عين يروى روض للإمام

(١) مفتي الإشارة إلى المغفورة الإمام المفتي عبدالقيوم الهزاروي بدور جمع بدر العلام تحقيق الأعلام لضرورة السفر۔

(٢) الإشارة إلى تنظيم مدارس اهل سنت و باك محفف باكستان

(٣) الإشارة إلى الجامعة النظامية الرضوية۔

☆☆☆☆☆☆☆

آہ ! مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ۔ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد .

"کل من علیہا فان ☆ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام☆

(سورئہ رحمن : ۲۶، ۲۷)

کی قرآنی، ازلی اور ابدی حقیقت کے مطابق اس فانی دنیا میں کون رہا ہے اور کون رہے گا؟ دنیا میں بڑے بڑے لوگ آئے جن کا ایک وقت میں طوطی بولتا تھا اور چار دانگ عالم میں جن کی شہرت کا ڈنکا بجتا تھا مگر آج بقول شاعر صورت حال ہے کہ ۔

ہوئے نامور و بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

چنانچہ بہت سی حقیقتیں ہیں جن کے جھٹلانے والے یہاں موجود ہیں، مگر موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر مذہب ہر مسلک اور سوچ وفکر کے انسان کو ہے۔

تاہم یہ بھی ایک واضح حقیقت اور تاریخی مشاہدہ ہے کہ کچھ عالی ہمت، اولوالعزم، بلند حوصلہ اور سعادت مند لوگ اپنے حسن سیرت، مکارم اخلاق، عظمت کردار، اطاعت وبندگی، زہد وتقویٰ، اللہ ورسول اللہ ﷺ سے اخلاص، بے لوث دینی وملی خدمات، امانت ودیانت، تقویٰ وردا اپنے افکار ونظریات اور مشن سے سچی وابستگی، مسلسل جدوجہد وانتھک محنت اور خلوص ومحبت ایسے لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں کہ خود تو منوں مٹی میں چلے جاتے ہیں مگر اپنے کارناموں قوم وملک کے لئے ایثار وقربانی دین اسلام کے لئے مثالی خدمات کے باعث ان کا

نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ موت وزندگی کے اس فلسفے کو جدید عربی شاعر احمد شوقی نے خوب بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

الناس صنفان موتیٰ فی حیاتھم   والآخرون ببطن الارض احیاء

(لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم تو وہ ہے جو اپنی زندگی میں ہی چلتے پھرتے مردوں کی مانند ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو زمین کے پیٹ میں جا کر بھی زندہ رہتے ہیں۔)

جبکہ صوفی شاعر حضرت وارث شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھایا ہے۔

وارث شاہ اوہ سدا ہی جیوندے نیں
جناں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

معروف دینی ادارے جامعہ نظامیہ رضویہ (اندرون لوہاری گیٹ) لاہور کے درویش منش بانی مبانی اور مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶/ اگست ۲۰۰۳ء/ ۲۷ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ) کی ذات یقیناً ایسے ہی خوش نصیب لوگوں میں سے ہے جن کا نام اپنی منفرد دینی تعلیمی تدریسی تالیفی تصنیفی مسلکی اور ملکی وملی خدمات کی وجہ سے تادیر زندہ رہے گا۔

راقم الحروف کو اگرچہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے بہت قریب رہنے ان کے ساتھ سفر کرنے یا ان کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنے کا موقع نہیں ملا تاہم اتنا اعزاز بہرکیف حاصل ہے کہ جب بھی جامعہ میں ان کے پاس حاضری دینے کا اتفاق ہوا، ہمیشہ بڑی محبت، شفقت، خندہ پیشانی اور عالمانہ تواضع سے پیش آئے۔ کبھی کسی رکاوٹ اور دربانوں کی تفتیش کے مراحل سے نہیں گزرنا پڑا اور نہ ہی ملاقات میں کبھی حضرت صاحب کی زیادہ انتظار کی نوبت آئی۔ میں سمجھتا ہوں حضرت مفتی صاحب کی اس محبت، کرم نوازی اور توجہ وشفقت میں ان کے حسن اخلاق کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی اور خورد نوازی وہ عادت کریمہ اور وہ جذبہ بھی کارفرما تھا، جس کے ذریعے

انہوں نے راقم جیسے بہت سارے لوگوں کو علمی و دینی کام کرنے کا حوصلہ دیا۔

کہاں میں کہاں نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

راقم الحروف دیال سنگھ لائبریری لاہور کے شعبہ تصنیف و تالیف (ریسرچ سیل) سے متعلق رہا ہے جس کے ڈائریکٹر معروف محقق اور ریسرچ سکالر مولانا سید محمد متین ہاشمی تھے۔ اس شعبہ سے ایک علمی و تحقیقی فقہی مجلہ سہ ماہی "منہاج" کے نام سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اس پرچے کا پہلا شمارہ "اجتہاد نمبر" کے عنوان سے شائع ہوا تو اس کے لئے حضرت مفتی صاحب نے "اسلام میں اجتہاد اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر ایک مدلل اور بڑا زوردار مقالہ تحریر فرمایا۔ جس کے تحقیقی معیار کو دیکھتے ہوئے مدیر مسئول (مولانا ہاشمی مرحوم) اور مجلس ادارت نے اسے بہت سراہا اور پرچے میں نمایاں جگہ دی۔

اس مجلہ اور مذکورہ ادارے کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً ہونے والے علمی مذاکروں میں بھی حضرت مفتی صاحب گوناگوں تدریسی و انتظامی مصروفیت کے باوجود بڑی تیاری کے ساتھ شمولیت فرماتے رہے۔

کوئی سال ڈیڑھ قبل میں اپنے ایم فل کے مقالہ بعنوان "فقہی مسالک اور تلفیق و تطبیق ۔ تحقیقی جائزہ" کے سلسلے میں رہنمائی اور بعض حوالہ جات معلوم کرنے کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری حاضر ہوا تو آپ اس وقت شیخوپورہ جانے کے لئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ میں نے اپنی حاضری کا مقصد عرض کیا تو اگرچہ اس وقت موضوع کے حوالے سے زیادہ بات چیت نہ ہو سکی مگر دوسرے تیسرے روز موصوف نے از خود اور از راہ علم پروری میرے موضوع سے متعلق علامہ عبدالغنی النابلسی کے رسالہ "خلاصۃ التحقیق فی بیان حکم التقلید والتلفیق" کی فوٹو کاپی ایک ذمہ دار آدمی کے ہاتھ ارسال فرمائی اور ساتھ چند متعلقہ مآخذ و مصادر کی طرف رہنمائی فرمائی۔

اسی طرح جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے شائع ہونے والے اور "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کے مصداق مجلہ "النظامیہ" کے فاضل مدیر اعلیٰ برادر مکرم جناب مولانا صدیق ہزاروی بھی کبھار مجلہ مذکور راقم کو بھی بھجوا دیتے ہیں، گزشتہ سال ستمبر ۲۰۰۶ء کا شمارہ نظر سے گزرا تو اس کے آخر میں ۲۹/ ستمبر کو جامعہ کی ذیلی مگر اہم شاخ جامعہ نظامیہ شیخوپورہ میں "سالانہ ختم بخاری و جلسہ

دستار فضیلت" کے علمی و بابرکت پروگرام کا اشتہار دیکھنے کو ملا۔ اتفاق سے اس دن اتوار کی ہفتہ وار تعطیل تھی، اس چھٹی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درج بالا پروگرام میں شمولیت کے لئے بندہ ناچیز شیخوپورہ پہنچا تو پروگرام کے مطابق مقررہ وقت پر تقریب کا آغاز ہو چکا تھا۔ میں وضو کر کے مسجد میں داخل ہوا تو مسجد کا وسیع ہال طلبہ و سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ پیچھے ایک دروازے میں تھوڑی سی جگہ خالی نظر آئی تو میں وہاں بیٹھ گیا۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم کی نظر کہیں راقم پر پڑ گئی۔ فوراً جامعہ کے فاضل استاذ مولانا قاری محمد ظہیر بٹ صاحب کو بھیجا اور وہ مجھے باصرار سٹیج کے لئے مخصوص جگہ پر لے گئے۔ یہ محض ان کی علم دوستی اور شفقت تھی ورنہ "من آنم کہ من دانم"۔

ختم بخاری کی اس روح پرور تقریب کا آنکھوں دیکھا حال ایمان افروز روئیداد، شیخ الحدیث مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے بخاری شریف کی آخری حدیث نبوی "کلمتان حبیبتان الی الرحمن الخ" کے منفرد اور علمی نکات سے بھرپور انداز میں درس اور اس علمی تقریب سے حاصل ہونے والی روحانی مسرت کی تفصیلات میں جانا یہاں مناسب نہیں۔ تاہم اس موقع پر حضرت مفتی صاحب نے جو گفتگو کی اس کا بیان کرنا ضروری ہے۔

تقریب کے آخر میں ناظم محفل جامعہ ہذا کے فاضل استاذ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی نے سامعین کو بتایا کہ جامعہ نظامیہ لاہور و شیخوپورہ کا ایک اجمالی سا تعارف آپ سن چکے ہیں۔ دوسرے جامعہ کی عمارات، تعلیمی منصوبہ جات اور کئی دیگر علمی کام ہوتے ہوئے سب لوگوں کو نظر آ رہے ہیں مگر ان سارے منصوبہ جات اور جامعہ کی عظیم علمی عمارت کی ایک مضبوط بنیاد ہے جس پر یہ عمارت نہ صرف عرصہ سے کھڑی ہے بلکہ اس میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ تو یہ بنیاد جامعہ کے بانی اور مہتمم حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی دبلی پتلی مگر باہمت اور عزم و استقلال کی پیکر ذات گرامی ہے۔ اس خوبصورت انداز میں مفتی صاحب کے تعارف کے بعد انہیں آخر میں اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔

مفتی صاحب بڑے عالمانہ وقار سے مائیک پر تشریف لائے اور ایک سچے و کھرے انسان کی طرح بغیر کسی تکلف و تصنع کے جامعہ کے حوالے سے اپنے جذبات دل کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیئے۔ مجھے اس سادہ و درویش منش سچے اور کھرے آدمی کی گفتگو یوں لگی جیسے گھر و خاندان کا کوئی سربراہ گھر کے سارے احوال اپنی اولاد اور بیوی بچوں کے سامنے کھول کر بیان کر

دیتا ہے اور اس میں کوئی بھی چیز چھپانے کی کوشش نہیں کرتا۔ ٹھیک اسی انداز میں حضرت مفتی صاحب جامعہ کے اساتذہ، طلبہ اور معاونین سے ہم کلام تھے۔ علمی وانتظامی اعتبار سے جامعہ نظامیہ کے موجودہ نمایاں مقام تک پہنچنے کے رستے میں جو مشکلات پیش آئیں جن صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا اور مفتی صاحب نے جس خندہ پیشانی جس مستقل مزاجی اور جس صبر واستقلال اور ہمت وحوصلے سے ان کا مقابلہ کیا، ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحدیث نعمت کے طور پر مفتی صاحب نے بتایا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کا یہ ۴۳ کنال پر مشتمل رقبہ ان کے خیال میں محض علم دین کے لئے ان کے صبر کا حوصلہ ہے۔ اس وسیع وعریض رقبہ کے حصول کے لئے اللہ کریم نے غیب سے ان کے لئے جو اسباب پیدا فرمائے۔ مفتی صاحب نے بار بار اس پر اللہ کریم کا شکر ادا کیا اور اس عظیم علمی منصوبے میں شامل بعض مرحوم وزندہ معاونین کا نام لے لے کر ان کا شکریہ ادا کیا اور انہیں ڈھیروں دعائیں دیں۔ بھرے مجمع میں اپنے محسنین کے احسان کا اعتراف وسیع الظرف لوگ ہی کرسکتے ہیں۔ ہر آدمی کے بس کا روگ نہیں۔

اس بے تکلف اور بے ساختہ گفتگو میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کے ذرائع آمدن اور لاکھوں کے خرچ کے حوالے سے بعض ایسی چیزیں بھی بتائیں جو شاید ہی کوئی دوسرا مہتمم بتانے کی جرأت کرسکے۔

اپنی گفتگو کے آخر میں مفتی صاحب نے طلبہ، علماء دین اور ائمہ وخطبائے مساجد کو دین کے رستے میں پہنچنے والی مشکلات، خلاف مزاج باتوں اور ہر طرح کی پریشانیوں پر صبر اور ہمت وحوصلے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ جب تم ٹھہوائے حدیث نبوی نبی اکرم ﷺ کے علمی وارث ہو تو حضور ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی کی مشکلات کو بھی سامنے رکھو۔ دین کے راستے میں یہ مشکلات یقیناً پیش آئیں گی اور یہ مشکلات اور طعن وتشنیع کی باتیں صرف تمہیں پیش نہیں آتیں۔ آج سے چودہ سو سال قبل حضرت سعد بن ابی وقاص جیسے جلیل القدر صحابی کوفہ کے گورنر اور جامع کوفہ کے امام کو بھی پیش آچکی ہیں۔ میں اور آپ کس باغ کی مولی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ آج اگر ہمارے درمیان موجود نہیں رہے مگر انہوں نے علم دین کے فروغ کے لئے مسلسل جدوجہد، انتھک محنت، تواضع وسادگی، فقر وزہد، خفائے نفس، خلوص وللّہیت، نام ونمود کی خواہش سے کوسوں دوری، بلند ہمتی اور عظمت وکردار کی جو مثالیں چھوڑی ہیں وہ دین کا کام کرنے والے ہر آدمی کے لئے ایک قابل رشک نمونہ ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی اس عظمت وکردار اور عالی ہمتی کو دیکھ کر اقبال کے مرد مومن کی تصویر سامنے آجاتی ہے

خاکی و نوری بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دلنواز

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ جیسے دینی اداروں کی تعمیر، فتاویٰ رضویہ کی طباعت جدید کے علاوہ درجنوں علمی وتحقیقی کتابوں کی اشاعت، سینکڑوں بلکہ ہزاروں طلبہ کی تعلیم وتربیت اور تنظیم المدارس کی تاسیس وغیرہ حضرت مفتی صاحب کے وہ کارنامے اور صدقات جاریہ ہیں جو ان کا نام ان شاءاللہ تادیر زندہ رکھیں گے۔

تلک آثارنا تدل علینا　　فانظروا بعدنا الی الآثار

مفتی صاحب جیسے درویش صفت اور مخلص ومتبحر عالم دین کے انتقال سے وہ خلاء پیدا ہو گیا ہے جو شاید ہی کبھی پر ہوسکے گا ہے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم میں
جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

راقم کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت مفتی صاحب کی مرقد کو منور فرمائے، ان پر اپنی خصوصی رحمتیں وبرکتیں نازل فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین علیہ التحیۃ و التسلیم.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود

شیخ الحدیث حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم
کا نصیحت آموز پیغام ...... صاحبزادگان مفتی اعظم کے نام

آہ! حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک حق اہل سنت وجماعت سے قلبی لگاؤ رکھنے والوں، تمام اہل سنت خصوصاً علمی حلقوں کو فراق وجدائی کا درد دے کر زیارت حبیب ﷺ کرنے کو دار رحمت میں پہنچے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

حضرت مفتی صاحب میرے نزدیک ماہر تعلیم فاضل، تجربہ کار ومحقق استاذ، بہترین منتظم ومدبر، فقہ وحدیث ودیگر علوم وفنون کے متبحر عالم دین، حق گو، صاف بیان، تصنع وبناوٹ سے پاک ایک فرد وشخصیت کا نام نہیں بلکہ جامع فضائل وخصائل اور منبع کمالات ایک مکمل ادارے کا نام ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے بتوفیق اللہ تعالیٰ جو وقیع کام مختلف شعبوں میں کر رکھا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص دین ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت ہے اور مشائخ واساتذۂ کرام کی توجہ ودعاء کا ثمرہ ہے۔ آپؒ کے متعلق کچھ لکھنا میرے بس میں نہیں، جس دن یہ افسوسناک خبر سنی اس وقت ذہن کے صفحہ پر یہ رقم ہو گیا ہے جو گاہ بگاہ چمکتا رہتا ہے:

سالہا باید کہ تا یک مرد حق پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی سے جو خلا پیدا ہوا ہے ابھی اسے زبانی و ذہنی طور پر محسوس کیا جا رہا ہے، ناگہانی جدائی کی اس چوٹ کا درد کچھ عرصہ بعد عملاً محسوس کیا جائے گا ابھی تو گاڑی اپنی لائن پر رواں دواں ہے کسی اسٹیشن پر رک کر جب سٹارٹ کی جائے گی تو مفتی صاحب یاد آئیں گے اور خوب یاد آئیں گے۔

حضرت مفتی صاحب سے میری ملاقات پاکستان بننے سے پہلے ضلع گجرات کے ایک چھوٹی سی بستی مگر عظیم روحانی مرکز ''چھند حرشریف'' میں ہوئی، میرے بڑے بھائی استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت مولانا غلام محی الدین شاہ چشتی سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ المدرسین، شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی چشتی گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ میں اپنے گاؤں سلطان پور کے طلبہ کے ساتھ انہیں ملنے گیا تو مفتی صاحب وہاں ابتدائی کتب پڑھ رہے تھے۔ کوئی دو ہفتہ تک اس درس میں ٹھہرا اور مفتی صاحب کے تقریباً ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ گھومتا پھرتا رہا، پھر ملاقات کا سلسلہ ختم ہو گیا تا آنکہ تنظیم المدارس کی نشاۃ ثانیہ سے پہلے حضرت قبلہ بڑے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حضرت مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کو پہچان لیا اور زمانہ طالب علمی کی باتیں سنا کر ماضی کی یاد دلائی۔ اس دن سے ایک ایسا تعلق خاطر پیدا ہوا جس میں روز بروز ترقی ہوتی رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بحمدہٖ تعالیٰ اس طویل عرصہ میں کبھی میل پیدا نہ ہوا، اس میں اس فقیر کی کسی خوبی کو دخل نہیں بلکہ مفتی صاحب کے تعلقات نبھانے کا جذبہ کار فرما تھا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اہم قومی وملی معاملات وواقعات کے موقع پر بغیر مشاورت کئے ہم دونوں کی سوچ بھی یکساں پائی گئی۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد آپ کے تلامذہ، رشتہ داروں، خصوصاً اولاد اور محبت کا دم بھرنے والے دوستوں کا کڑا امتحان ہے۔ دیکھئے! کون اس میں کامیاب ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کو کامیاب وکامران فرمائے۔ آمین ثم آمین

جامعہ کے اساتذۂ کرام کی ٹیم جو آپ کے شاگرد ہونے کا شرف رکھتی ہے، استاذ کا ادارہ سمجھ کر پہلے سے زیادہ محنت ولگن سے کام کریں۔ مفتی صاحب کے صاحبزادگان عمر میں ان سے چھوٹے ہیں اور گو انہی اساتذہ کے شاگرد بھی ہوں گے مگر اس نازک وقت میں رحمت دو عالم ﷺ کے مبارک زمانہ اور پاکیزہ فیصلوں کو مشعل راہ بنائیں جو آپ نے انتظامی معاملات میں فرمائے اور کر کے دکھائے۔

ایک غیر مسلم کا قول میری نظر سے گزرا ہے کہ :

" حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے پیروکاروں کی ایسی تربیت کی کہ چیونٹی کو بھی ہاتھیوں کا امیر بنا دیا جائے تو ہاتھی چیونٹی کی اطاعت کو باعث فخر سمجھے۔"

آپ کے صاحبزادوں کو شدت سے یہ احساس ہونا چاہیے کہ ان کا علم کم، تجربہ بہت تھوڑا اور قابلیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ "پدرم سلطان بود" پر نظر نہ رکھیں بلکہ تجربہ کار لوگوں سے سیکھنے کی کوشش کریں۔ جامعہ کے اساتذہ کے احترام میں فرق نہ آنے دیں، اور حسب قول اسلاف کرام "قدر یان خود را نظر اے قدر" کا مظہر بنیں۔ پرانے علماء سے رابطہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اپنے اساتذہ کا احترام کرنا بہت ضروری ہے۔

جامعہ کے فضلاء، قراء اور حفاظ کو شاگرد کے انداز سے نہ دیکھیں بلکہ دوست، عزیز، بزرگ کے طور پر حسب مناصب عزت دیں۔

محترم مولانا غلام فرید ...... سلمہ اللہ تعالیٰ ...... کی مساعی کا اس ادارہ میں تعمیر و ترقی میں بہت وسیع و وقیع حصہ ہے۔ ان کی عزت و احترام میں فرق نہ آئے، عم الرجل صنو ابیہ کے مصداق ان کی تکریم سے مفتی صاحب کی روح کو یقیناً خوشی ملے گی۔ حضرت مولانا حافظ عبد الستار سعیدی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو ان کا مقام دیں۔

مولانا غلام فرید صاحب کے جذبہ محبت و تعلق کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے اس آزمائش کی گھڑی میں کہا: "میں قبلہ مفتی صاحب کا بھی خادم تھا اور اب ان کی اولاد کا بھی خادم ہوں"

چاروں بھائی ادب و شفقت سے رہیں۔ خدانخواستہ کسی معاملہ پر اختلاف رائے پیدا ہو تو سر مجلس بحث نہ کریں بلکہ خاندانی محفل میں اسے سلجھائیں۔ والدہ محترمہ اور بہنوں کی حسب مرتبہ عزت و تکریم اور دلجوئی کا بہت خیال رکھیں۔ الحمد للہ مفتی صاحب کی فیملی میں بہت سے عالم و فاضل حضرات موجود ہیں، ان سب کی عزت کی جائے۔

اگر کبھی کسی استاد سے واقعی شکایت ہو تو اس کا تذکرہ طلباء سے بالکل نہ کیا جائے بلکہ

خود ان سے مل کر تصفیہ و اصلاح کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام ملی، دینی اور قومی خدمات کو اپنے فضل و کرم کے مطابق ان کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ ان کے قائم کردہ اداروں کو مزید ترقی دے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے ساتھ علمی و روحانی تعلق رکھنے والے تمام حضرات کو آپ کے کارناموں کی حفاظت و خدمت اور ترقی دینے کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الکریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین. صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین.

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث وفقہ اور تدریس کا امام

از...... محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحراء کو

برادر طریقت، مفتی شریعت، علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی مفتی وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی اچانک رحلت وہ حادثہ جانکاہ ہے جس سے فضائے سنیت مدتوں مغموم ومتاثر رہے گی وہ ایک وسیع النظر عالم دین، منفرد محدث وفقیہ اور عصر رواں میں بلاشبہ وبلا مبالغہ فن تدریس کے امام تھے۔ انہوں نے بڑی محنت شاقہ سے علم دین حاصل کیا، پڑھنے کے زمانہ میں پڑھنے اور پڑھانے کے زمانہ میں پڑھانے کا حق ادا کر دیا، خوش قسمتی سے انہیں جلالۃ العلم شیخ المعقول استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول قادری رضوی، مفتی پاکستان محقق زماں استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی، امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدست اسرارہم جیسے جلیل القدر عظیم المرتبت مسند تدریس کے تاجدار اساتذہ میسر آئے ان حضرات سے اکتساب فیض کے بعد خود بھی بحر العلوم اور فن تدریس کے امام بن گئے، دنیائے اہلسنت میں ماشاءاللہ عالم وفاضل ومدرس اور بھی ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک ہیں مگر۔

عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تم مگر کہاں

دار العلوم حزب الاحناف میں اکثر وبیشتر درس نظامی کی کتاب شیخ المعقول استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ اور سید الفقہاء سید العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی سے پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف بھی ۱۹۵۵ء/ ۱۳۷۵ھ میں سید صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ شرف بیعت نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت سیدی سندی حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز سے حاصل تھا، حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ

سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کو حزب الاحناف کی شاخ جامعہ حنفیہ قصور میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے لئے بھیج دیا قصور میں ابتدائی ومتوسط کتب بڑی مہارت ومحنت سے پڑھائیں آپ کے گرد طلباء کا ہجوم ہوتا تھا کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہو گئے اور چک ۱۲۶۔گ۔ب، تحصیل جڑانوالہ اپنے دولت کدہ پر تھے، سیدی حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے مولانا انوار الاسلام رضوی متعلم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، برادر عزیز علامہ حافظ احسان الحق علیہ الرحمہ کو آپ کی تیمارداری کے لئے بھیجا تو آپ اس وقت صحت یاب ہو گئے تھے آپ کی صحت یابی کی سن کر حضرت محدث اعظم پاکستان نے آپ کو جامعہ رضویہ اپنے پاس بلا لیا اور فرمایا مولانا سمندری میں امامت وخطابت کی ایک جگہ ہے اور سمندری میں مدرسہ اہل سنت بھی نہیں ہے آپ وہاں مدرسہ بھی قائم کریں، مرشد برحق کے حسب الحکم بے چون وچرا حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی سمندری چلے گئے مگر سمندری پہنچ کر آپ نے محسوس کیا کہ وہاں کے احباب میں مدرسہ کے قیام سے کوئی دلچسپی نہیں صرف امامت وخطابت سے رغبت ہے ایک ہفتہ بعد سمندری سے واپس آ کر آپ نے سیدی حضرت صاحب کو رپورٹ پیش کر دی۔ حضرت قبلہ محدث اعظم ماہر نفسیات تھے جودت ذہن کو جانتے تھے پھر حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم علیہ الرحمہ نے استدعا کی حضور میری دیرینہ خواہش ہے کہ آپ سے شرف تلمذ حاصل کروں اور دورۂ حدیث شرف پڑھوں آپ نے اجازت دی اور دورۂ حدیث میں داخلہ ہو گیا حضرت قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ کے دورۂ حدیث شریف کی شان ہی نرالی تھی۔ سات سات گھنٹے مسلسل جم کر پڑھاتے ظہر کے بعد اور پھر بعض دفعہ نماز عشاء کے بعد بھی کئی کئی گھنٹے پڑھاتے اور ایک ایک حدیث شریف پر کئی کئی دن گفتگو بھی ہو جاتی............

اکثر عبارت بھی حضرت مفتی عبدالقیوم علیہ الرحمہ پڑھا کرتے...... دورۂ حدیث شریف کے اختتام پر دیگر فضلاء کے ساتھ آپ کی بھی دستار بندی وجبہ پوشی ہوئی اور سند فراغت عطا ہوئی، سیدی حضرت قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ کا معمول تھا ویسے تو ہر ماہ اور جلسہ دستار فضیلت

کے بعد فارغ التحصیل علماء کے ہمراہ مرکز تجلیات گنج بخش فیض عالم مظہر نور خداء کے دربار گوہر بار میں حاضری دیا کرتے تھے، فقیر سیدی حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے صاجزادہ غازی فضل احمد رضا علیہ الرحمہ کو گود میں لئے ہوئے تانگہ میں حضرت صاحب کے پیچھے بیٹھا تھا علماء طلباء و مریدین کا ایک لشکر ساتھ ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ بھی اپنے رفقاء درس کے ساتھ پیدل اسٹیشن کو جا رہے تھے مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے اس وقت بہت سے علماء برادرم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ کر کے ایک دوسرے کو بتا رہے تھے وہ مولانا محمد عبدالقیوم جا رہے ہیں۔ بہت قابل ہیں بڑے ذی استعداد ہیں"۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور صاحب فاضل جامعہ رضویہ خطیب اعظم پیر محل کی درخواست پر مولانا مفتی محمد عبدالقیوم علیہ الرحمہ کو پیر محل کے مدرسہ اہل سنت میں صدر مدرس مقرر کر کے بھیج دیا۔ رمضان المبارک کی تعطیلات میں حضرت نے آپ کو گاؤں سے بلایا اور فرمایا آپ کے استاذ مولانا غلام رسول جامع مسجد خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ میں مدرسہ قائم کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ وہاں خدمت تدریس انجام دیں آپ کا علمی تدریسی ذوق وہاں پورا ہوگا مگر تنخواہ اور آرام پیر محل میں زیادہ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ مفتی محمد عبدالقیوم علیہ الرحمہ نے ہر بار یہی فرمایا جیسا حضور کا حکم ہوگا الغرض حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب غربت اور افلاس کے زیر سایہ مسجد خراسیاں کے مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں لوہاری گیٹ لاہور تشریف لائے۔ درحقیقت رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یہیں کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ مدرسہ کے افتتاحی اور پہلے سالانہ جلسہ میں سیدی حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کے ہمراہ فقیر بھی حاضر ہوا تھا۔ علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ العزیز اور سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی مدظلہ اور حضرت علامہ ابوداؤد، مولانا مفتی محمد صادق صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے تھے اور بہت سے علماء کرام، مشائخ اہل سنت نے نزول اجلال فرمایا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا علامہ اللہ بخش وان بھچراں علیہ الرحمہ سیدی محدث اعظم علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ سے

تھے وہ بھی احسن المدارس راولپنڈی سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں مدرس مقرر کر دیئے گئے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ اس وقت کیا تھا صرف مسجد خراسیاں کی محدود جگہ کا نام تھا اور متصل باغیچی عبدالصمد خان آوارہ بدقماش لوگوں کا اڈا تھا، بتدریج بڑی حکمت عملی سے اس پر قبضہ کر کے طلباء کو درس دینا شروع کیا۔ حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے وصال کے بعد شیخ المعقول علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے تو جامعہ نظامیہ رضویہ کا سارا بوجھ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے کاندھوں پر آن پڑا۔ آپ نے بڑی جرأت و استقامت سے باغیچی عبدالصمد پر بھی قبضہ کیا اور شبانہ روز کی مسلسل جدوجہد اور سعی پیہم سے دارالعلوم نظامیہ رضویہ کی فلک بوس عمارات بھی تعمیر کرائیں، مختلف النوع جھگڑوں اور مقدمات کا سامنا بھی پامردی، جراءت مندی اور حکمت عملی سے کیا اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا بفضلہ تعالیٰ مشائخ سلسلہ کی برکت سے ہر گام اور مقام پر فتح ونصرت نے آپ کے قدم چومے، یہ غربت وافلاس کا زمانہ تھا، فقیر لاہور آتا جاتا تو جامعہ نظامیہ رضویہ میں ہو کر آتا جاتا جب وہاں علامہ غلام رسول صاحب مہتمم تھے اور مخدوم اہل سنت پیر طریقت صاجزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بھی وہاں زیر تعلیم تھے، حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی محنت، لگن اور شبانہ روز کی بھرپور مساعی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب فقیر حاضر ہوتا یہ دیکھتا کبھی بالٹی سے چھڑکاؤ کر رہے ہیں کبھی کبھی صفائی بھی خود کر رہے ہیں کتب درسیہ کی جلد بندی بھی خود کر رہے ہیں اور رجب و رمضان المبارک کے مہینہ میں بذریعہ ڈاک حصول زکوٰۃ کے لئے دو دو تین تین ہزار لفافوں اور منی آرڈر فارموں پر مخیّر حضرات کے نام و پتے بھی خود لکھ رہے ہیں، وہ کوئی شعلہ نوا خطیب ومقرر بھی نہیں تھے اور پیری ومریدی کا سلسلہ بھی نہیں تھا، وہ مدرسہ میں بیٹھ کر طلباء کو پڑھایا اور جو کچھ کرنا تھا مدرسہ میں بیٹھ کر کیا، محنت و ایثار وخلوص میں بڑی برکت ہے دنیا نے اس کا عملی مشاہدہ کیا یہ ان کی محنت شاقہ، محنت تامّہ کا نتیجہ ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آج پاکستان کے مرکزی مدارس میں سرفہرست ہے۔ انہوں نے

علماء کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جامعہ نظامیہ رضویہ علماء وفضلاء وطلباء کی بہت بڑی علمی چھاؤنی نظر آتی ہے۔ ان کے تلامذہ میں صف اوّل کے اکابر مدرسین ومصنفین، محققین ومناظرین اور اہل قلم ومفتی بھی نظر آئیں گے اور چوٹی کے مدرسین بھی نظر آئیں گے۔

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب علیہ الرحمہ کا ایک منفرد وصف یہ بھی تھا کہ وہ احناف اہل سنت وجماعت بریلوی مکتب فکر میں مستحکم اور حقیقی اتحاد ویکجہتی کے علمبردار تھے۔ مختلف ادوار میں انہوں نے سنی اتحاد کے لئے مجاہدانہ مؤثر کردار ادا کیا، ایک منفرد خصوصیت یہ بھی تھی کہ سلسلہ اور تحصیل علوم وسند فراغت کے لحاظ سے جو آج سینوں میں بعض جگہ تھوڑی بہت منافرت ہے جامعہ نظامیہ رضویہ اس باہمی نفرت وکدورت سے پاک نظر آئے گا وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ کون کس کا مرید ہے کون کس کا شاگرد ہے کون کہاں کا فارغ التحصیل ہے وہ سنی صحیح العقیدہ مسلک مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا پیروکار دیکھتے تھے، آج جامعہ نظامیہ رضویہ میں قادری رضوی چشتی صابری نظامی اشرفی نقشبندی سہروردی مجددی سعیدی نوری ہر قسم کے سنی علماء خدمت دین اشاعت مسلک کرتے نظر آئیں گے۔

حضرت مفتی صاحب نے ایک طرف تدریس کے میدان میں منفرد ومثالی کامیابیاں حاصل کیں، لاہور وشیخوپورہ دو بڑی بڑی سنی عربی یونیورسٹیاں بنائیں، ہزاروں علماء کو فارغ التحصیل کیا، مدرسین کی مانگ اور کمی کو پورا کیا، دوسری طرف تصنیف وتالیف کے میدان میں مثالی فتوحات حاصل کیں ہمارے اس دعویٰ پر فتاویٰ رضویہ شریف کی مکمل وتخریج وترجمہ عربی عبارات، اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شہرہ آفاق عربی تصانیف کو اعلیٰ بین الاقوامی معیار سے طباعت کرانا، اور مختلف درسی وعلمی کتب کا اور مختلف زبانوں میں بعض کتب کا ترجمہ کرنا کرانا سیدی حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی جامع سوانح عمری شائع کرانا ان کے یادگار سدابہار کارنامے بیّن دلیل ہیں جو ان شاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔

یہ وہ وقت وزمانہ ہے جس کے متعلق سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا: "اچھے لوگ (اہل علم وفضل وکمال) اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب (علمی جانشین) نہیں چھوڑتا، فرمایا امام (محمد بن اسماعیل) بخاری نے انتقال فرمایا تو نوے ہزار شاگرد، محدث چھوڑے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں ایک بھی نہیں چھوڑتے"۔

حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے بفضلہ تعالیٰ اکابر اسلاف کی یاد تازہ کردی اپنے انتقال کے وقت ماشاء اللہ ہزاروں علماء ہزاروں فقہاء اور طلباء واہل علم کو اپنا جانشین اپنی علمی یادگار کے طور پر چھوڑا، ان کے تلامذہ میں بڑے بڑے محدث وفقیہ اور نامور استاذ العلماء استاذ الاساتذہ ہیں مگر ہم نے ان کو کسی کو فخریہ "شاگرد" کہتے نہیں سنا، یہ کسر نفسی اور شہرت سے بے نیازی وبے رغبتی ہے۔

حدیث وفقہ میں عصر رواں میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا، ایک فقیہ ایک حاکم شرع ہوتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقا ومولیٰ ملجأ وماویٰ حضور جان نور ﷺ نے فرمایا، "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" ایک فقیہ شیطان مردود پر ہزار عابد سے بھی زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب العلم)

اس سے بھی حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ اور دیگر فقہاء امت کے حسین فضل جمیل کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی فی سبیل اللہ فتاویٰ نویسی میں گزاری، ہدیہ ومعاوضہ سے سروکار نہ رکھا۔ معروف محدث جلیل امام اعمش علیہ الرحمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مختلف النوع سوالات کرتے تھے .... ایک بار امام اعمش علیہ الرحمہ نے پوچھا آپ کو اس قدر علوم کہاں سے آگئے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہی احادیث سے جو آپ نے روایت کی ہیں پھر آپ نے ان کی روایت کردہ احادیث مبارکہ سنا دیں امام اعمش علیہ الرحمہ نے برملا فرمایا، اے فقہاء اتم طبیب ہو اور ہم محدث عطار ہیں۔ (مناقب للموفق صفحہ ۱۶۳)

امام الائمہ بھی اعلیٰ درجہ کے محدث بلکہ ائمہ احادیث کے استاذ واستاذ الاساتذہ تھے

تو انہوں نے فرمایا، اس سے معلوم ہوا عطار یعنی پنساری اپنی دکان پر ہر قسم کی جڑی بوٹیاں وادویات رکھتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ کون سی بوٹی کون سی دوا کس بیماری کا علاج ہے ان ادویات کے خواص کیا ہیں، خوراک کتنی مقدار میں دی جائے، یہ سب باتیں حکیم ڈاکٹر اور معالج جانتا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ کے اسرار و رموز اور احادیث کی حقیقی معرفت حضرات فقہاء کرام کو حاصل ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہمارے برادر طریقت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب علیہ الرحمہ کو دور حاضر میں یہ دونوں فضیلتیں حاصل تھیں، وہ بیک وقت محدث جلیل اور نامور فقیہ جمیل تھے اپنے فضل وکمال کو اپنی سادگی میں چھپائے بیٹھے تھے۔ اسلاف کی یادگار اور اکابر کی علمی روحانی نشانی تھے، خدا کرے آپکی اولاد اور آپ کے نامور تلامذہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی یہ طلسماتی تیز ترقی اپنے حسن تدبر سے برقرار رکھ سکیں اور یہ عظیم جامعہ شبانہ روز ترقی کی منازل خوش اسلوبی سے طے کرے۔ آمین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

چند معنیٰ خیز اشعار مرثیہ

سانحہ ہے ہجر پرور رحلتِ عبدالقیوم
حادثہ ہے روح فرسا رحلتِ عبدالقیوم

معمار سنیت ہے تو مفتی ہزارہ
تدریس کی ہے زینت تو مفتی ہزارہ

صدمے سے تیرے اپنا قلب و جگر ہے پارہ
اے مفتی ہزارہ اے مفتی ہزارہ

ملک رضا ہے تیرا تو ترجمان رضا کا
ملک رضا کا منکر نہیں تجھ کو تھا گوارا

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ حضرت سیدی سید صاحب اور شیخ المعقول علامہ غلام رسول رضوی سیدی محدث اعظم پاکستان قدست اسرارہم کے علمی، روحانی فیوض کا عطر مجموعہ اور علمی یادگار تھے اس مناسبت سے عرض کیا ہے۔

آج تو سید و سردار سبھی جاتے ہیں
مفتی اعظم و رضا لینے کو سبھی آتے ہیں
فیض داتا کا ہے تو غوث کی نظر کرم
کس حسین انداز سے عشاق سبھی جاتے ہیں

(نظم انتظام)

آپ کا انداز فکر ہر حال میں تعمیری تھا
آپ کا اسلوب نظر ہر حال میں معیاری تھا

مفتیٔ عصر رواں رضوی تھا ہزاروی تھا
قادری تھا چشتی و برکاتی و سرداری تھا

صد حیف وہ تدریس کی روح رواں گیا
آئی قضا وہ مظہر[1] محدث اعظم جہاں گیا

افکار باطلہ کا تھا رد جس کا نصب العین
میری تصنیفات کا وہ قدر داں گیا

[1] (جہاں بھر کا محدث اعظم)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی......شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا

تحریر: قاضی مصطفیٰ کامل، نوائے وقت پاکستان

علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اپنے دور کے عظیم انسان تھے۔ وہ شیخ الحدیث تھے اور دینی علم حاصل کرنے والے سال آخر کے طلبہ کو خود پڑھاتے اور حدیث مبارک کی کتب بھی پڑھاتے۔ ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ بیسویں صدی کی دو نابغۂ روزگار شخصیات سے انہوں نے باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور اکتساب فیض کیا۔ ان میں ایک محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد (فیصل آباد) اور دوسرے مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات تھے۔ ان دونوں عظیم علمی شخصیات کا رنگ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی میں نوجوانی ہی سے جھلکنے لگا تھا۔ راقم کو مفتی صاحب قبلہ کو قریب سے دیکھنے اور بات کرنے کا شرف 1968ء میں حاصل ہوا اور جب جمعیت علماء پاکستان کے احیاء کے لئے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں علماء و مشائخ کا بہت بڑا کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن کے انتظام و انصرام میں علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ کے ساتھ اس وقت کے نوجوان علماء کی ٹیم میں علامہ قاضی عبدالنبی کوکب رحمہ اللہ علیہ، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، علامہ عبداللطیف قادری رحمہ اللہ علیہ، علامہ احمد علی قصوری، علامہ شمس الزمان قادری رحمہ اللہ نمایاں تھے۔ جامعہ نعیمیہ میں ہونے والے متذکرہ تاریخی کنونشن میں جمعیت علماء پاکستان (مغربی) کے انتخابات کرائے گئے تھے۔ متذکرہ کنونشن کو کامیاب اور بھرپور نمائندہ بنانے میں سب سے نمایاں کردار صاحب زادہ قاضی محمد فضل رسول (فیصل آباد) صاحبزادہ پیر محمد ایوب شاہ چورہ شریف رحمہ اللہ، علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ اور علامہ صاحب زادہ سید محمود شاہ گجراتی نے ادا کیا۔

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اس دور میں بھی نہایت متین اور سنجیدہ مزاج کے حامل تھے۔ نوجوان ہونے کے باوجود ان کے چہرے سے ایک علمی وقار ٹپکتا تھا۔ شروع سے آخر تک ان کا مزاج سادہ رہا۔ وہ کم بولتے اور سوچ سمجھ کر بولتے۔ ان کی گفتگو میں وزن ہوتا لیکن ان کی سادگی اور بڑائی کی شان یہ تھی کہ وہ مجلس میں اپنی بات کو زبردستی ٹھونستے نہیں تھے بلکہ زور دے کر کہہ دیتے

کہ یہ صرف میری رائے ہے باقی احباب کی رائے بھی سامنے آنی چاہیے۔ مفتی صاحب نے کبھی خود کو نمایاں کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے جلسوں میں تقریریں کرنے اور سٹیج پر کروفر سے بیٹھنے سے بھی پرہیز کیا۔ وہ جلسوں میں جانے کی بہت کم حامی بھرتے۔ انہوں نے اخبارات میں اپنے بیانات شائع کرانے کا شوق بھی نہیں پالا تھا۔

دینی علوم کی تدریس ان کی پسندیدہ فیلڈ تھی وہ زیادہ سے زیادہ وقت مدرسے کو دیتے۔ دارالعلوم جامعہ نعمانیہ، دارالعلوم حزب الاحناف، دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کی نسبت ان کا ادارہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ (اور بعد میں جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ) بہت کم عمر تھا۔ لیکن مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے جس طرح دیگر سارے مشاغل اور مصروفیات سے قطع تعلق کر کے اپنے مدرسے کو کامیاب بنانے اور اس کا معیار تدریس بہتر سے بہتر کرنے کے لئے دن رات محنت کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی برسوں میں جامعہ نظامیہ رضویہ کا شمار نہ صرف لاہور میں بلکہ پورے پاکستان کے چند ایک بڑے دینی اداروں میں ہونے لگا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ کا آغاز 1956ء میں جب آغاز ہوا تو چند پرانے کمروں اور درمیان میں ایک صحن کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ نہایت کسمپرسی کی حالت تھی عمارت کے نئے سرے رن جگہوں سے تنازعہ الگ چل رہا تھا اور زمینی حقائق کے مطابق قبضہ گروپ عمارت کے ایک حصے پر اپنا قبضہ جمانا چاہتے تھے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے اندرونی اور بیرونی ہر دو محاذوں پر صبر و استقامت سے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور طلباء کو باقاعدہ پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں بتدریج کامیابیاں عطا کیں۔

آپ نے اندرون لوہاری گیٹ کے باغیچی نہال چند میں اپنے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی کی زیر سرپرستی قائم اس مدرسے میں شاندار عمارت کھڑی کر دی۔

طلباء اور اساتذہ کے لئے لاتعداد کمرے اور سیمینار کے لئے ہال تعمیر کرائے۔ ایک شاندار لائبریری قائم کر دی۔ ہزاروں طلباء کے مفت قیام اور طعام کا بندوبست بھی کوئی معمولی کام نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مفتی صاحب نے شیخوپورہ روڈ پر وسیع اراضی حاصل کر کے وہاں جامعہ نظامیہ رضویہ کا نیا شاندار کیمپس تعمیر کرا دیا۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اس دنیا کا سفر مکمل کر کے 71 برس کی عمر میں جب اپنے اللہ کے حضور پیش ہو رہے تھے اس وقت آپ کے ادارہ جامعہ

نظامیہ رضویہ لاہور / شیخوپورہ میں قریباً دو ہزار طلباء و طالبات علم دین حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

گزشتہ چند سالوں سے ان کے شیخوپورہ کے مرکز میں طالبات کے لئے تدریس اور رہائش کی ایک الگ عمارت تعمیر کرادی گئی تھی۔ جہاں اس وقت کم و بیش پانچ سو طالبات دینی تعلیم کے لئے مختلف درجوں، ثانویہ عامہ (میٹرک کے مساوی) ثانویہ خاصہ (انٹرمیڈیٹ کے مساوی) اور درجہ عالیہ (بی اے کے مساوی) میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ آئندہ برس درجہ عالمیہ (ایم اے کے مساوی) کی کلاس بھی شروع ہو جائے گی۔ مفتی صاحب قبلہ تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان کے سالہا سال ناظم اعلیٰ رہے اور پھر صدر کی حیثیت سے بھی آپ نے اس بڑی ذمہ داری کو نہایت احسن طریقے سے نبھایا۔ دینی مدارس کے لئے سارے نظام، نصاب اور امتحانی طریق کار کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس کے علاوہ مرکزی زکوٰۃ کونسل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے بھی ذمہ داریوں کو نبھایا لیکن ان تمام ذمہ داریوں اور مصروفیات کے باوجود انہوں نے اپنے مدرسہ اور اپنے حصے کے اسباق پڑھانے کو ہمیشہ فوقیت دی۔ ان ساری مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ کی عبادت سے بھی کبھی غافل نہیں ہوئے۔ جامعہ میں پیچیدہ نوعیت کے مسائل پر خود فتویٰ بھی لکھتے لیکن کسر نفسی سے اتنا کام لیتے کہ اپنے نام کے ساتھ مفتی کا لفظ نہ لکھتے آخر علامہ قاضی عبدالنبی کوکب رحمہ اللہ نے اپنے تمام رفقاء، نوجوان علماء کو پابند کر دیا کہ علامہ عبدالقیوم ہزاروی کو مفتی صاحب کہہ کر مخاطب کرنا ہے اور ان کے لئے کوئی دوسرا نام استعمال نہیں کرنا۔ اس طرح قاضی صاحب مرحوم نے مفتی کا لفظ ان کے نام کا حصہ بنا دیا۔ مگر وہ خود شہرت اور اعلیٰ حکام کی قربت سے بہت گھبراتے تھے، عام جلسوں میں جانے سے معذرت کر لیتے لیکن پھر بھی ان کے شاگرد اور عقیدتمند اپنے ہاں جلسہ کے اشتہار میں مفتی صاحب کا نام تبرکاً شائع کر دیتے تو اس پر مفتی صاحب باقاعدہ ناراض ہوتے اور کہتے کہ ’’بھائی آپ نے میرا نام کیوں شائع کر دیا دوسرے کیا سمجھیں گے کہ میں ان کو انکار کرتا ہوں اور

آپ سے حامی بھر لی ہے‘‘۔

گزشتہ برس حکومت کی ایک مجبوری کے تحت گورنر پنجاب لیفٹننٹ جنرل خالد مقبول نے لاہور کے چند ایک دینی مدارس کا دورہ کیا۔ اس دورے میں جامعہ نظامیہ رضویہ بھی شامل تھا۔ اب اس موقع پر بجائے اس کے کہ مفتی صاحب قرب شاہی سے کوئی فائدہ اٹھاتے انہوں نے اپنے دوست اور دینی برادر علامہ احمد علی قصوری کو فون کیا کہ بھائی صاحب آئیں اور اس مشکل سے مجھے نکالیں۔ چنانچہ گورنر پنجاب کے دورے کے موقع پر علامہ احمد علی قصوری مفتی صاحب قبلہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ اور گورنر صاحب کو جامعہ کے مختلف شعبوں اور بالخصوص جامعہ کی لائبریری کا تعارف کرایا۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اپنے مزاج کے اعتبار سے سیاست اور ہنگاموں کے آدمی نہ تھے۔ لیکن جب بھی ملت اور قوم کے لئے کوئی مشکل موڑ آیا آپ نے خود کو آزمائش کے لئے پیش کر دیا۔ چنانچہ ایوب دور میں بحالی جمہوریت بھٹو دور میں تحریک نظام مصطفیٰ، تحفظ حقوق اہلسنت، اور حال ہی میں بازیابی نعل پاک رسول کے لئے آواز بلند کرنے والی تحریک میں بھی مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے علامہ احمد علی قصوری کے ساتھ مل کر لاہور میں سب سے پہلے احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا لیکن مفتی صاحب مرحوم نے ان حوالوں کو کبھی اپنی دینی اور تدریسی سرگرمیوں پر حاوی نہیں ہونے دیا اور نہ ہی سیاسی اور احتجاجی سرگرمیوں کو کبھی حصول شہرت کے لئے استعمال کیا۔ گزشتہ چند برسوں کے درمیان جب بھی جب بھی ان سے ملاقات ہوئی میں نے ان کے چہرے پر ایک عجیب طرح کی معصومیت، پاکیزگی اور ایک روحانی چمک محسوس کی اس بات کا اظہار دو برس قبل میں نے علماء کی ایک محفل میں کر بھی دیا تھا۔ بلاشبہ وہ اس گئے گزرے دور میں ایک ایسی ہی شخصیت تھے جن سے ملنا اور جن کے چہرے کو دیکھنا ایک سعادت تھی۔ افسوس! شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا۔

☆☆☆☆☆☆

علم وعمل کے حسین پیکر

شیخ الحدیث علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مفتی اعظم پاکستان، استاذ الاساتذہ، مبلغ اسلام، محسن اہلسنت، شیخ الحدیث، علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، علم وعرفان کے بحر ذخار، زہد وورع کے پیکر، تقویٰ وطہارت کے خوگر، اخلاق حسنہ کے کوہ ہمالہ، بحر تحقیق کے سباح، بادیۂ تحقیق کے سیاح، میدانِ تدریس کے شہسوار، سنت رسول ﷺ کے متبع وپیروکار، صالح وپرہیزگار، شب زندہ دار عبادت گزار اور متعدد فضائل وفواضل کے حامل انسان تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اعلاء کلمۃ اللہ، اشاعتِ شریعت مطہرہ اور خدمتِ خلق خدا کے لئے وقف تھا، خالق کائنات نے آپ کو حسین صورت اور پاکیزہ سیرت سے نوازا تھا۔ وہ ایک ایسے عظیم شخص تھے جو مشکل ترین اور پریشان کن حالات میں بھی کبھی مایوس نہ ہوئے۔ فتنوں کی آندھیاں آپ کے پائے استقامت کو ڈگمگا نہ سکیں، غنڈوں اور بدمعاشوں کی دھمکیاں آپ کو دھمکا نہ سکیں، آپ متانت وتمکنت، تواضع وانکسار، امانت ودیانت کے زیور سے محلّی تھے، موصوف انتہائی جرأت کے ساتھ جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے، احباب وتلامذہ کو خدمت دین کی تلقین فرماتے اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء وفضلاء کو دینی مدارس قائم کرنے کی تاکید فرماتے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں انتہائی مستعدی کا مظاہرہ فرماتے اور اس سلسلہ میں تغافل اور تساہل سے اجتناب کرتے۔ آپ کے جذب دروں، دردِ مسلک، مشن سے لگن، ہمہ وقتی محنت اور پیہم کوششوں کا ثمرہ فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت کی صورت میں آپ کے سامنے ہے جو بین الاقوامی معیار کے مطابق ترجمہ وتخریج سے مزین ہوکر شائع ہورہا ہے۔ اب تک تقریباً اٹھارہ ہزار صفحات پر مشتمل چوبیس جلدیں منصۂ شہود پر آکر اہل علم کی آنکھیں ٹھنڈی کرچکی ہیں۔

اس کے علاوہ شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی علمی وتحقیقی وجاہت کو عرب ممالک میں متعارف کرانے کے لئے آپ کی عربی تصانیف کو اعلیٰ بین

الاقوامی معیار کے مطابق شائع کرکے عرب ممالک میں بھیجنے کا سلسلہ بھی آپ نے شروع کر رکھا تھا چنانچہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیء، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ، کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم، صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین، ھادی الاضحیۃ بالشاۃ الھندیہ، الصافیۃ الموحیہ لحکم جلود الاضحیہ اور حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین سلسلہ مذکورہ کی سنہری کڑیاں ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا، اکہتر سالہ زندگی میں ابتدائی دس سال بچپن کے چھوڑ کر بقیہ تمام زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی میں گزاری، بارہ سال علوم دینیہ کی تعلیم پر صرف کئے جبکہ انچاس سال تدریس فرمائی، انتیس سال دورۂ حدیث کی کلاس کو پڑھایا، حدیث کی مشہور کتاب جامع ترمذی شریف پڑھانے کا منفرد انداز رکھتے تھے، طویل ومشکل ترین ابحاث کو مختصر اور آسان انداز میں طلباء کے اذہان میں اتارنے کا ملکہ حاصل تھا، زندگی کے آخری دو دنوں میں خوب ہشاش بشاش نظر آئے طلباء اور جامعہ کے اساتذہ وعملہ سے خوش طبعی فرماتے رہے اور بوقت وصال چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

آپ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کا مظہر کامل اور "من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" کا مصداق تام تھے، وہ اکیلے جتنا علمی وتحقیقی کام کر رہے تھے شاید پوری جماعت کے لئے بھی اس کو سرانجام دینا مشکل ہوگا۔ وہ دنیا سے پردہ فرماگئے مگر اپنے عظیم کارناموں اور خدمات دینیہ کے سبب آج بھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جان دیگر است

میں نے ان کو کیسا پایا؟

مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی

نوٹ: استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے حکم پر جامعہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں جامعہ کا تعارف حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی پیش کرتے تھے۔ اس تعارفی خاکہ سے چند اقتباس پیش خدمت ہیں جن میں انہوں نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے اخلاص، محنت اور جدوجہد کا نقشہ کھینچا ہے۔ یاد رہے کہ مولانا محمد صدیق ہزاروی کے یہ کلمات مبالغہ آرائی سے مبراء ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی کسی کے منہ پر تعریف کرنا گوارا نہیں کیا اور نہ ہی مبالغہ آرائی کی اس لئے ایسے شخص کے قلم سے لکھے گئے اور زبان پر جاری یہ کلمات حقیقت پر مبنی ہیں۔ ادارہ النظامیہ، لاہور

☆ لہو ولعب، غنڈہ گردی، نفس پرستی اور دین دشمنی کی خاردار جھاڑیوں میں اخلاق حسنہ امانت و دیانت، محبت دین اور قال اللہ وقال الرسول کا ایک مہکتا ہوا پھول کھلا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس پھول کی عطر بیز مہک نے ایک عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور یوں اس گل تازہ کی خوشبو افریقہ کے جنگلوں، عرب کے ریگستانوں اور یورپ کے میدانوں غرضیکہ ملک بہ ملک، قریہ بہ قریہ اور کو بہ کو پہنچی یہی پھول جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے موسوم ہے چھتیس سال پہلے (آج سے چھتالیس سال پہلے) کے ایک سائبان اور چند ٹوٹے پھوٹے کمروں پر مشتمل جامعہ نظامیہ رضویہ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے آج کی درجنوں کمروں پر مشتمل اس فلک بوس عمارت کو دیکھئے اور داد دیجئے اس مرد مجاہد کو جس کی نیت پر خلوص تھی، ارادہ پختہ، اعصاب مضبوط، اور محنت انتھک تھی اور سلام کیجئے عزم و استقلال کے اس پیکر کو جس نے باد مخالف کی تمام تر فتنہ سامانیوں کے باوجود اس ناتواں پودے کو ایک تناور درخت بنانے میں کامیابی حاصل کی اس عظیم شخصیت سے میری مراد استاذ العلماء حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ

کی ذات والا صفات ہے۔ (مقالہ 1992)

☆ قانون فطرت کے تحت غنڈہ گردی، فحاشی اور اخلاق باختگی کی حدوں کو چھونے والے ماحول میں اب ایک ایسے باہمت مرد درویش کی ضرورت تھی۔ جو ارادے کا پکا، قول کا سچا اور اقبال کی زبان میں ایک ایسا فقیر ہو جو کاہل، تن آسانی اور تماشہ بینی کی بجائے پہاڑوں سے ٹکرانے سمندروں کو چیرنے اور فضاؤں میں اڑنے کا عزم صمیم رکھتا ہو، یقیناً استاذی المکرم مخدوم اہل سنت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تفسیر نظر آتے ہیں۔

سکون پرستی راہب ہے فقیر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی قیادت، اہتمام اور سرپرستی میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے ترقی و عروج کی منازل کس انداز میں کس تیزی کے ساتھ اور کن کن میدانوں میں طے کی ہیں یہ آپ سب پر عیاں ہے۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنی بات عرض کروں گا کہ یقیناً اس ترقی کے پس منظر میں حضرت مفتی صاحب کا خلوص، رفقائے کار پر کا بے حد اعتماد اور ان بزرگ شخصیتوں کی کرامات اور دعائیں ہیں جن کے لگائے ہوئے پودے کی حضرت مفتی صاحب نے آب یاری کی اور آج الحمد للہ اسکا پھل دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔ (مقالہ 1993)

☆ اسلاف کی سنت کو زندہ کرنے، اس مشن کو آگے بڑھانے اور قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں کو بلند کرنے کے لئے ایک ناگفتہ بہ ماحول میں، عیاشی و فحاشی کے وسط میں ایک مرد درویش اور علم و فضل کے کوہ گراں استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے ایک پودا لگایا۔ دنیا حیران تھی، کائنات انگشت بدنداں تھی اور کوئی بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ کبھی یہ شجر بار آور ہوگا لیکن حضرت شیخ الحدیث کی سوچ اور نظر انتخاب کو داد دینا پڑتی ہے کہ انہوں نے اس نازک مگر اہم پودے کی نشوونما اور آبیاری اور اسے جہالت و گمراہی کی باد سموم کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھنے کے

لئے اپنے ایک ایسے شاگرد رشید کا انتخاب کیا جس کی زندگی، محنت، لگن اور جدوجہد مسلسل سے عبارت ہے بلکہ یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ استاذ العلماء حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی زندگی میں تن آسانی، آرام طلبی اور رفع وقتی نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ (مقالہ 1994)

☆ گرمیوں میں اے سی اور سردیوں میں ہیٹر، دیواروں میں زرق برق پردے اور فرش پر قیمتی قالین کون ہے جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کو تیار نہ ہوگا لیکن مزہ تو تب ہے کہ پنکھے اور ہیٹر سے خالی مسجد میں ٹوٹی چٹائی پر جبین نیاز بارگاہ بے نیاز میں جھکے۔

مرغ مسلم اور نذرانے کی تھیلی منتظر راہ اور استقبالیہ نعروں کی گونج میں تشریف آوری کا سماں بندھے تو کس کا دل نہیں چاہتا کہ تبلیغ کے نام پر خطابت کے جوہر دکھائے لیکن لطف تو تب ہے جب میلوں پیدل چل کر نان جویں پر قناعت کر کے نذرانے کی خواہش کو ٹھوکر مارتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کا ڈنکا بجانے کا جذبہ خضر راہ ہو۔

مریدوں کی فوج ظفر موج دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہو، انواع واقسام کے کھانے اور محل نما کوٹھی میں نرم وگداز مسند، دعوت ارشاد کا باعث ہو تو کون شخص ہے جو کوچہ ولایت میں قدم رنجہ نہیں فرمائے گا۔ لیکن کمال تو تب ہے جب غوث اعظم کے نقش قدم، داتا گنج بخش کے طریقے اور خواجہ اجمیری کے راستے پر چل کر حرص وآز کی گیند کو ٹھوکر مارتے ہوئے غربت کے مارے ہوئے لیکن عقیدت کے جذبات صادقہ کے پیکر مریدوں کو سینے سے لگایا جائے اور آواز حق طرۂ امتیاز ہو۔

لیکن عظمت تو تب ہے جب حق الخدمت سے بے پرواہ اور حاشیہ نشینوں سے بے نیاز محض فرض منصبی کے ادائیگی کو مطمح نظر بناتے ہوئے مسند تدریس کی زینت بنے۔ عالیشان کوٹھی شاندار کار، ہٹو بچو کی صدائیں بلند کرنے والے ہرکارے اور تین تین سال میں کریما اور نام حق پر قناعت کرنے والے طلباء میسر ہوں تو مجنوں ہوگا جو اہتمام وانتظام کا شوق پورا نہیں کرے گا۔ لیکن مزہ تو تب ہے جب بے قیمت سواری، آسائشوں سے محروم کرے اور قوت لایموت سے قناعت کرتے ہوئے مہتمم نہیں مہتمم گر بھی ہو، ناظم اعلیٰ ہی نہیں تحریک قیام مدارس کا قافلہ سالار بھی ہو۔

اگر کسی نے ایسا مہتمم اور ایسا مدرس دیکھنا ہے تو بلا مبالغہ تلاش بسیار اور طلب شب وروز کے بعد نظر اٹھے گی تو معدودے چند شخصیات نظر آئیں گی جن میں ایک قابل صد افتخار اور لائق صد تحسین شخصیت شیخ الجامعہ استاذ العلماء مخدوم اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی کی ذات والا صفات ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ کا انتظام وانصرام ہی نہیں، جدید تقاضوں کے مطابق ایک اہم اور بہت بڑے علمی، ترتیبی منصوبے کے لئے نئی عمارت کی تعمیر، درس حدیث اور علوم اسلامیہ کی تدریس ہی نہیں، فتاویٰ رضویہ جیسے اہم فقہی انسائیکلوپیڈیا کی جدید انداز میں طباعت، تنظیم المدارس کے معاملات ہی نہیں، ملت اسلامیہ بالخصوص اہلسنت کے دینی انتظامی امور کی بھرپور نگرانی غرض یہ کہ دین کے حوالے سے ہر وقت اور ہر سٹیج پر حضرت مفتی صاحب کی موجودگی اور دلچسپی یقیناً دین کا درد رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ہے۔

یہ اور بات کہ اس پر کوئی چلے نہ چلے
لکیر چھوڑنے والا لکیر چھوڑ گیا

(مقالہ 1995)

☆ جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کا ایک معروف علمی ادارہ کیسے بنا اس کی چند ٹوٹے پھوٹے کمروں پر مشتمل عمارت ایک فلک بوس عمارت میں کیسے بدلی اور یہ جامعہ لاہور سے سفر کرتے ہوئے شیخوپورہ میں ایک وسیع اراضی پر ہمالیہ نما عمارت کھڑی کرنے میں کیسے کامیاب ہوا؟

یقیناً اس تمام کامیابی کا سہرا اس عظیم شخصیت کے سر جاتا ہے جو خلوص نیت، مقصد سے لگن اور جذبۂ محنت کا حسین مرقع ہے۔ ہمارے استاذی گرامی شیخ الجامعہ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی زید مجدہ العالی نے اپنے خون جگر سے اس گلستاں کی آبیاری کی، اس فلک بوس علمی محل کی بنیادوں میں ہمت مردانگی کی اینٹوں کو شامل کیا۔

منزل مراد تک رسائی کے لئے عدالتوں، دفاتر اور تجارتی مراکز کا کٹھن اور ہمت شکن

سفر نہایت پامردی سے طے کیا جس کے نتیجے میں آج الحمد للہ زبانِ ستائش کھلتی ہے تو جامعہ نظامیہ کے لئے، قلمِ حق لکھتی ہے تو جامعہ نظامیہ رضویہ کے لئے، اور جب کوئی زہر ہلاہل کو قند نہ کہنے والا مقرر ہوتا ہے تو جامعہ نظامیہ کے لئے۔ (مقالہ 1996)

☆ عالمِ اسلام کی اس عظیم اسلامی درسگاہ کی آفاقیت معلمِ قرآن کے فضل و کرم، اقراء کے مخاطب معلمِ کتاب و حکمت کی رحمت، بریلی کے منبعِ علم و عرفان کے فیضان، محدثِ اعظم پاکستان کی پرخلوص و مستجاب دعاؤں، شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی کے حسنِ انتخاب اور مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی زید مجدہ کے جذبۂ صادقہ کی مرہونِ منت ہے۔ (مقالہ 1999)

☆ جامعہ نظامیہ رضویہ کی یہ رفعت، وسعت اور گہرائی کا دوسرا نام ہے اس عظیم شخصیت کا جو عزم و ہمت کا عظیم پیکر، خلوص و للّٰہیت کا حسین مرقع تحریک و تحرک کی بے مثال قوت اور جدو جہد کا مینارۂ نور ہے۔ اس شخصیت سے میری مراد مخدومِ اہلِ سنت، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی زید مجدہ العالی کی ذات والا صفات ہے۔

جن کے دم قدم سے اس گلستان کی بہار قائم ہے۔ تعمیرِ عمارت ہو یا تدریسِ اسباق سب کے سوتے اسی منبعِ علم و فضل سے پھوٹتے ہیں۔ (مقالہ 2000)

☆ ظاہر بین لوگوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ کسی بلند قامت عمارت کی بلندی، خوبصورت محل کے حسن اور مضبوط مکان کی پختگی کو دیکھ کر اس کی تعریف میں تو رطب اللسان ہوتے ہیں لیکن عمارت کی بلندی، حسن اور مضبوطی جن ہاتھوں کی کاوش ہے، جس ذہن کی اختراع ہے اور جس جس تدبیر کی مرہونِ منت ہے وہ پردہ غیب میں چلا جاتا ہے۔ گویا عمارت کا حسن جاذبِ نظر اور قابلِ ستائش ہوتا ہے معمار کا کمال قابلِ التفات نہیں ہوتا۔

سطحی نظر رکھنے والے حضرات کسی عالم کے علم، کسی خطیب کی خطابت، کسی مدرس کی تدریس اور کسی مصنف کی تصنیف کو دیکھ کر اسے تحسین کے گجرے پیش کرتے ہیں، اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور ان تمام کمالات کو اس کی ذاتی صلاحیتوں کا کرشمہ قرار دیتے ہیں،

لیکن علم کی خوشبو سے اس کو معطر کرنے والا اس کے جوہرِ خطابت کو نکھار بخشنے والا اسے تدریس کے خلعتِ فاخرہ میں ملبوس کرنے والا اور اس کے قلم کو علم کی صورت میں خام مال فراہم کرنے والا عظیم انسان پسِ پردہ چلا جاتا ہے۔

لیکن حقیقت پسند، صاحبِ عقل و دانش اور بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت کی لازوال نعمت سے مالا مال شخص عمارت کے حسن کو نہیں معمار کے فکرِ رسا اور حسنِ تدبیر کو سلام پیش کرتا ہے۔ اور اس کی نگاہ، تدریس و خطابت اور تصنیف و تالیف کے بسیط پردوں کو چاک کرتی ہوئی علم کے موتی بکھیرنے والا استاذ کی قابلیت، محنت اور حسنِ تربیت تک رسائی حاصل کرتی ہے اور اسے تحسین کا گلدستہ پیش کرتی ہے۔

اسی ضابطے کے مطابق جب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی بلند و بالا بلڈنگ اور شیخوپورہ میں جامعہ کے کئی فلک بوس بلاکوں پر مشتمل عمارت کو دیکھ کر جہاں عمارت کا حسن اور بلندی ناظرین کی توجہ کا مرکز بنتی ہے اور یہ بھی ایک فطری امر ہے کیونکہ مصنوع کو دیکھ کر صانع کی عظمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور فن کو سامنے رکھ کر صاحبِ فن کے کمال کو جانچا جاتا ہے۔

لیکن اہلِ بصیرت ان عمارتوں کی تعمیر و آبادی کو دیکھ کر اس صاحبِ بصیرت کو تلاش کرتے ہیں، جس کی بصیرت کا حسین مرقع انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، خلوص، ہمت اور جدو جہد سے عبارت اس شخصیت کی زیارت کو اپنی بصارت کا نہیں بصیرت کا سرمہ بنانا چاہتے ہیں جو دینِ اسلام کے فروغ، ملتِ اسلامیہ کی فلاح اور علومِ دینیہ کی اشاعت و تبلیغ کے بیش بہا جذبہ کی دولت سے مالا مال ہے۔

تو تکلفات کی دنیا سے بے نیاز، نمود و نمائش کے عالم سے کنارہ کش، ہٹو بچو کی صداؤں سے ناآشنا، حاشیہ نشینوں اور تعریفوں کے پل باندھنے والے پیشہ ور طبقے سے متاثر نہ ہونے والی شخصیت جن کی زبان نہیں کام بولتا ہے جن کا اشتہار نہیں محنت نظر آتی ہے اور جن کا اوڑھنا بچھونا وقف ہے خدمتِ دین کے لئے، چلنا پھرنا مختص ہے اشاعتِ اسلام کے لئے اور کہنا سننا مخصوص ہے علومِ اسلامیہ کے لئے تو وہ، ہمارے ممدوح استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد عبد القیوم

ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والا صفات ہے جن کے دم قدم سے یہ بہار قائم ہے۔ اور جن کی شبانہ روز کاوش کی یہ ایک ادنیٰ سی جھلک ہے جسے ہم سب دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب زید مجدہ کے ذہن رسا اور فکر صائب کا نتیجہ ہے کہ الحمد للہ! آج جامعہ نظامیہ رضویہ کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہے، اس کا فیضان بین الاقوامی سرحدوں کو عبور کر چکا ہے اور تعلیم و تعلم، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں یہ جامعہ امتیازی مقام حاصل کر چکا ہے۔ (مقالہ 2001)

☆ کسی دوکان پر سجے ہوئے پھول ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے لیکن کانٹوں سے الجھ کر پھولوں تک رسائی حاصل کرنا کسی باہمت انسان ہی کا کام ہے۔

جگمگاتی اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی میں چلنا تو ہر ایک کو بھلا لگتا ہے لیکن اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے منزل تک پہنچنا کسی ان تھک مجاہد کا حصہ ہوتا ہے۔

سیدھی اور صاف شاہراہ پر سفر کو جاری رکھنا تو ہر ایک کے بس میں ہے لیکن سنگلاخ پہاڑوں کے سینوں کو چیرتے ہوئے ان کی چوٹیوں کو سر کرنا مقصد سے جنون کی حد تک لگن رکھنے والا مسافر ہی کا مقدر ہوتا ہے۔

ساحلِ سمندر سے جال پھینک کر مچھلیوں کا شکار تو ہر کوئی کر سکتا ہے لیکن سمندر کی گہرائی میں غوطہ زن ہو کر موتیوں سے دامن کو بھرنا زندگی کو داؤ پر لگانے والے کسی سچے اور مخلص محنت کش ہی کے حصے میں آتا ہے۔

سجی سجائی محفل میں خطابت کے جوہر دکھانا تو ہر ایک کا من پسند سودا ہے لیکن بکھری ہوئی قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے محفل سجانا کسی مردِ قلندر ہی کی ہمت کا ثمرہ ہوتا ہے۔

لاہور شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں تاریخی مسجد، جامع مسجد خراسیاں کے دامن میں باغیچی نہال چند کے نام سے ایک خطۂ زمین کسی ایسے ہی باہمت، ان تھک، جذبۂ جنوں کے حامل زندگی برائے بندگی کے جذبہ سے سرشار مردِ قلندر کا منتظر تھا جو اس قطعۂ اراضی کو علمِ دین کے طیب و طاہر پانی سے غسل دے کر جہالت اور فحاشی کی نجاستوں سے پاک کر دے، جو ماحول کی کثافت کو

اسلام کی ثقافت میں بدل دے اور دنیا میں ایک مثال قائم کر دے کہ باہمت لوگ کبھی ناکام نہیں ہوتے اور استقامت کی دولت سے مالا مال لوگوں کی زندگی میں وہ دن ضرور آتا ہے جب وہ حصولِ مقصد میں کامیاب ہو کر دنیا میں عظمت کا نشان قرار پاتے ہیں۔

چنانچہ انتظار کی گھڑیاں آخری ہچکی لینے لگیں اور باغیچی نہال چند کی التجائیں قبولیت کی سعید ساعتوں سے ہمکنار ہوئیں جس کے نتیجے میں اس خطۂ زمین پر جس عظیم درسگاہ کی بنیاد استاذ الاساتذہ شیخ التفسیر والحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمہ اللہ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے رکھی تھی اس جامعہ کو علم و دانش کا عظیم گہوارہ بنانے مدارس کی دنیا میں ایک انفرادی مقام سے سرفراز کرنے اور شہرۂ آفاق درس گاہ کی صورت میں جلوہ گری کے لئے مخدوم اہل سنت، منبع علم و حکمت، پیکر اخلاص و وفا، دنیائے عزم و ہمت کے چمکتے ستارے استاذی المکرم شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا بلکہ یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اس جامعہ کے ذریعے علم کی شمع فروزاں کرنے کے ساتھ ساتھ ملتِ اسلامیہ کے ہر اس مجاہد کے لئے مشعلِ راہ بن گئے۔ جو خدمتِ دین کے لئے تڑپ رکھتا ہے اور زندگی کا دین سے سودا کرنا چاہتا ہے۔

حضرت شیخ الجامعہ کی مساعی جمیلہ اور حکمتِ عملی سے یہ جامعہ کہاں سے کہاں تک پہنچا تو جہاں اس کی یہ فلک بوس عمارات اور ان میں طلبائے علومِ دینیہ کا ہجوم ان مساعی کا شاہد و عادل ہے وہاں لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں میں قائم یہ جامعہ علومِ اسلامیہ کے شائقین سے کھچا کھچ بھرا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی بین الاقوامی شہرت ان پُر خلوص کوششوں کی ایک ادنیٰ جھلک دکھا رہی ہے۔ جو حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ انجام دے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ چند الفاظ جو بطور ہدیہ تحسین عرض کئے گئے حضرت شیخ الجامعہ کی ان تھک کوشش اور ابتلاء و آزمائش کے میدان میں استقلال کے مظاہرہ کے سامنے پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محسنِ اہل سنت، مرجع العلماء

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی

از: مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی، ناظم اعلیٰ جامعہ جیلانیہ لاہور کینٹ

اہلسنت کا درد رکھنے والی ایسی شخصیت ڈھونڈنے سے نہ ملے گی جیسی قبلہ مفتی صاحب کی تھی، آسمان علمیت کا ایک ایسا درخشندہ ستارہ افق عالم سے روپوش ہو گیا ہے کہ جس سے علم کے کتنے ہی گوشے جگمگا رہے تھے اور ان شاء اللہ ان کی روحانی تابانیوں سے چمکتے رہیں گے ۔ میں آپ کے وصال پر ملال پر آپ کے لواحقین کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہوں ۔ الحمد للہ عاجز کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کی خدمت میں رہ کر زانوے تلمذ طے کرتا رہا۔

میں آپ کو خراج تحسین وعقیدت پیش کرتے ہوئے اسے دو پہلوؤں سے نقاب کشائی کروں گا جو کہ شاید بہت سے احباب کی نظروں سے پوشیدہ ہوں گے تاریخ کے جھروکوں سے افغان وروس جنگ پر نگاہ دوڑایئے ۔ آپ کو قبلہ مفتی صاحب کی شخصیت، اہلسنت وجماعت کی خدمت کے حوالے سے پیش پیش نظر آئے گی وہ دور جب روس افغانیوں پر ظلم واستبداد کے پنجے گاڑھ رہا تھا اور اپنی گھناؤنی سازشوں سے افغانستان کو ریزہ ریزہ کرنے کا سودائے باطل زمین میں بٹھائے اسلحے کا بے دھڑک استعمال کر رہا تھا وہ دن افغانی مسلمانوں کے لئے قیامتِ صغریٰ سے کم نہ تھے، حکومتِ پاکستان نے فراخ دلی کا ثبوت دیا اور اپنے افغان بھائیوں کے لئے سرزمین پاکستان کے دروازے کھول دیئے اور دنیا نے دیکھا کہ

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہوتا ہے

وہ افغانی طلبہ جن کے کان قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی مترنم صداؤں سے آشنا تھے آج کلاشنکوف، میزائل اور جنگی جہازوں اور سسکتے بچوں، بلکتی بچیوں اور بیواؤں کی دلدوز صدائیں

سننے پر مجبور تھے وہ جواں ہمت کفر کے خلاف برسرپیکار ہو گئے اور کچھ کو مہاجر ہونا پڑا۔ ان دنوں ضرورت اس امر کی تھی کہ ان مہاجرین کو گلے سے لگایا جائے، حضرت قبلہ مفتی صاحب نے اس مقصد کے لئے نہ صرف اپنے آپ کو پیش کیا بلکہ علماء اہلسنت کو تیار کیا افغانستان کے سرکردہ احباب کو مدعو کیا اور جامعہ نظامیہ میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں افغانستان سے مولانا صبغۃ اللہ مجددی (سابقہ صدر افغانستان) مولانا محمد نبی محمدی (وزیر دفاع افغانستان) مولانا یونس خالصی، مولانا محمد تقی (معاون وزیر دفاع) مولانا عبدالحی زعفرانی (مفتی اعظم افغانستان) کو افغانستان سے اور پاکستان سے سرکردہ علماء کو مدعو کیا گیا، ان کو نہ صرف تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی بلکہ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ مفتی اعظم صاحب نے بڑی خطیر رقم کی صورت میں مولانا صبغت اللہ مجددی کو عطیہ پیش کیا۔

یہ N.G.O اور نام نہاد اداروں کے منہ پر ایک تھپڑ تھا جو مفتی صاحب نے رسید کیا، ایک روپیہ دے کر لاکھوں اخباروں میں چھپوانے والو آؤ اس مرد قلندر کا انداز عنایت دیکھو کہ دائیں ہاتھ سے دیا اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔ میری یہ بات بہت سوں کو چونکا دے گی لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے چشم پوشی نہ تو میں کر سکتا ہوں اور نہ ہی ارباب نظر وفکر۔ یہی وہ خاموش خدمت کا جذبہ تھا جو مفتی صاحب میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آج کے عیانِ جہاد اور ٹھیکیداروں کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

قبلہ مفتی صاحب آگے بڑھے اور جامعہ نظامیہ رضویہ کو افغانی بھائیوں کے لئے وقف کر دیا ایک پورا پورشن خالی کروا دیا اور افغانی طلبہ کے لئے افغانی اساتذہ کا انتظام کیا جن میں افغانستان ہی کے نامور عالم دین مولانا عبدالمجید صاحب سرفہرست تھے، آپ مولانا علی محمد بلخی صاحب کے ساتھیوں میں سے تھے، اور افغانی طلباء کی تعلیم ورہائش اور خورد ونوش کا معقول انتظام کیا گیا، قبلہ مفتی صاحب کی ان خدمات کو تاریخ سراہے یا نہ بہرحال خدائے جل وعلا کے حضور آپ کو جو بلند مرتبہ عطا کیا جائے گا ان شاء اللہ۔ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جب خدا کے فضل اور طالبان کے جہاد پر ثابت قدمی سے روس ریزہ ریزہ ہوا

تو افغانستان سے انخلاء اشیاء کے موقع پر قبلہ مفتی صاحب نے جامعہ نظامیہ رضویہ میں ایک عظیم الشان فتح کا جشن منایا جس میں مجاہد اعظم حضور سیدنا و مرشدنا مجدد عصر اخندزادہ سیف الرحمن مدظلہ کو بلایا گیا اور ان کے ساتھ کتنے ہی مجاہدین افغانستان سے شریک ہوئے۔ اس پروگرام میں استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب، مفتی غلام سرور قادری صاحب، استاذی شیخ الحدیث علامہ ابوالفیض محمد عبدالکریم ابدالوی اور دیگر کئی مقتدر علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ قبلہ مفتی صاحب نے سپاس نامہ پیش کیا جس کے ایک ایک لفظ سے خلوص ٹپکتا نظر آتا تھا۔

دوسرا پہلو جس کو میں آشکار کرنا چاہتا ہوں وہ سلسلۂ عالیہ سیفیہ کے تاجدار حضور سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن مبارک مدظلہ اور پیر محمد چشتی کے درمیان تنازعات تھے۔ یہ اختلاف پہلے زبانی حد تک رہے اور پھر بڑھ کر ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر گئے میں ان اختلافات سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے موضوع کے حوالے سے قبلہ مفتی صاحب کی شخصیت کو اجاگر کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ آپ کی ذات کس طرح ایک دردمند دل کی حامل تھی۔

میں نے پہلے ذکر کیا کہ یہ اختلافات بڑھتے بڑھتے کتابوں اور رسالوں کی شکل میں سامنے آنے لگے تھے ایک روز قبلہ مفتی صاحب نے راقم کو بلا بھیجا میں حاضر خدمت ہوا تو بڑے دردمند لہجے میں میرے ساتھ اس حوالے سے بات کی اور فرمایا کہ مخالف تماشا دیکھ رہے ہیں ہر دو جانب سے نقصان اہلسنت کا ہے۔ اس کا سدباب ہونا چاہیے میں نے عرض کی کہ آپ حکم کریں میں ہر طرح حاضر ہوں۔ آپ کی پرخلوص کاوشوں سے ایک جرگہ قائم کیا گیا تاکہ فریقین کے اعتراضات سن کر ان میں صلح کو یقینی بنائے اس جرگہ کے چیئرمین استاذ العلماء شیخ القران علامہ غلام علی اوکاڑوی تھے۔ دیگر احباب جرگہ میں مولانا مفتی محمد اشرف، پیر محمد افضل قادری، علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب، علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب تھے آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ان احباب جرگہ میں قبلہ مفتی صاحب کا نام تو کہیں نہیں یہ بھی ان کی ایک خاموش خدمت میں آتا ہے جس کا تذکرہ کر رہا ہوں اور اس سے آپ کے قریبی احباب ہی آگاہ ہوں گے۔

اس جرگہ کا ایک اہم اجلاس پشاور میں حضرت پیر شیخ گل صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے گھر پر ہوا، شیخ گل صاحب کے بیٹے نور الحق صاحب (موجودہ رکن قومی اسمبلی) بھی موجود تھے راقم بھی وہیں حاضر تھا، حضور سیدی و مرشدی اخندزادہ مبارک صاحب کی طرف سے آپ کے صاحبزادہ قبلہ محمد سعید احمد حیدری صاحب سابق چیف جسٹس افغانستان اور دوسری جانب پیر محمد چشتی صاحب بنفس نفیس موجود تھے۔

الحمدللہ! قبلہ مفتی صاحب کی کاوشوں سے یہ مسئلہ حل ہوا نہ جانے قبلہ مفتی صاحب کی کتنی ایسی خاموش خدمات ہوں گی جو چشم عالم سے پوشیدہ ہیں۔

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے روٹھ گئے دن بہار کے

☆☆☆☆☆☆☆

دورِ حاضر کے عظیم محدث

علامہ محمد خلیل احمد قادری، مدرس جامعہ نظامیہ، لاہور

ہر متحرک اور سرشت مسلمان کی یہ آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ وہ بھی دینِ حق کی خدمت کرے اس کے ہاتھوں کوئی اچھا اور انقلابی کام سرزد ہو، حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی خدمات جلیلہ سے ہر فردِ مسلم بخوبی واقف ہے گرچہ مذاہب باطلہ کی طرح آپ کی خدمات کو جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تشہیر نہ دی گئی اور گمنامی رہی لیکن آپ کی گمنامی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں بہت شرف قبولیت حاصل کر گئی ایسی گمنام ہستیاں ہی اصل مقامِ عظمیٰ پر فائز ہوا کرتی ہیں چنانچہ کیا خوب کہا گیا۔

لیس الخمول بعار علیٰ امرء ذی جلال
فلیلة القدر تخفی و تلک اللیالی

ترجمہ: ایک عالم بلند مرتبہ کے لئے گمنامی عار نہیں ہے،
شب قدر پوشیدہ رہتی ہے حالانکہ تمام راتوں میں وہی بہتر ہے۔

حضور شیخ الحدیث والتفسیر کو زندگی میں محبتوں کے جھونکے بھی الحمد للہ نصیب ہوئے اور نفرتوں کے طوفان سے بھی سابقہ پڑا، عقیدت کے پھول بھی ملے اور حسد کے کانٹے بھی ہاتھ لگے حضرت شیخ الحدیث گئے اور آپ کے بعض حاسد بھی گئے وہاں جہاں سب گئے سب کو جانا ہے بوئے گل کا باغ سے اور گل چین کا دنیا سے سفر اس عالمگیر قانون کا اثر ہے جس سے نہ کوئی بچا ہے نہ بچے گا اور دمِ رخصتی گویا فرما گئے۔

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

لیکن حضور مفتی اعظم پاکستان محدث اعظم کا علم باقی رہا اور رہے گا کہ یہ کائنات کی اس

بحرین عشق کے کلام کے امام تھے جس کے فیض عام نے صحرائے عرب و عجم کے بدویوں اور حضرویوں کو حیاتِ جاوداں بخشی، حضور شیخ الحدیث صاحب نے اپنی مسندِ حدیث کے گلشن کو جن پھولوں سے آباد کیا تو تر و تازگی ان کے لئے فطرت کا انعام ہے۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

حضور شیخ الحدیث کی زندگی سے کام کی جھلکیں ہی نظر آتی تھیں اور محنت ہی محنت کا سبق ملتا تھا کیونکہ محنت کی برق گرتی ہے تو نخلِ علم لہرا ہوتا ہے۔ محنت ہی واحد چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ اجر ضائع نہیں کرتا اس لئے کہا گیا کہ

ہوتا ہے مگر محنت پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ زمیں سے گردوں دور نہیں ہے

حضور شیخ الحدیث وقت کی قدر کرتے تھے اور وقت کی اس قدر روانی اور محنت و مطالعہ کے اس جذبہ کی ہی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جس کا اندازہ کرنا محال ہے پھر ان کے شوق کے جذبہ تاباں کو زندگی کی کسی منزل کی چلتی شادابی یا عہد کے کسی مرحلہ کی گزری جوانی سے گہن نہیں لگا وہ جذبہ جیسا جواں تھا زندگی بھر ایسا ہی تاباں رہا اور ضعف و پیری کے بدلتے تیور کسی طرح اس پر اثر انداز نہ ہو سکے آپ کے شوق و ذوق کا اندازہ کرنا عامی عقول سے ماورا ہے کیا خوب کہا گیا۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

یوں تو اللہ تعالیٰ نے قبلہ مفتی اعظم پاکستان کو غیر متناہی خصائص اور کمالات عطا کر رکھے

تھے اس مخزن علمی کے بارے میں خراج عقیدت کے اظہار کی اس سے بہتر تعبیر اور کیا ہو سکتی ہے۔

موسم گل میں پوچھتے ہو کیا حال تم اس دیوانے کا
جس نے ایک ہی گل کے اندر سارا گلستاں دیکھا ہو

لیکن شیخ الحدیث ہونا آپ کا خاصہ لازمہ شاملہ تھا اگر اکابرین میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ بدرالدین عینی جیسے عظیم محدث حدیث کے جواہر بکھیرتے نظر آتے ہیں تو متاخرین میں محدث اعظم پاکستان سردار احمد قادری نوراللہ مرقدہ کے باغ کے پھول ہمیشہ ہرے بھرے اور سرسبز وشاداب نظر آئیں گے۔ حضور قبلہ مفتی اعظم محدث اعظم اور سید ابوالبرکات جیسی عظیم ہستیوں سے حدیث شریف پڑھ کر ان کی تصویر نظر آتے تھے آپ ترمذی شریف اور مسلم شریف پڑھاتے ہوئے دیو بندیت، وہابیت اور مرزائیت اور مذاہب باطلہ، اہل تشیع، چکڑالوی اور دیگر وقت کے معتزلہ کا بڑی سختی سے رد کرتے۔

ایک دن پوچھا گیا کہ حضور والا کیا ہمارے اکابر بھی درس حدیث میں مذاہب باطلہ کا اتنی ہی شدت سے رد کیا کرتے تھے آپ ارشاد فرمانے لگے نہیں نہیں! بلکہ اس سے کہیں درجے وہ سخت فرماتے، ہم پر تو آج کل ہر مذہب زنگ چڑھانے کی اور ایمان خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور آپ حدیث سے استدلال متکلم طریقے سے کرتے اور ایک حدیث سے نوع بنوع مسائل کا استنباط کرتے اور آخر میں جب چہرۂ انور پر جلال نظر آتا تو فرماتے۔ ان الوھابیۃقوم لا یعقلون۔

اور شیخ الحدیث کی تمام شرائط آپ میں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی تھیں مثلاً فقیہ ہونا، اکثر احادیث کا یاد ہونا وغیرہ، راقم نے ترمذی ومسلم آپ سے پڑھی تھیں یادگار کے طور پر چند اقتباس۔

استنباط مسائل میں اپنی مثال آپ:

1 مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۰ باب اثبات خوض النبی ﷺ پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت موجود ہے۔ جس میں آقا ﷺ کے اختیارات کا بیان ہوا، اس کے بعد آخر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ واللہ ما اخاف علیکم ان یشرکوا بعدی: ترجمہ: قسم بخدا مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، یہ حدیث بیان کرنے کے بعد قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ آج کل دیو بندیوں، وہابیوں کا بات

بات پر اعلیٰ حضرت اور پاک ہستیوں پر شرک کی مشین لگانا غلط ہے۔

2 مسلم شریف ج ۲ ص ۵۲، ۵۱، باب صحبۃ الممالیک۔

حضرت ابراہیم التیمی اپنے والد سے وہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے وہ کہہ رہا تھا اعوذ باللہ پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا پھر کہا اعوذ برسول اللہ پھر انہوں نے مارنا بند کر دیا۔

استدلال: خدا کا پکڑنا محمد چھڑائے، فرمایا وہابیہ کا کہنا یہ جملہ شرکیہ ہے یہ اس کا رد ہے کہ صحابی رسول نے جیسا محبوب کا واسطہ دیا تو چھوڑ دیا گیا اسی طرح حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیر کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا واسطہ دینا۔

حدیث میں تطبیق کی مثال

1 مسلم شریف ج ۲ ص ۳۱ باب تحریم الاحتکار فی الاقوت: حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ معمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے احتکار کیا، وہ خطا کرنے والا ہے۔ حضرت سعید سے کہا گیا کہ آپ تو احتکار کرتے ہیں تو حضرت سعید نے اسے کہا کہ معمر وہ شخص تھا جو حدیث بیان کرتا تھا، احتکار بھی کرتا تھا۔

تطبیق: ۔ جب بظاہر حدیث میں تعارض معلوم ہوا تو قبلہ مفتی صاحب نے اصول حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ راوی کا قول جب عمل کے خلاف ہو تو وہ حدیث یا تو مؤول ہوگی یا منسوخ ہوگی، یہاں دوسرا احتمال تو باطل ہے البتہ تاویل ہوگی کہ احتکار مطلق منع نہیں ہوگا بلکہ اس وقت منع ہوگا جیسا کہ مارکیٹ میں قلت پیدا ہوئی ہو ورنہ اس کی ملکیت ہے، جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

2 مسلم شریف ج ۲ ص ۶۴ باب حد السرقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس چور پر لعنت ہو جو انڈہ چوری کرتا ہے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا حالانکہ باقی روایات اس کے مخالف ہیں تو اس کی تطبیق یوں ہوگی۔

یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہ ہوگی لہٰذا مؤول ہوگی کہ حضور نے بطور زجر وتوبیخ ارشاد فرمایا ورنہ حد بندی میں یہ کسی امام کا مذہب نہیں۔

فن اسماء الرجال میں قبلہ شیخ الحدیث کا کمال:۔

1 جامع الترمذی ج ا ص ۵ باب ماجاء ان النبی ﷺ کان اذا اراد الحاجۃ ابعد فی المذہب۔

بظاہر امام ترمذی کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی مجہول ہے اور مجہول کی روایت مقبول نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا کہ اس اعتراض کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں۔

جواب نمبرا:۔ مجہول راوی کی روایت کے عدم قبولیت کا تعلق خیر القرون کے بعد کا زمانہ کے ساتھ متعلق ہے صحابہ تو سارے عادل تھے۔

جواب نمبر۲:۔ رجل من اصحاب النبی ﷺ سند کے مجہول کے متعلق نہیں بلکہ سند کے اثبات کے لئے ہے کیونکہ اصل سند تو پہلے بیان ہو چکی ہے۔

2 نحوی مسئلہ پر اعتراض کا جواب:۔

جامع ترمذی ص ۳ باب ماجاء ان مفتاح الصلوۃ الطہور، حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کا تحریمہ تکبیر ہے اور نماز سے نکلنا سلام کے ذریعے ہے۔

اس مقام پر مفتی صاحب نے احناف پر نحوی اعتبار سے وارد ہونے والے اعتراض کو اٹھا کر احسن طریقے سے احناف کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا۔

اعتراض: مبتدا خبر جب معرفہ ہوں تو اس وقت وہ حصر کا فائدہ دیتے ہیں لہذا اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے لئے صرف تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے افتتاح ہوگا حالانکہ کتب احناف میں مذکور ہے کہ اللہ اکبر کے علاوہ اللہ اجل، اللہ رحمن، اللہ الکبیر وغیرہ کلمات سے تکبیر تحریمہ ادا ہو جاتی ہے۔

جوابات

(۱) مبتدا خبر والا ضابطہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اکثریہ ہے۔ (۲) خبر اضافی ہے حقیقی نہیں۔

(۳): خبر واحد ظنی الثبوت و ذکر اسم

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان نمبر
مجلہ النظامیہ، لاہور

مفتی صاحب کا وصال......اور ہمارا حال

مولانا غلام نصیر الدین چشتی، معلم جامعہ نعیمیہ، لاہور

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام.

(الرحمن ۲۶، ۲۷)

ترجمہ:'' زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہونا ہے۔ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات، عظمت اور بزرگی والا۔

مہر علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی
دائم قائم ذات خدا دی

سیدنا حضرت نصیر فرماتے ہیں

نے موج نے قطرہ و نے یم خواہد ماند
نے تاج و سریر نے حشم خواہد ماند
آخر پس ہا و ہوئے این بزم و جود!
خاموشی صحرائے عدم خواہد ماند

☆ قدیم ادب عربی کی کتب میں قس بن ساعدہ الایادی کا ایک خطبہ جو اس نے طائف میں عکاظ کے میلہ میں دیا تھا موجود ہے حضور اکرم ﷺ کا ابتدائی دور تھا آپ بھی تشریف لے گئے اور جب قس بن ساعدہ نے خطاب شروع کیا تو حضور اکرم ﷺ سامعین میں تشریف فرما تھے۔

(یاد رہے آپ ﷺ نے اس کے لئے رحم اللہ قسا کے الفاظ بھی فرماتے تھے اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا،

'' ان من البیان لسحرا''۔ ''بعض بیانوں میں جادو ہوتا ہے''۔

"قس دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

" ایہا الناس ا سمعوا و وعوا، انہ من عاش مات و من مات فات و کل ما ھو آتٍ آتٍ . لیل داج والنھار ساج. والسماء ذات ابراج ،ونجوم تزھر، وابحار تزخر، وجبال مُرساۃ،وارض مدحاۃ،والنھار مجراۃ، ان فی السماء لخبراً وان فی الارض لعبراً. مابال الناس یذھبون ولایرجعون؟ أرضوا فاقاموا ،أم ترکوا فناموا؟ یا معشرا لأیادأین الآباء والأجداد وأین الفراعنۃ الشداد؟ الم یکونوا اکثر منکم مالاً واطول اجالاً طحنھم الدھر بکلکلۃ و مزقھم بتطاولۃ.

اے لوگو! سنو اور یاد رکھو جو زندہ ہے وہ مرے گا جو مرے گا وہ دنیا سے چلا جائے گا، جو کچھ ہونے والا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا، یہ تاریک رات، یہ روشن دن، یہ بُرجوں والا آسمان، یہ چمکتے تارے، یہ موجیں مارنے والے سمندر، یہ جمے ہوئے پہاڑ، یہ پھیلی ہوئی زمین، یہ بہتے ہوئے دریا شاہد ہیں کہ یقیناً آسمان میں کوئی خاص قوت ہے اور زمین میں عبرتیں ہیں آخر یہ لوگ کہاں چلے جاتے ہیں کہ وہاں سے پھر واپس نہیں آتے، کیا وہاں رہنے پر رضا مند ہو گئے؟ یا پھر دنیا چھوڑ کر سو گئے؟ اے خاندان ایاد! تمہارے آباء و اجداد کدھر گئے؟ ان ظالم فرعونوں کا کیا حشر ہوا؟ کیا مال و دولت میں وہ ہم سے بڑھ چڑھ کر نہ تھے؟ کیا ان کی عمریں تمہاری عمروں سے زیادہ لمبی نہیں ہوتی تھیں؟ زمانہ نے سب کو حوادث کی چکی میں پیس ڈالا اور ان کی جمعیتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔

ابن ماجہ کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں سب سے زیادہ دانا اور زیرک وہ مسلمان ہے جو موت کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے اور جو لوگ موت کے مابعد کے لئے سب سے اچھی تیاری کرنے والے ہیں وہی دانا اور سمجھدار ہیں۔ ذوق کا یہ شعر اہل ذوق کے لئے۔

کیا وہ جینا؟ جس میں ہو کوشش نہ دیں کے واسطے
واسطے واں کے بھی کچھ؟ یا سب یہیں کے واسطے

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے جس میں حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے دو تہائی حصے گزر جاتے تو اٹھتے اور فرماتے اے لوگو اللہ کو یاد کرو، ہلا دینے

والی چیز آن پہنچی جس سے متصل پیچھے آنے والی آ پہنچی، موت آ پہنچی، موت آ پہنچی مع ان تکالیف کے جو اس میں ہیں"۔۔۔۔ موت ہر شخص کی قیامت صغریٰ ہے اور بڑی قیامت کا سگنل، مطلب یہ کہ موت سر پر کھڑی ہے اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔ مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

اچھے جو کام کرنے ہیں کر لو۔۔۔ جان اپنی نہیں پرائی ہے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں۔

اوترے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

آج 7.9.2003 حضرت مفتی اعظم پاکستان کی یاد میں جامعہ نعیمیہ میں منعقدہ تقریب میں مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی فرما رہے تھے۔

کام کرنے کے بہت زیادہ ہیں اور وقت ہمارے پاس کم ہے ایک لمحہ بھی اگر ہم نے ضائع کر دیا تو یہ وہی۔

لمحوں نے خطا کی تھی..... صدیوں نے سزا پائی   والا معاملہ ہو گا۔

وقت کی قدر و قیمت سے آگاہ کسی بزرگ کا قول ہے اور ہمارے استاذ گرامی استاذ العلماء حضرت مفتی اعظم پاکستان دامت برکاتہم العالیہ جس کی عملی تفسیر تھے کہ

خفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سال راہم دور شد

میں جھکا کہ پاؤں سے کانٹا نکال لوں، سواری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی فقط گھڑی بھر کی غفلت برتنے سے منزل سو سال مجھ سے دور ہو گئی۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نہ خود غفلت کو اپنے قریب پھٹکنے دیتے اور نہ اپنے "سنگیوں" اور شاگردوں کو غفلت برتتے ہوئے دیکھنا پسند فرماتے۔ ان کی ایک ہی ہدایت ہوتی کہ مولانا! بیٹا جی!

کارکن　کار　بگور　از　گفتار

کاندریں　راہ　کار　باید　کار

اسی لئے آپ اپنے شاگرد علماء کے لئے درس وتدریس کے بجائے خلوت گزینی کو سخت ناپسند فرماتے اور ایک عالم اور مدرس کے حق میں گوشہ نشینی کو سم قاتل قرار دیتے تھے اور اگر کسی مدرس اور عالم دین کے بارے درس وتدریس چھوڑ کر پیری مریدی کی طرف اس کے انتقال فرما جانے کا سنتے تو انا للہ پڑھتے اور پھر اس کی سوچ اور سہل پسندی پر ''اف'' کہہ کر افسوس کا اظہار فرماتے۔ پھر اپنے طلباء کو استقامت اختیار کرنے اور دین کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے جھیلنے اور سہنے کی تلقین کرتے اور فرماتے آپ ورثۃ الانبیاء (علیھم السلام) ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے وارث ہیں اور پھر فرماتے۔ مولوی کو اپنے آقا ﷺ کی زندگی اور آپ کی سیرت سامنے رکھتے ہوئے ابتداء میں کم از کم تیرہ سالہ حضور پاک ﷺ کی مکی زندگی کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے گویا کہ یہ مشکلات اور ابتلاء و آزمائش علماء کو نبی پاک ﷺ کی وراثت اور سنت سمجھ کر برداشت کرنی چاہئیں علماء اور مدرسین کے لئے فتوحات اور سہولیات تئیس سال مکمل ہونے پر آخر میں نصیب ہوتی ہیں اس لئے علماء کو ابتدائی تیرہ سال سخت سے سخت مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہونا چاہیے ورنہ شروع میں اگر مدرس، عالم، خطیب اور دین کے خادم صاحب آرام، سہولیات اور فتوحات کی آس لگا بیٹھیں گے تو پھر دین کا کام کرنا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا اور آس پوری نہ ہونے پر وہ آغاز شباب میں ہی من ایاس کو پہنچ جائیں گے۔

علماء کی خلوت گزینی کے موضوع پر حضرت مولانا جامی کا شعر ہے وہ فرماتے ہیں۔

زاہد　نہ　داشت　تاب　جمال　پری　رُخاں

کنجے　گرفت　و　یاد　خدا　را　بہانہ　ساخت

دیکھو مولانا جامی علیہ الرحمہ کتنے بڑے بزرگ تھے لیکن وہ محقق، مدرس اور مصنف تھے، پیر جماعت علی شاہ محدث، حضرت پیر مہر علی شاہ کتنے بڑے بزرگ لیکن وہ بنیادی طور پر مدرس، مفتی، مصنف، محقق تھے۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب نے نہایت جفاکشانہ اور ''عمل پیہم'' سے عبارت زندگی ''ہنڈائی'' ہے۔ سگوں زندگی وی ساری زندگی یاد رکھے گی کہ میں تاں انہاں سرکاراں نوں مولوی جی سمجھ کے انہاں نال دل لا بیٹھی سی، مینوں کی پتہ سی اے سرکار ہوری تاں حلوے کھان کھلون والے مولوی صاحب نہیں۔ سگوں مینوں پنجابی پا کے تے اوہ واہیا تے ونجیا کہ پنج پنج کے میریاں چیکاں کڈھا دتیاں۔ یعنی مفتی صاحب نے زندگی نوں وی ساری زندگی ''وخت'' پائی رکھیا، جیکن ہن زندگی وی ناز کردی اے کہ بھئی میں چنگی ای رہ گئی آں کیوں جے مفتی صاحب ہوراں زندگی دی زندگی سوار دتی اے پہلاں پہلاں تاں زندگی روندی ہندی سی تے ہن تاں او جنت دے محلاں وچ رہندی آ بھاگ سڑی دے بھاگ جگ گئے نے موت زندگی نوں کہندی اے چل نیں چل وڈی زندہ بنی پھردی ایں تے نالے ساڈے مفتی صاحب سرکاراں نوں تو کہنی ایں مر گئے نیں مری تاں زندگیے توں ایں سرکار مفتی صاحب تے وصال فرما کے تہاڈے توں اوہلے ہوئے نیں کہاں توں وہلے ہو کے میت دے منڈھ دوکھن والے پاسے باغ وچ تہاڈیاں نظراں توں لک چھپ کے سوں گئے نیں (نم کنومۃ العروس) نویں وہٹی وانگ سو جاؤ ایہہ پر گلی گلی دے ستے وی نہ سمجھ لینا اللہ پاک نے انہاں دیاں نظراں پہلے توں بھی بہتیاں تیز کر دتیاں آں۔ چیتا نہ بھلونا جے کسے نے مفتی صاحب دے لاہور والے یا شیخوپورہ والے مدرسے وچ کوئی خرابی کرن دی کوشش کیتی تے فیر تہاڈی خیر نیں۔''

اوہ میں کدھر جالندھر جا وڑیاں...... میں تو بات کر رہا تھا اپنے پیارے استاذ گرامی کی جفاکش زندگی کی، آپ کی بسر کردہ زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ

لا تحسب المجد تمرا انت آکله

لن تبلغ المجد حتی تلعق الصبرا

مجد اور بزرگی کو کھجور نہ سمجھ لو کہ اٹھائی اور منہ میں رکھ لی اور ہپ ہپ کھانے لگ گئے

بزرگی اور شرف تک رسائی تو ہرگز حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ تو "ایلوا" کو نہیں چکھ لیتا۔ مفتی صاحب بندے کو پہلے تو تحے کھلواتے تھے اور گڑ تھوڑا سا بعد میں کھانے کو دیتے تھے، مفتی صاحب کے دو ذائقے تھے اور آپ کے یہ دونوں مزے ہم سب نے خوب چکھے ہیں۔

وله طعمان اری و شری　　　　و کلا الطعمین قد ذاق کل

ان کے میٹھے اور کڑوے دو ذائقے تھے اور ہر ایک نے دونوں مزے چکھے ہیں۔

ایک عالم کی موت پر ایک عالم کیوں روتا ہے؟

علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں سابقہ امتوں میں جب کسی نبی اور رسول کا انتقال ہو جاتا تو ان کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرے نبی اور رسول کو مبعوث فرما دیتے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرتے لیکن اس امت محمدیہ کا معاملہ امم سابقہ سے یکسر مختلف ہے کہ ہمارے نبی مکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول اور نبی نہیں آنا ہے اب یہ فریضہ تبلیغ علماء امت کے سپرد ہے کہ وہ نبی کی دی ہوئی شریعت کے احکام لوگوں تک پہنچائیں اور وہ پہنچاتے ہیں۔

علماء کی مثال ایسے ہے جس طرح زمین کے لئے سورج ہے اور اجسام کے لئے عافیت اور تندرستی ہے اور جس طرح تارے آسمان پر ہیں اور آسمان کی زینت ہیں اور شیاطین کو بھگانے کے لئے سنگباری کا کام دیتے اور یہ تارے سرچشمہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔ علامات اور نشان راہ ہیں کہ ان کے ذریعے سے راستے معلوم کئے جاتے ہیں تو یہ علماء بھی اسی طرح ہیں کہ علماء زمین کے تارے ہیں اور زمین کی زینت اور جھومر ہیں دوسرا نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اور تیسرا وہ سرچشمہ ہدایت ہیں جس کے ذریعے جہالت کی تاریکیوں میں اور ضلالت و گمراہی کے حیرت زا بیابانوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے۔

چوتھا یہ کہ عقائد صحیحہ کی ان کے ذریعے پہچان حاصل ہوتی ہے۔ اور حلال وحرام کا پتہ

چلتا ہے، حق و باطل میں فرق واضح ہو جاتا ہے، علماء بھی آسمانی تاروں کی طرح زمین کے شیطانوں کے لئے سنگریزے ہیں۔

بعض اہل دانش کا کہنا ہے کہ سورج (دھوپ) پانی اور تندرستی اور عافیت کا تو عوض اور متبادل موجود ہے لیکن علماء دنیا کی ایسی ضرورت ہیں کہ ان کا کوئی متبادل نہیں ہے، علماء سے محبت کسی دنیوی امر کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ ان کو یہ مقام محبوبیت محض اس علم شریعت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو سید العلوم علی الاطلاق ہے کیونکہ یہ نبیوں کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء کرام دنیوی مال کا کسی کو وارث نہیں بناتے ان کی وراثت، علم شریعت ہوتا ہے اسی لئے علماء ناصحین فقہاء محققین، ائمہ مصلحین، معلمین راسخین، مبلغین صادقین کی موت پر دل غمگین، افسردہ اور رنجیدہ ہوتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

لعمرک ما الرزية فقد مال　　　　ولا فرس يموت و لا بعير

و لكن الرزية فقد شيخ　　　　يموت بموته خلق كثير

تیری زندگی کی قسم! مال مویشیوں کی ہلاکت کوئی بڑی مصیبت نہیں ہوتی، لیکن کسی بزرگ عالم دین کی موت بڑی مصیبت ہوتی ہے کیونکہ اس کی موت سے کثیر مخلوق موت اور ہلاکت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ ایک شاعر بہت اچھی بات کہہ گیا۔

وماكان قيس هلكه هلك واحد　　　　و لكنه بنيان قوم تهدما

قیس کی موت فقط ایک فرد کی موت نہیں ہے، وہ تو ایک قوم کا ایک قلعہ تھا جس کے منہدم ہونے سے پوری قوم اور ملت بظاہر غیر محفوظ ہوگئی ہے۔

استاذیم حضرت قبلہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب فرما رہے تھے کہ حضرت مفتی صاحب کی وفات نے بھی "قوم کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے"

آسمان کو بھی رلایا زمین کو بھی، آپ کے جنازے کے وقت تو آسمان بھی رو رہا تھا اور زمین والے بھی کیا اصاغر اور کیا اکابر سب کی ...... آنکھیں اشکبار تھیں اور خصوصاً مجھ سے اپنے

برادر عزیز ''کاکا'' زید علمہ وعملہ وسلمہ ربہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی، میری طرح ہر کوئی کہہ رہا تھا،

بگذار تا بگریم چوں ابر نو بہاراں
کز سنگ نالہ خیزد وقت وداع یاراں

خسرو علیہ الرحمہ

چھوڑ دو تاکہ ہم بہار کے بادلوں کی طرح رولیں کیوں کہ
پیاروں کے وداع ہونے کے وقت تو پتھر بھی رو پڑتے ہیں

علماء ومشائخ اور آپ کے افاضل شاگرد بھی کے ہوش اڑے ہوئے تھے کہ کوئی جنازگاہ میں اعلان کرتا ہے، حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا تشریف لا چکے ہیں ۔(جب حضرت قبلہ نورانی صاحب تشریف لائے تو) اور ایک دوسرے صاحب، ایک مقرر کو اظہار خیال کے لئے دعوت دیتے ہوئے گویا ہوئے فلاں صاحب مائیک پر تشریف لائیں اور اپنے اظہارات کا خیال فرمائیں'' یہ سب کچھ کیا تھا؟ اصل میں مفتی صاحب اتنا اچانک چل دیے کہ لفظ اچانک کا بھی ''اچانک وڈھ کے'' تے اوہ گئے تے او گئے'' اچانک نوں بھی دس گئے بھئی ذرا تیز ہوجا'' جے توں ساڈے نال چلناا ے ۔

لا پرتاں دے دلاسے او گئے
او گئے اور دل دے جانی او گئے

تھوڑا سا وقت ہمارے ساتھ!

میرے طالب ساتھیو! اس سانحہ ارتحال کے فطری اور طبعی اثرات کے ساتھ ہمیں کچھ اور باتیں بھی سامنے رکھنی ہیں چند لمحات کے لئے میرے ساتھ رہیے ۔

وقفہ اولیٰ...... بے شک لوگوں پر موت کا آنا سنت جاریہ ہے۔ اور قانون قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت، (آل عمران،۱۸۵)

''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے''۔

ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات صرف اللہ پاک کی ہے۔ "هو الحی القیوم" یعنی جو قیوم ہے وہ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور جو بھی عبد القیوم ہوتا ہے اس نے تو کل من علیها فان اور کل نفس ذائقة الموت " کی سنت جاریہ اور مشیت الٰہیہ کے مطابق انجام کار فنا ہونا ہے۔

اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں کے لئے تعزیت اور تسلی ہے کہ اس کائنات میں سب نے فنا کے گھاٹ اترنا ہے دائمی بقا اور ہمیشہ کی زندگی صرف ایک ذات یکتا کو سزاوار ہے۔

وقفہ ثانیہ: اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود حافظ ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ (انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون) (الحجر:۹) ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہر دور میں کتنے عالم فوت ہو گئے! کتنے امام وقت، فقیہ زمان دفن ہو گئے بلکہ خود نبی اکرم ﷺ پر بھی موت آئی اور آپ ہماری چشم عالم سے چھپ گئے اور اللہ تعالیٰ کا دین باقی ہے اور باقی رہے گا، آپ ﷺ نے جب اپنے رب کا پیغام کامل صورت میں پہنچا دیا تو آپ واپس اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد دین حق کا جھنڈا اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے والے رجال دین اور علماء حق کے ہاتھوں بلند رہا، بلکہ قرآن مجید میں یہ حکم آیا کہ

(وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزى الله الشاكرين.) (آل عمران،۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ " والأدیان لا تزول بموت الأنبیاء " .

انبیاءکرام علیہم السلام کی موت سے دین ختم نہیں ہوتا"۔ ذرا سوچیں اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی موت سے دین ختم نہیں ہوتا تو علماء دین کی موت سے بدرجۂ اولیٰ دین پر زوال نہیں آ سکتا بشرطیکہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ان اکابر علماء حق نے اپنی زندگی میں دین کو پھیلانے کے لئے رجال دین کی ایک بہترین جماعت تیار کردی ہو جو ان کے قائم مقام، جاری مجرائے صحیح، خلفائے راشدین اور صحیح و مخلص جانشین ثابت ہو سکیں۔" اور الحمد للہ! ہمارے استاذ گرامی حضرت مفتی صاحب نے کثیر تعداد میں مدرسین، مصنفین، محققین مترجمین اہل علم کی جماعت اپنے وصال سے پہلے اپنی جانشینی اور نیابت کے لئے تیار فرمادی تھی، جو آپ کے تلامذہ کی فہرست پر نظر ڈال کر معلوم کی جا سکتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ

هل تكفى الدموع و الأحزان؟ هل يكفى العزاء و الكلام؟

کیا صرف رو دھو لینے، آنسو بہانے لینے، تعزیتی تقریبات منعقد کر کے تقریریں اور باتیں کر کے ہم سبکدوش ہو گئے؟ بالکل نہیں بلکہ جس طرح ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم علماء حق کے ساتھ محبت کا اظہار کریں ان کی خدمت کریں ان کا احترام واکرام کریں اسی طرح ہم پر یہ بھی واجب ہوتا ہے کہ ہم ان اسلاف کرام کا ایسا طرز زندگی اختیار کریں ان کے نقش قدم پر چلیں کتاب وسنت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط کریں تاکہ ہمیں یہ توفیق نصیب ہو کہ جہاں ہم

"اولئک آبائی فجئنی بمثلهم" کا فلک شگاف نعرہ بلند کریں وہاں ہم پہلوں کی طرح یہ کہنے کی ہمت اور توفیق سے بھی بہرہ ور ہوں اور پورے اعتماد سے کہہ سکیں۔

اذا مات منّا سيّد قام سيّد قؤول لأفعال الكرام فعول

ایک آخری بات

حضرات گرامی اور میرے معزز طالب علم ساتھیو!

اس غم آلود فضا میں مجھے ایک بات عرض کرنی ہے جس سے عموماً صرف نظر اور غفلت

برتی جاتی ہے، وہ گزارش یہ ہے کہ ہمارے شیوخ عظام اور علماء کرام آخرت کی طرف سفر کر جاتے ہیں، ان کی رحلت ان شاء اللہ العزیز خیر کی طرف ہے لیکن ان کے بعد طالب علموں کا اور نوجوان علماء و اخلاف کا عمل و کردار کیا ہونا چاہیے ان کی اب ذمہ داریاں کیا بنتی ہیں۔ ایک دو باتیں عرض کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب ساتھیوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔

1 ہمارے بلاد کی یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ للہ الحمد ان میں اہل علم کی کمی نہیں ہے جو علم و فضل، عمل و تقویٰ اور حسن عقیدہ و مسلک کی برکتوں سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور حسن مسلک میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور جادۂ حق پر ان کو ثابت قدم رکھے اور ہمیں دنیا میں زہد اور "ما عند اللہ" میں رغبت اور دین کے لئے اخلاص وللّٰہیت کی دولت نصیب فرمائے۔ زمانہ موجود اور عصر حاضر کے ایک عرب عالم فضیلۃ الشیخ علامہ خالد بن محمد زریقی نے "دور شباب الأمة عند فقد علماء ها" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے چند باتیں لکھی ہیں جو سعودی عرب سے نکلنے والے عربی مجلہ الدعوۃ میں چھپی ہیں ایک دو باتیں پیش خدمت ہیں وہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: (۱) انسان اس وقت بڑا خوش ہوتا ہے اور اس کو نہایت فرحت ہوتی ہے جب وہ دیکھتا ہے علماء امت میں سے ایک جلیل القدر عالم دین کے انتقال کے موقع پر اس کے جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہے اور اس میں رشتہ داروں، دوستوں، عامۃ الناس کے علاوہ علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد بھی خشوع و خضوع سے لبریز قلوب، اشکبار آنکھوں، دعائے مغفرت کرتی زبانوں اور رحلت فرمانے والے کے بلندی درجات کے لئے دعا میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ شریک جنازہ ہے۔ اور انسان یہ دیکھ کر فرحت محسوس کرنے لگتا ہے جملہ مشائخ کرام اور علماء عظام کندھے سے کندھا ملائے باہم "لحمک لحمي جسمک جسمي" ہوئے۔ باہمی تناصر، تآزر، تراحم کے اوصاف سے متصف چل رہے ہیں اور وہ دعا کرنے لگتا ہے۔

اللهم الف على الحق قلوب المسلمين واجمع ذات بينهم واهدهم سبل السلام. لیکن یہاں مشکل یہ ہے کہ یہ تمام ترتآزر، تکاتف، تلاحم، وتراحم اور ان کا جم غفیر

سب وقتی ثابت ہوتا ہے اور صرف چند دن گزرنے کے بعد اپنے اسی روایتی کسل وذھول کی طرف عود کر جاتا ہے جب کہ لازم یہ ہے اور ضرورت وحاجت اس امر کی ہے کہ علماء ومشائخ بلند ہمتی اولو العزمی اجتماعی جہود ومساعی کے جذبہ کے ساتھ ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملا کر تختے روپے پوٹڑے ،ڈالرے ریال ایسے کاموں میں جس میں امت مسلمہ کی بھلائی ہو اور اس کی عزت وعظمت رفتہ کی بحالی کا سامان میسّر ہو سکے ان کو آپس میں دست تعاون اس طرح بڑھانا چاہیے جس طرح بیعت فرمانے کے لئے اور مریدین کرام کے نذرانہ عقیدت کو شرف قبولیت بخشنے وقت بڑھتے ہیں ۔فالی اللہ اشکو وھو المستعان.

2 دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا اعتماد اور بھروسہ رہنا چاہیے نیک شگونی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل ،وثوق اور حسنِ ظن رکھنا چاہیے امت مسلمہ میں الحمد للہ علماء وفضلاء اور مضبوط عقیدہ کے حامل مبلغین کی ہمیشہ سے کمی نہیں رہی اور نہ ہوگی ۔بس ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم لنگوٹ کس لیں اور آستینیں چڑھالیں اور پوری مستعدی کے ساتھ باقی ماندہ علماء کی طرف رخ کر لیں اور علم وفضل کے ان میٹھے اور شیریں چشموں سے سیرابی حاصل کریں، علم وحکمت کے ان نجوم وشموس سے روشنی پائیں اور اپنے اذہان وقلوب کو منور کریں ان سے مشورہ لیں اور ان کے ساتھ ایک طالب کے آداب کے ساتھ پیش آئیں ۔لوگوں کو کھانے پینے اور سونے سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر حاجت ہے ۔ان علماء کرام کی صحبت میں بیٹھ کر ان سے استفادہ کرنے کی۔

ہمیں ہر علمی کام اور دعوتی عمل باہمی مشاورت سے کرنا چاہیے ۔آپس میں الفت ومحبت اور دینی کاموں میں خلوص وللّٰہیت سے للہ فی اللہ تعاون ہونا چاہیے اور علماء سے محبت وعقیدت کا اظہار ان کے وصال فرمانے کے بعد شروع نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کے کوچ کرنے سے بلکہ بچھڑ نکلنے سے بھی پہلے شروع ہو جانا چاہیے ۔.............مگر وہی نصیر کا قول نصیر ہے کہ۔

جیتے جی قدر بشر کی ہوتی نہیں پیارے !
یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد

ھذا و اسأل اللہ سبحانہ وتعالیٰ بمنّہ و کرمہ وجودہ و احسانہ و فضلہ أن یتغمد علمائنا بواسع رحمتہ واسکنھم بحبوحۃ جنانہ ونسأل اللہ رب العرش العظیم بأسمائہ الحسنیٰ وصفاتہ العلیٰ أن یغفر لأستاذ نا الکریم فضیلۃ الشیخ حضرت العلام المفتی محمد عبدالقیوم ھزاروی قدس سرہٗ و ان یجمعنا بہ فی جنات النعیم وأن یجعل الإنتفاع بعلم الشیخ مستمراً غیر منقطع وان یوفق اولادہ واحفادہ الصلبیۃ والروحانیہ لخدمت الاسلام والمسلمین وندعوا اللہ تعالیٰ ان یؤلف علی الحق قلوب المسلمین اھل السنۃ والجماعۃ ویجمع ذات بینھم و یھدیھم سبل السلام انہ ولیٌّ ذلک والقادر علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ،نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

اور اے اللہ ہمیں 21 ستمبر کو ختم بخاری شریف کے مبارک موقع پر صبر جمیل عطا فرمانا جب ہمارے سب کے استاد قبلہ حضرت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب یا شیخ الحدیث علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب یا حضرت تابش صاحب ہمارے صبروں کے بندھ یہ کہہ کر توڑیں گے اور اعلان کرینگے، معزز مشائخ، علماء اور عزیز طلب! اس سال ختم بخاری شریف اور عرس حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ میں حسب سابق بلکہ اس سے بھی بڑھ کر رش ہے تزک واحتشام ہے ہجوم واژدھام ہے حضرت مفتی صاحب کے روحانی تصرف کی وجہ سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی.............کہ

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو اسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

نصیر

☆☆☆☆☆☆☆

کاروانِ عشق و مستی را امیر

حافظ خادم حسین رضوی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مضت القرون و ما اتین بمثله

و لقد اتی فعجزن عن نظراٰئه

زمانے گذرے لیکن وہ ان جیسا نہ لا سکے اور اگر کوئی آیا تو وہ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز رہے۔

جن عظیم رجال کے لئے متنبّی نے مذکورہ بالا شعر کہا انہیں میں سے سرمایہ ملک و ملت مفتی اعظم استاذی سیدی وسندی قبلہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ستودہ صفات بھی تھی۔

جب اباحیت کو جدت کے نام سے اور صلح کلیت کو ''وسیع الظرفی'' کے عنوان سے معنون کیا جا رہا تھا تو آپ کی ہمہ جہت شخصیت اہل حق کے لئے مینارۂ نور اور باطل کے مقابلہ میں مضبوط چٹان کا کام دے رہی تھی۔

اسی طرح جب دین کے نام پر حاصل کئے جانے والے عطیات کو مغربی تعلیم پر پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس میں دینی تعلیم کو ثانوی حیثیت اور مغربی تعلیم کو ترقی و عروج کا زینہ قرار دے کر اولیت دی جا رہی تھی تو دینی مدارس کے تابناک مستقبل کے لئے آپ کی شخصیت امید کی ایک کرن تھی۔

شمع کشتہ کو جلا سکتی ہے موجِ نفس انکی

الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

جس پُرفتن دور میں قرب شاہی کو سب سے بڑا اعزاز سمجھا جانے لگا ہو اور لوگ شاہوں کے دربار سے واپس آ کر حکمرانوں کی شناسائی کو ایسے انداز سے بیان کریں جیسے انہیں مقصدِ

حیات مل گیا ہو۔ اس دور میں بھی اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے والے مردِ حق حضرت قبلہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ الابرار تھے۔

فقر را تا ذوقِ عریانی نماند

آں جلال اندر مسلمانی نماند

بگذار فقرے کہ عریانی دہد

خنک آں فقرے کہ سلطانی دہد

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد امت مسلمہ کو جس عظیم صدمہ سے دوچار ہونا پڑا اس کی تلافی و تدارک تو اس لئے ناممکن ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''موت العالِم ثلمه فی الاسلام لا تسد''۔ عالم ربّانی کی موت اسلام میں ایسا رخنہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

ایک دوسری حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے اسی طرح ارشاد فرمایا:

''موت العالم مصیبة لا تنجبر'' عالم ربانی کی موت ایسی مصیبت ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

لیکن قضاء و قدر کے سامنے ایک مومن کے لئے سوائے تسلیم و رضا اور صبر کے اور کون سا راستہ ہو سکتا ہے؟

اس لئے کہ جب ہمارے آقا و مولا حضور پرنور ﷺ اس ظاہری دنیا سے تشریف لے گئے جن کے لئے سب کچھ بنایا گیا ہے تو اور کس نے یہاں رہنا ہے؟

ولو کان فی الدنیا بقا لساکن — لکان رسول الله فیها مخلداً

وما احد ینجو من الموت سالماً — و سهم المنایا قد اصاب محمداً

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے توسّل سے آپ کی صلبی اور روحانی اولاد کو آپ کے مشن کے ساتھ اخلاص اور اسے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

ازقلم: حافظ محمد کاشف جمیل
متعلم جامعہ نظامیہ لاہور (درجہ خامسہ) و ناظم اشاعت مجلّہ النظامیہ لاہور

استاذ العلماء، سند الفضلاء، سرچشمۂ ہدایت، حامی سنت، ماحی بدعت، شیخ الحدیث والتفسیر، محسن اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ مقتدر علمی اور روحانی شخصیت تھے، اہل سنت وجماعت کے مقتدر اور مستند علمائے کرام میں بھی آپ ممتاز شخصیت کے حامل تھے۔

آپ کی موت نے دنیائے علم وفضل کا ایک روشن چراغ گل کر دیا، کاشانۂ اہل سنت وجماعت کی روشنیاں بجھ گئیں اور تعلیم وتدریس کا ایک درخشاں آفتاب غروب ہوگیا، آپ کی رحلت نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے تک غم واندوہ کا سامان لے کر آئی۔ آپ کے اہل خاندان، آپ کے شاگردانِ رشید، آپ کے احباب، آپ کے اربابِ کار، آپ کے حلقۂ علم کے خوشہ چین، آپ کے اعتقادی بادیہ پیما، آپ کے رفقاء وہم نوا، اور آپ کے ہزاروں، لاکھوں آشنا دل گرفتہ اور دیدۂ تر ہوکر رہ گئے۔

بوئے گل ، نالۂ دل ، دودِ چراغِ محفل
جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

آپ کے ظاہری وباطنی فیوض وبرکات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک خلقِ کثیر بہرہ مند ہوئی، ہزاروں بلکہ لاکھوں حافظ قرآن، علمائے کرام، مفتیانِ عظام، مدرس، مناظرِ اسلام، پیرانِ طریقت آپ کے خوشہ چین ہیں۔

آپ کے احوال وآثار کو جاننے والا پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ان مقدس شخصیات میں سے ہیں جن کو محبوبِ حقیقی نے روزِ اول سے اپنی

محبت کے لئے منتخب فرما کر انہیں مخلوق کے لئے وسیلۂ فیض ورحمت بنانا پسند فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے اندر وہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں جو محبوبانِ خدا کی خاص نشانی اور پہچان ہوتی ہیں۔

آپ صاحب صورت بھی تھے اور صاحب سیرت بھی، صاحب ایثار بھی تھے اور پُرخلوص بھی، شیخ القرآن بھی تھے اور شیخ التفسیر بھی، بے مثل مصلح اور مبلغ بھی تھے اور پیکرِ کردار بھی، پُر وجاہت بھی تھے اور پُر فصاحت بھی، مدرس علوم شرعیہ بھی تھے اور معلم علوم باطنیہ بھی، آپ کے چہرے پر علم کا جلال بھی تھا اور تقویٰ کا جمال بھی، بے مثال مدرس بھی تھے اور باکمال مفتی بھی، پیکرِ رشد وہدایت بھی تھے اور صاحب کشف وکرامت بھی، اپنوں کیلئے سرمایۂ راحت وسکون بھی تھے اور غیروں کے لئے سم قاتل بھی، مرکزِ علماء بھی تھے اور مرجعِ اصفیاء بھی الغرض آپ ایک جامع شخصیت تھے آپ پر یہ شعر صادق آتا ہے کہ۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

حضور سرورِ عالم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ ہے کہ اطلبو العلم من المهد الى اللحد۔ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی عملی تفسیر تھے۔ آپ نے جونہی ہوش سنبھالا اللہ تعالیٰ نے آپ کو طلبِ علمِ دین کی توفیق عطا فرمادی۔ جس کی وجہ سے آپ نے اپنے علمی سفر کا آغاز فرمادیا۔ آپ کو میدانِ افتاء وتدریس کا عظیم شاہسوار سمجھا اور جانا جاتا تھا، اور آپ کو علم وعمل کا بحرِ بے کراں جانا جاتا تھا، آپ تعلیم وتبلیغ دین میں اس قدر مصروف رہتے کہ آپ کو منبع رشد وہدایت سمجھا جاتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری زندگی علمِ دین کے تعلم اور تعلیم میں گزار دی اور ساری زندگی اس مقصد پر نثار کردی۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور کے ابتدائی دور میں آپ کو انتہائی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا مگر آفریں صد آفریں اس مردِ خود آگاہ نے آندھیوں اور جھکڑوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھا۔

ہوا ہے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

خدمتِ دین کا جذبہ آپ کو کسی پل چین نہ لینے دیتا تھا ہمہ وقت فکر ہے تو اسی خدمتِ دین کی۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی

آپ کی زندگی اور اوصافِ حمیدہ دیکھ کر بے ساختہ زبان پر علامہ اقبال کا یہ شعر آتا ہے کہ

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

آپ کی باتیں، یادیں اور علمی فیوض و برکات کو یاد کر کے میں بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ

کچھ تو چمکائے ہوئے رہتے ہیں شب کو آنسو
کچھ تیری یاد کے جگنو بھی غضب کرتے ہیں

آپ اگرچہ آج ظاہری طور پر ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن میرا ایمان ہے کہ آپ رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے کیونکہ آپ کا نام زندہ رہے گا۔

قارون ہلاک شد گرچہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نہ مرد کہ نام نکو گذاشت

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

شخصیت و کردار

از: مفتی محمد ہدایت اللہ پسروری، مہتمم جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن، ملتان

حضرت مفتی اعظم پاکستان دنیائے اہلسنت کے علم و عمل اور اخلاص کے مظہر اتم تھے، بلاشبہ وہ مفتی اعظم، استاذ، نامور، محقق، فاضل، مصنف اور فکر و عمل کے پیکر تھے۔

آپ کی زندگی کے لیل و نہار اور صبح و شام دین متین کی خدمت میں گزرے، آپ نے 1970ء کی سنی تحریک (ٹوبہ ٹیک سنگھ) ہو یا تحریک ختم نبوت 1974ء میں ہو یا 1977ء کی تحریک نظام مصطفی ﷺ ہو سنی کانفرنس ملتان ہو یا میلاد مصطفی ﷺ رائے ونڈ ہو ہر دینی و ملی تحریک میں بڑے مخلصانہ انداز سے اپنے تلامذہ اور عقیدت مندوں کے ساتھ حصہ لیا۔ اور خاموشی سے بھرپور مالی معاونت فرمائی۔

آپ کی زندگی جہد مسلسل کا نام ہے، آپ کی حیات مستعار کو بنظر غائر دیکھیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ نہ فارغ بیٹھتے اور نہ ہی اپنی ٹیم کو فارغ بیٹھنے دیتے۔

ان کا مشن ان کی تحریک کام، کام اور فقط کام تھا۔ آپ ہر آنے والے بزرگ، دوست اور عزیز کو حسب ہدایت دینی، ملی، قومی، علمی اور مسلکی کام کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے وہ خود اپنے آپ کو کبھی درس و تدریس میں، کبھی تصنیف و تالیف، میں، کبھی تنظیم المدارس کے امور میں کبھی قومی و ملی اور مسلکی معاملات میں، کبھی تعمیراتی کاموں میں اور کبھی مخالفین کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے۔ منصوبہ بندیوں میں مصروف رکھتے تھے آپ کی مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ اللہ کریم نے سرکار ابد قرار ﷺ کے تصدق آپ کو بے مثال کامیابیوں سے نوازا۔

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان ملکی سطح کی ایسی تنظیم ہے جو پورے نظم و اتحاد کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مخلصانہ فعال کردار ادا کر رہی ہے۔ ملک کے ہزاروں قابل ذکر

دینی مدارس کو اکٹھا کر کے ایک نصاب تعلیم اور مؤثر و مربوط امتحانی نظام میں سمو دیا ہے۔ جس کی سند عامہ، خاصہ، عالیہ اور عالمیہ کو بالترتیب میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے برابر تسلیم کرانا، جس کی بنیاد پر بے شمار فضلاء تنظیم نے پی ایچ ڈی کی۔ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، جامعہ ازہر مصر، اور طرابلس یونیورسٹی میں داخلہ لیا، فوج، عدلیہ، محکمہ تعلیم، قومی وصوبائی اسمبلی اور سینٹ میں پہنچ کر دینی، ملی وقومی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت قبلہ نے 1974ء سے لے کر دم واپسی تک سند المحدثین حضرت قبلہ علامہ سید ابوالبرکات شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہلسنت، غزالی زماں رازی دوراں سیدی قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور مفکر اسلام حضرت قبلہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر اکابرین کے متعین کردہ خطوط پر تنظیم کو چلایا۔

یہی وہ مرد حق آگاہ ہے جو نام ونمود شہرت اور مفادات کی دنیا سے ہمیشہ لاتعلق رہا، مگر اپنی ہمت، جرأت، فراست اور بے باکی سے تنظیم کو ہر قسم کی گروہی عصبیت سے محفوظ رکھا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور شیخوپورہ کے علاوہ بے شمار دینی ادارے جو آپ کی سرپرستی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ علماء کرام اور خانقاہوں کے وارث مشائخ کے لئے قابل تقلید نمونہ تھے، حضرت موصوف کے سوئم کے ختم پر فخر المشائخ میاں جمیل احمد صاحب (سجادہ نشین شرقپور شریف) کے صاحبزادے میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری نے فرمایا!

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان نے وہ کارنامے انجام دیئے اور وہ دینی خدمات انجام دیں جو دور حاضر کے بڑے بڑے علماء اور پیر بھی انجام نہ دے سکے دیکھو! جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ اور جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کی عمارت کی وسعت ظاہری وباطنی حسن ہزاروں طلباء کے لئے لنگر کا انتظام ہم نے پورے ملک میں کہیں نہیں دیکھا یہی حضرت قبلہ کی کرامت ہے نشر واشاعت کے سلسلہ میں ہم لوگ بہت پیچھے تھے، درس نظامی متون، شروح اور حواشی کے سلسلہ میں دوسرے لوگوں کے مرہون منت ہوتے تھے، مارکیٹ ہمارے اکابر کی تصنیفات وتالیفات سے خالی نظر آتی تھیں آنکھیں ترستی تھیں کہ علماء اہلسنت کی کتب دیکھیں۔

حضرت قبلہ مفتی اعظم کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے نازش اہلسنت استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی سربراہی میں حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی، حضرت علامہ مولانا عبدالستار سعیدی، ودیگر ارباب علم وفضل کی ایک پوری ٹیم مقرر فرما دی

جنہوں نے تدریسی وتعلیمی ذمہ داریوں کے علاوہ تصنیف وتالیف کے میدان میں اس قدر کام کیا کہ الحمد للہ ان حضرات اور ان کے علاوہ بہت سے ارباب علم اور اصحاب قلم نے اہلسنت پر یہ احسان فرمایا کہ آج مارکیٹ میں ہر عنوان پر وافر کتب موجود ہیں۔ اللہ پاک مزید توفیق عطا فرمائے۔

اس سلسلہ میں بہت سی درسی اور فنی کتب کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی الدولۃ المکیہ (عربی) اور فتاویٰ رضویہ کی تخریج، جدید انداز اور تراجم کے ساتھ چھبیس جلدوں میں مارکیٹ میں لے آنا استاذ گرامی حضرت قبلہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں کارنامہ ہے۔

تدریسی شغف

حضرت قبلہ مفتی اعظم نے تقریباً نصف صدی تک پوری توجہ، انہماک، یکسوئی اور تسلسل کے ساتھ تدریسی وتعلیمی خدمات اس انداز سے انجام دیں کہ زندگی کا مقصد وحید اسی کو بنا لیا، حیات فانی کا آخری دن بھی باقاعدگی کے ساتھ اسباق پڑھانے میں گزرا۔ طلبا کو پڑھایا حسب عادت محنت سے مطالعہ کرنے اور اسباق یاد کرنے کی تاکید فرمائی کسے معلوم تھا کہ یہ آخری اسباق ہیں جو جامعہ نظامیہ کی جان اور روح رواں نے پڑھائے ہیں۔

طلبا کے علاوہ حضرت مولانا عبدالستار سعیدی، حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ کے انتظامی معاملات کے روح رواں اور حضرت کے برادر عزیز مولانا غلام فرید ہزاروی کے ساتھ الوداعی ملاقات کی اور زندگی بھر یاد رکھنے والی محبت بھری باتیں کیں۔

اندازِ تدریس

آپ کے ہزاروں شاگرد اس بات کے گواہ ہیں کہ تدریسی اور تعلیمی معاملات میں بڑی محنت کرتے، خود بھی ہر سبق کا مطالعہ کرتے اور طلباء کو مطالعہ کی تاکید فرماتے، پوری توجہ سے عبارت سنتے، صیغ ترکیب اور وجوہ اعراب کے بارے میں طلبا سے پوچھتے اور ان کی اصلاح کرتے، تکرار ومطالعہ کی بار بار تاکید فرماتے اور طلبا کرام کو فرماتے کہ ہر فن کی ایک ایک کتاب یاد ہونی چاہیے اس سلسلہ میں قانونچہ، نحو میر، کافیہ، تلخیص المفتاح، ہدایۃ الحکمۃ، سلم العلوم، کنز الدقائق اور سراجی وغیرہ کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ کا انداز تدریس آسان اور سادہ ہوتا تھا ہر

طالب علم کو اجازت ہوتی تھی کہ وہ جو چاہے سبق کے بارے میں سوال کرے اگر چاہے تو بار بار سوال کر سکتا ہے اور جب چاہے سمجھ سکتا ہے۔ البتہ جو ساتھی سبق سناتے وقت کوتاہی کرتا یا نہ سنا سکتا تو اس کی مرمت ہوتی تھی اس میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ابتدائی طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے اور مختلف اسباق میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ سید عزل حسین شاہ شرقپوری، علامہ فضل سبحان، علامہ دوست محمد شرقپوری اور مولانا مشتاق احمد صاحب کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل ہے ہم نے شارح بخاری، سند المحدثین حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب اور ان کے شاگرد رشید حضرت قبلہ مفتی اعظم صاحب نور اللہ مرقدہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

1975ء کی بات ہے استاذ گرامی حضرت قبلہ مفتی اعظم صاحب ملتان تشریف لائے ہوئے تھے ہم دونوں جامعہ رضویہ مظہر العلوم سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا محمد شریف صاحب سے مل کر جامعہ رضویہ انوار الابرار میں حضرت قبلہ علامہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے جا رہے تھے، راستے میں حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں ملتان شریف میں درس نظامی کا کام مضبوط ہونا چاہیے، ممتاز آباد میں ادارہ بناؤ اور خوب محنت کرو، میں نے عرض کیا، مدارس چلانے کے لئے مقتضیات کو پورا کرنا میرے بس کی بات نہیں، لوگوں سے اس نوعیت کا رابطہ نہیں، میں ادارہ کس طرح چلاؤں گا۔ تو مسکرا کر فرمایا۔

آپ تو ماشاء اللہ خطیب بھی ہیں سیاسی لوگوں سے تعلق بھی ہے عوامی محاذ پر بھی متعارف ہیں۔ مجھے دیکھو کہ نہ خطیب ہوں نہ سیاست دان اور نہ ہی عوامی رابطہ ہے پھر بھی سرکار دو عالم ﷺ کا صدقہ جامعہ نظامیہ رضویہ ہمہ جہتی ترقی کر رہا ہے۔

استاذ گرامی کے حکم کے مطابق ادارہ شروع کیا حضور سیدی امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی اور حضور سیدی پیر طریقت مولانا حامد علی خان صاحب نور اللہ مرقدہما نے افتتاح فرمایا۔

الحمد للہ! آج یہ ادارہ تنظیم المدارس کے فوقانی رکن کی حیثیت سے کام کر رہا ہے کئی مرتبہ ملکی سطح پر امتحانات میں مختلف کلاسز کے طلباء نے اول، دوم، سوم آنے کا اعزاز حاصل کیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت موصوف کی نگاہ کرم کا صدقہ اور ان کی کرامت ہے۔

مرشد کے عرس کی آخری حاضری

گزشتہ سال فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر ہر سال کی طرح بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے میں نے دیکھا کہ حضرت کے مزار پر انوار پر بڑی سادگی عقیدت ومحبت کے ساتھ حاضری دے رہے ہیں ایک کونے میں اپنے شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہیں، گردوپیش کے لوگوں سے بالکل بے نیاز ہیں، انہماک ویکسوئی میں اشکہائے عقیدت رواں دواں ہیں، معلوم ایسے ہوتا تھا عرس شریف کے آخری وقت زبان حال سے عرض کر رہے ہوں۔

مرشد گرامی...... آپ نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی، اسے پورا کر رہا ہوں راضی رہنا، شاید آئندہ سال یہ حاضری نصیب نہ ہو۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان دنیائے سنیت کے محسن اور دور حاضر میں اسلاف کے علم وعمل اور اخلاص کے مظہر اتم تھے، بلاشبہ وہ عظیم مفتی، استاذ، نامور محقق، فاضل، مصنف، فکر وعمل کے پیکر تھے آپ کی زندگی کے لیل ونہار اور صبح وشام دین متین کی خدمت میں گزرے۔

بالآخر

27 جمادی الاخریٰ کی شام کو وہ چاند جو ہزارہ کی سرزمین پر طلوع ہوا تھا۔ لاہور کی پررونق وادیوں کے علمی، فکری افق پر چمکتا اور ہزاروں قلوب واذہان کو روشن کرتا ہوا اچانک تہہ مزار چلا گیا، مگر اپنی بے پناہ اور انتھک محنتوں سے لوح تاریخ پر وہ نقوش ثبت کر گیا جو رہتی دنیا تک جگمگاتے رہیں گے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

☆☆☆☆☆☆☆

چراغ سے جلتا ہے چراغ

حافظ محمد نواز بشیر جلالی

متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ (درجہ حدیث) و مدیر مجلّہ النظامیہ، لاہور

اگر تاریخ کا بنظر عمیق مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ خطہ ارض کو منور کرنے والے بڑے بڑے چراغ جلے اپنی روشنی سے اندھیروں میں اجالا کیا اور اپنی مدت پوری کرنے کے بعد دوسرا چراغ جلا کر خود خاموش ہو گئے۔ تاریخ کے گہرے سمندروں میں اگر غوطہ زن ہو کر دیکھیں تو سب روشنیوں کے مرکز و محور، زینت بزم کائنات سرور عالم نور مجسم ﷺ ہیں، سب انہیں سے روشنی لے رہے ہیں زمانہ روشن انہیں سے ہے۔

جن کے آنے سے روشن زمانہ ہوا
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اب اس چراغ سے آگے روشنی چلتی ہے تو مسجد نبوی کے قریب ایک چھوٹا سا چبوترا جسے صفہ کا نام دیا جاتا ہے جہاں سے چمکنے والے چراغوں کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے وہاں بیٹھ کر سرکار مدینہ ﷺ علم کے نور کی روشنیاں بکھیر رہے ہیں وہاں پر پڑھنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضی، و دیگر صحابہ کرام نور کی شعاعوں سے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں، لیل و نہار کا تغیر و تبدل اپنے عروج پر ہے صفہ یونیورسٹی میں تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں تشنگان علم معلم کائنات سے عرض کرتے ہیں۔

قانون قدرت یہ ہے کہ جو بھی آیا اس نے جانا ہے،

كل من عليها فان ويبقى وجه ربک ذو الجلال والاكرام

ہر چیز فانی ہے باقی تو صرف رب لم یزل کی ذات والا برکات ہے كل نفس ذائقة الموت کے تحت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے تو آپ ﷺ کے ظاہری طور پر اس دنیا سے

پردہ فرما جانے کے بعد اس صفہ یونیورسٹی کا نظام کون چلائے گا۔؟ امت محمدیہ کا استاد کون ہو گا؟

سرور عالم ﷺ کی نگاہ انتخاب ہے تو میرے آقا فرماتے ہیں میری امت کے استاد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں صفہ یونیورسٹی کا ذہین و فطین طالب علم نوری چراغ کو روشن کرتا ہوا 33 ہجری تک مسند تدریس پر بیٹھا حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کا درس دیتا ہوا نظر آتا ہے پھر ان سے پوچھا جاتا ہے اب آپکی جگہ پر کون بیٹھے گا؟ تو حضرت عبداللہ ابن مسعود یوں گویا ہوتے ہیں میری جگہ پر حضرت علقمہ ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھیں گے، انہوں نے 33ھ سے لیکر 66ھ تک آقا کی حدیثوں کا درس دیا پھر آپکی جگہ پر حضرت ابراہیم نخعی بیٹھے انہوں نے 66ھ سے لے کر 96ھ تک درس حدیث دیا پھر انکے بعد حضرت حماد بن ابی سلمان مسند تدریس کے وارث بنے تو آپ نے 96ھ سے لے کر 120ھ تک میرے آقا کریم کی حدیثوں کا درس دیا حضرت حماد بن ابی سلمان سے پوچھا جناب اب اس صفہ یونیورسٹی کو کون چلائیگا؟ اسے بند کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا اب اس کو چلانے کیلئے نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس مسند کے وارث ہیں آپ نے 120ھ سے لیکر 150ھ تک درس حدیث دیا اس درس سے جو روشنی کے مینارہ نور بنے ان میں امام قاضی ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی، امام مالک، امام شافعی جیسے عظیم محدث بنے۔

حتی کہ یہ چراغ سے چراغ جلتے رہے نور کی روشنی بڑھتی گئی پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ شیطان صفت اکبر بادشاہ نے دین اکبری کا اعلان کر دیا، تو اس کے سامنے چراغ حق کی روشنی پھیلانے والا سرہند شریف کا بوریا نشین مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی اس چراغ کی روشنی کا مظہر بنا پھر سلسلہ در سلسلہ کام چلتا رہا حضور اکرم ﷺ کی حدیثوں کا درس ہوتا رہا برصغیر پاک و ہند میں مجدد دین و ملت فنافی الرسول سلطان الحقیقت، حسان الہند حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کی صورت میں وہ چراغ چمکا اس چراغ نے پھر پاک و ہند میں عشق رسول کی وہ شمع فروزاں کی جس کی مثال نہیں ملتی زندگی کے ہر موڑ پر محمد عربی ﷺ کی محبت کے چراغ روشن کیئے

اور لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر اللہ ولی الذین آمنو یخرجھم من الظلمات الی النور کے مصداق بنے، پھر یہ سلسلہ بڑھتا رہا چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہوا کوئی صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی کی صورت میں چمکا کوئی غزالی و زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی صورت میں کوئی محدث اعظم پاکستان حضرت ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں کوئی حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ رحمہ اللہ کی صورت میں کوئی فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی کی صورت میں کوئی حضرت قبلہ سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ کی صورت میں چراغ چمکا انہی چراغوں کی طرح کا ایک چراغ سرزمین ہزارہ میں چمکا پھر مختلف علاقوں کو اپنی روشنیوں کا مظہر بناتا ہوا سلطان الاولیاء حضرت داتا علی ہجویری کی نگری میں۔ یہ چراغ 1956ء سے مستقل طور پر اپنی روشنی سے جہالت کے اندھیروں کو ختم کرتا رہا اس کی اپنی عمر تو صرف 71 برس ہوئی جس میں سے 61 برس نور کی روشنی پھیلانے میں گزار دی۔

49 سال تک حضور اکرم ﷺ کے فرامین لوگوں تک پہنچانے والا جس کے درس حدیث سے فیض لینے والوں میں بڑے بڑے مدرس شیخ الحدیث، فن تحریر و تبلیغ کے ماہر پیدا ہوئے، وہ عظیم محدث اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہوا، 26 اگست بروز منگل کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا اور یقینی طور پر وہ اپنے تلامذہ کے بارے میں یہی کہتا ہوا گیا ہوگا کہ۔

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی۔

افسوس کہ مفتی اعظم پاکستان کی صورت میں چمکنے والا یہ چراغ گلشن رسول کا محافظ، عظیم مبلغ، جب چلا تو عالم یہی تھا جس کو اعلیٰ حضرت کے اس شعر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

ان محبوبان خدا میں سے ایک بوریا نشین محمد عربی ﷺ کی محبت کا درس دینے والا، دنیا کی رعنائیوں سے بے خبر، حق گو، علم و عرفان کا کوہ ہمالیہ، مجد اسلام کی سربلندی کے لئے دن

رات کوشاں نظر آتا ہے، جب اس کی اکہتر سالہ زندگی کی کتاب پر نظر پڑتی ہے تو دیکھنے والے کو اس کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ پڑھنے والا جب اس حسین کتاب کو کھولتا ہے تو اس میں صداقت کا علم ہاتھ میں پکڑے ایک متقی، پرہیزگار دل میں محبت رسول کا جذبہ لئے چہرے پر سنت رسول ﷺ سجائے، سر پر عمامہ شریف باندھے صفوری علیہ الرحمۃ کی احادیث مبارکہ کا درس دیتا نظر آتا ہے۔

قاری کے دل میں اس کتاب کو پڑھنے کا اور جذبہ پیدا ہوتا نورانی چہرہ، سفید ریش، مسند تدریس پر بیٹھا ہوا وہ عظیم انسان ہر ایک کو خدا اور رسول ﷺ کی محبت کے جام بھر بھر کر پلا رہا تھا، ہر تشنہ علم اس بحر علم و عرفان سے اپنے اپنے مشکیزے بھر رہا تھا مگر بحر علم میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی تھی، پوچھا یہ سلسلہ کب سے شروع ہے تو معلوم ہوا کہ ہفتہ، دو ہفتہ، یا مہینہ یا ایک سال کی بات نہیں، 49 سال سے یہ سلسلہ شب و روز جاری ہے۔

تجسس پیدا ہوا، 49 سال سے علم و عرفان کی شمع فروزاں کرنے والے کا نام کیا ہے؟ تو پتہ چلا اس شیخ کو مفتی اعظم پاکستان پاسبان مسلک امام احمد رضا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کہتے ہیں، جسے دیکھنے والا پہلی نظر میں ہی دیکھ کر گرویدہ ہو جاتا ہے۔

بالآخر ان سب خوبیوں کے مالک 26 اگست بروز منگل 2003ء / 28 جمادی الثانی 1424ھ بعد نماز مغرب تقریباً ساڑھے سات بجے خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اس طرح اس دنیا کا عظیم مسافر اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ خود تو چلا گیا مگر پورے گلشن کو سونا کر گیا۔

تقریباً حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ نے 63 برس دین کی خدمت کرتے کرتے گزارے، کل عمر 71 برس اس میں سے 61 برس خدمت دین میں گزارے، 12 سال پڑھنے میں اور 49 سال پڑھانے میں اور ان 49 برسوں میں سے 28 سال تک حدیث شریف کی مشہور کتاب جامع ترمذی فن حدیث کی اعتبار سے مشکل ترین کتاب بڑے شوق سے پڑھائی۔ آخری دم تک حدیث شریف پڑھاتے رہے حتیٰ کہ زندگی کا آخری سبق بھی طحاوی

شریف (حدیث شریف کی کتاب) پڑھایا۔

الحمد للہ راقم الحروف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے آخری دن (بروز منگل) کو جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور سے جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ جاتے وقت جامعہ میں آخری بات جامعہ کے مین گیٹ پر راقم الحروف کے ساتھ اس وقت کی جب راقم جامعہ کے گیٹ میں واقع مکتبہ تنظیم المدارس کے پاس کھڑا ہو کر فون کر رہا تھا، قبلہ مفتی صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضور میں پریس میں فون کر رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ ہر وقت فون ہی کرتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں مجلّہ النظامیہ کی اشاعت کے لئے پریس میں فون کر رہا ہوں۔ تو آپ نے بطور شفقت فرمایا کہ۔

''ٹھیک ہے بیٹا! تمہاری جو بھی ڈیوٹیاں لگائی ہیں انہیں سنبھالو''۔

لیکن میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا اس تاکید کی وجہ تسمیہ کیا ہے، رات کو جب عشاء کی نماز کے وقت آپ کے وصال کی خبر ملی تو اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھے آخری بار تاکید کیوں کی تھی۔ اور یہ آپ کی مجھ ناچیز پر بہت زیادہ مہربانی تھی کہ آپ نے اپنے آخری لمحات میں بھی مجھ ناچیز کو یاد رکھا اور دین اسلام کی خدمت کی تاکید فرمائی۔

اب آخر میں میں حضرت قبلہ مفتی صاحب کی حدیث شریف (ترمذی شریف) کی سب سے پہلی کلاس کے تلامذہ اور سب سے آخری سال (یعنی اس سال) کے تلامذہ کے نام پیش کر رہا ہوں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں دورۂ حدیث کا آغاز
اور تلامذہ کے اسماءِ گرامی (1974ء)

ویسے تو جامعہ نظامیہ رضویہ قائم تو 1956ء میں ہوا تھا مگر درجہ حدیث شریف کی کلاس 1974ء میں پہلی مرتبہ شروع ہوئی، اس کلاس کے خوش نصیب جنہوں نے مفتی اعظم پاکستان علیہ

الرحمہ سے حدیث شریف پڑھنے کا آغاز کیا، ان کی تعداد آٹھ 8 ہے۔ اور الحمد للہ وہ سب کے سب مدرس بنے، ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ۔

(۲) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ

(۳) حضرت علامہ مولانا سید غلام مصطفی شاہ عقیل بخاری صاحب ڈویژن خطیب محکمہ اوقاف راولپنڈی

(۴) حضرت علامہ مولانا محمد بشیر نقشبندی صاحب پاکپتن شریف

(۵) حضرت علامہ مولانا محمد حنیف شاہ صاحب بستی سیداں پونچھ آزاد کشمیر

(۶) حضرت علامہ مولانا حافظ محمد امین شاہ صاحب، بہاولنگر، حال مقیم انگلینڈ

(۷) حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب (مرحوم) گنڈور، ہزارہ

(۸) حضرت علامہ مولانا غلام حیدر تونسوی (مرحوم) بستی حبیب ڈیرہ غازیخان

1974ء میں جب جامعہ نظامیہ رضویہ میں دورہ حدیث شریف کا آغاز ہوا تو اس وقت حدیث شریف کے طلباء کی تعداد 8 تھی اور مفتی صاحب کی محنت اور لگن سے ہر سال تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا اب الحمد للہ 2003ء میں درجہ حدیث شریف کی آخری کلاس کے طلباء کی تعداد 92 ہے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا سید احمد حسین قادری، مولانا سید شاہد حسین گردیزی، مولانا حافظ محمد نواز بشیر جلالی، مولانا حافظ محمد عمران الحسن فاروقی، مولانا حافظ ظفر اقبال، مولانا محمد شبیر، مولانا حسن جاوید، مولانا محمد امان اللہ خالد، مولانا ریاض احمد رضا، مولانا سجاد احمد، مولانا شاہد حسین، مولانا آصف محمود تبسم، مولانا حافظ عبدالغفار، مولانا ارشد علی، مولانا محمد منظور، مولانا محمد عمران فاروقی، مولانا محمد یوسف القادری، مولانا بشارت علی، مولانا نبی محمد، مولانا محمد مشتاق احمد، مولانا حافظ محمد اسلم تبسم، مولانا نیاز احمد نقشبندی، مولانا غلام رسول، مولانا حافظ محمد اسلم، مولانا منور علی رضوی، مولانا محمد

یٰسین حامی، مولانا محمد طیب خان، مولانا محمد عبدالحلیم، مولانا محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا محمد طاہر خان سابری، مولانا مقبول احمد، مولانا سردار احمد رضا، مولانا محمد یونس ہزاروی، مولانا محمد اکبر، مولانا طالب حسین، مولانا محمد رمضان چشتی، مولانا عبدالغفور، مولانا مقصود احمد نقشبندی، مولانا حافظ دلشاد احمد، مولانا سجاد حسین، مولانا اعجاز احمد باسط، مولانا محمد امجد قصوری، مولانا غلام مصطفیٰ انجم، مولانا شاہد رضا عطاری، مولانا محمد حنیف اللہ، مولانا خواجہ محمد اقبال، مولانا سردار افتخار چشتی، مولانا شاہد اقبال، مولانا رسول بخش، مولانا قاری محمد سلطان، مولانا محمد حنیف رضا، مولانا محمد شفیق سعیدی، مولانا محمد مشتاق شاکر، مولانا محمد ابراہیم، مولانا محمد جاوید اقبال، مولانا قاری عبدالرؤف، مولانا مشتاق صابر، مولانا اسرار احمد چشتی، مولانا محمد رمضان القادری، مولانا محمد بلال محسنی، مولانا غلام مرتضیٰ چشتی، مولانا حافظ وقار احمد، مولانا حافظ خلیل احمد، مولانا حافظ عبدالغفار اختر، مولانا عارف محمود قادری، مولانا قاری عبدالمجید، مولانا حافظ محمد فضل دین، مولانا حافظ محمد ریاض، مولانا حافظ محمد ضیاء الرحمٰن، مولانا رشید احمد قادری، مولانا شہزاد احمد سجاد، مولانا حافظ مقصود احمد نعیمی، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد یعقوب، مولانا حافظ قدیر حسین، مولانا امجد اسلام امجد، مولانا قاری غلام مصطفیٰ، مولانا حافظ غلام مصطفیٰ، مولانا حافظ فتح محمد، مولانا عنایت اللہ، مولانا محبوب حسین، مولانا حافظ مقصود احمد، مولانا خواجہ معین الدین، مولانا حافظ محمد خان، مولانا قاری زاہد اقبال، مولانا مقصود احمد رضوی، مولانا مقصود احمد نظامی، مولانا محمد زبیر قادری، مولانا نوید احمد نقشبندی، مولانا حافظ عبدالمجید، مولانا یحییٰ رضا قادری، مولانا معین الدین۔

الحمدللہ! جس طرح شروع سے لے کر آخر تک آپ کی کلاسوں کے سب طلباء مدرس بنے اب بھی آپ علیہ الرحمہ کی آخری کلاس میں بھی سب کے سب طلباء آپ کے مشن کو بڑھانے کے لئے عہد کر چکے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مفتی اعظم پاکستان کے فیضان کو تا قیام قیامت جاری وساری فرمائے اور آپ کے لگائے ہوئے گلشن النظامیہ میں ہر وقت بہاریں ہی بہاریں رہیں۔

یا　الٰہی　ایں　جامعہ　قائم　بدار
فیض　ایں　جاری　شود　لیل　و　نہار

☆☆☆☆☆☆☆

علم وعمل کا کوہِ ہمالہ

تحریر: محمد طاہر تبسم القادری، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، شیخوپورہ

کسی شخص کی عظمت، رفعت اور بزرگی کا اندازہ اس کے جسمانی قد کاٹھ، خوبصورتی، خوش لباسی یا کثرت مال سے نہیں بلکہ اس کے کام اور خدمات سے ہوتا ہے۔

ورنہ جسمانی قد وکاٹھ تو مولا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ابوجہل کا زیادہ تھا بظاہر خوبصورتی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مقابل ابولہب کی زیادہ تھی، لباس تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابل عتبہ وشیبہ کا عمدہ تھا، مال ودولت تو حضرت ابوہریرہ وابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کے مقابل قارون وہامان کو زیادہ عطا ہوا تھا۔ مگر اول الذکر شخصیات کی عظمت وبزرگی کا اندازہ خالق کائنات کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ. (اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے) جبکہ مؤخر الذکر لوگ دنیا میں نفرت کی علامت بن گئے اور آخرت میں بھی اسفل السافلین میں جا پہنچے۔

آج کے دور میں بھی صاحب جبہ ودستار تو بڑے نظر آئیں گے، قد کاٹھ والے، حسن وجمال والے، عمدہ لباس والے، کثیر مال ودولت والے تو بڑے پھرتے ہیں مگر دینی ومسلکی خدمات اور کام کے حوالے سے اگر دیکھیں تو ایک ہی شخصیت کی طرف ذہن متوجہ ہوتا ہے۔ میری مراد امیر اہلسنت، سفیر درد کشتۂ عشق مصطفیٰ، مفتی اعظم پاکستان، الشیخ الحدیث والتفسیر، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، ایک انجمن تھے، ایک جماعت تھے، ایک ادارہ تھے، جو کام بڑی بڑی جماعتیں، جمعیتیں، انجمنیں اور تنظیمیں نہ کرسکیں وہ آپ نے اکیلے کر دکھایا۔ پھر آپ نے ایک جہت میں نہیں بلکہ مختلف جہات میں کام کیا۔ تدریس ہو یا تصنیف، فتویٰ نویسی ہو یا طباعت واشاعت، اداروں کا قیام ہو یا تنظیموں کو چلانا، میٹنگز میں شرکت ہو یا تحریکوں کی قیادت ہر میدان میں آپ کا کام نمایاں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا، جو شاید کسی کسی کے حصے میں آتی ہیں، مومنانہ فراست وبصیرت، علمی وجاہت، عقابی نگاہیں، رعب ودبدبہ، تعین منزل حصول مقاصد وحصول منزل کے لئے انتھک محنت وجہد مسلسل غیر متزلزل یقین، ٹھوس نظریات، خلوص وللّٰہیت، دین کی تڑپ، مسلک کا درد، جذبۂ صادق، اپنے مشن سے جنون کی حد تک لگن اور شوق، دنیا سے بے رغبتی، جاہ ومنصب سے بے نیازی، پابندیٔ وقت، اور فوجی ڈسپلن تو آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

آپ کی انتھک، محنتی اور مخلص قیادت میں جامعہ نظامیہ رضویہ نے تیز رفتار ترقی کی، اپنے قیام کے ابتدائی دور کی شدید مشکلات، مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود ترقی کا عمل مسلسل جاری رہا، چراغ سے چراغ جلتا رہا، فیضان علم سلسلہ درسلسلہ تقسیم ہوتا رہا، پتھروں سے ہیرے تراشے جاتے رہے، مٹی سے انسان بنائے جاتے رہے۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں، افراد ملتے گئے کارواں بنتا گیا۔ اور اب وہ وقت تھا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی شہرت ثریا کی بلندی کو چھو رہی تھی، جامعہ کا نام، تعلیم، معیار، نظام اور ڈسپلن کے حوالے سے سند مانا جاتا تھا۔ ایسے وقت میں آکے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ بہر حال تقدیر کے فیصلے تو نہ چاہتے ہوئے بھی تسلیم کرنا پڑتے ہیں۔

وائے گل چین عدل کیا خوب تھی تری پسند
پھول وہ توڑا کہ ویراں کر دیا سارا چمن

آپ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اپنے ملنے والے کے اندر دین اور مسلک کے حوالے

سے وہ درد، تڑپ اور جذبہ بھر دیتے تھے کہ وہ اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا اور نکمے سے نکمے شخص کی حوصلہ افزائی کر کے اس سے بڑے بڑے کام کروایا کرتے تھے اگر یہ کہا جائے کہ آپ ایک مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت ولی تھے تو بے جانہ ہوگا۔

آپ کے سانحۂ ارتحال کے بعد ایک مولانا صاحب کہروڑ پکا سے تشریف لائے جو کہ 2000ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ میں فراغت کے بعد حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اپنے گاؤں چلا گیا تھا، وہاں پڑھانا شروع کیا، گھر والوں نے مخالفت کی کہنے لگے کہ تمہیں پڑھایا تھا کہ لاہور کہیں امامت/خطابت کرتے، تنخواہ ملتی کچھ ہمیں بھی دیتے، یہاں گاؤں سے تمہیں کیا ملے گا، میں نے یہ کہہ کر اپنا کام جاری رکھا کہ میرے استاذ گرامی کا حکم ہے لہذا یہیں کام کروں گا۔ آپ ناراض ہوں یا راضی۔

مفتی صاحب کا روحانی تصرف تھا کہ دو سال کے عرصے میں میں نے وہ کام کر دکھایا جو مخالف فرقے کے لوگ دس سال میں بھی نہ کر سکے تھے، ان دو سالوں میں میرے پاس اڑھائی سو طالب علم ہو گئے، مخالفت کا سلسلہ تیز اور شدید ہو گیا، لوگوں نے مالی حوالے سے الزام تراشیاں شروع کر دیں، میں نے آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں خط کے ذریعے درخواست پیش کی، اپنی مشکلات لکھیں، آپ نے کمال شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے جواب لکھا اور فرمایا کہ بیٹے دین کا کام کرنے والوں کو یہ مشکلات ضرور پیش آتی ہیں اور یہی کامیابی کا راز ہے، مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے، بہر حال تم اپنا کام محنت اور خلوص کے ساتھ جاری رکھو، میں اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ تمہاری مشکلات آسان اور رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ آپ کا خط میرے پاس پہنچا میرا دل باغ باغ ہو گیا اور حوصلہ کی انتہا نہ رہی۔ آپ کے خط کو پہنچے دو ہی دن گزرے تھے کہ سب مخالف جمع ہو کر خود بخود میرے پاس آئے، معافی مانگی اور میرے کام کی مکمل تائید کرنے لگے۔ یہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی واضح کرامت تھی۔

ایسے بے شمار لوگ ہیں جن کی آپ نے مختلف علاقوں میں ڈیوٹیاں لگائی ہوئی تھیں اور ان سے رابطہ بھی رکھتے، حوصلہ بھی دیتے جبکہ عام لوگوں کو اس کی خبر بھی نہ تھی۔ کئی علماء نے بتایا کہ ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ خواب میں ہماری رہنمائی فرماتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا انداز تدریس اور طرز استدلال

اثر خامہ: سردار احمد رضا مشرف القادری، میلسی

اللہ پاک کے فضل وکرم سے ملک پاکستان اور بیرون ممالک میں سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے عظیم الشان علمی مراکز اور مدارس دینیہ ہیں جو ہمہ وقت تبلیغ دین متین میں مصروف ہیں جہاں طلباء کو مختلف علوم وفنون منقولات ومعقولات کے علاوہ جلیل القدر محدثین عظام اپنے اپنے انداز میں سینئر طلباء کرام کو دورۂ حدیث وتفسیر پڑھاتے ہیں۔ لیکن ایک زمانہ، ایک جہان معترف ہے کہ شیخ المحدثین سند المفسرین مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے دورہ حدیث شریف کی بات ہی نرالی تھی یہ درس حدیث منفرد خصوصیات کا حامل ہوتا تھا جس میں صرف ونحو، منطق وفلسفہ، ادب ولغت، فقہ واصول فقہ، عقائد وکلام، معانی بیان بدیع، سیرت وتاریخ، ہیئت وہندسہ، میراث، اسماء الرجال کے چشمے پھوٹتے تھے۔ آپ کا درس حدیث فقط ترجمہ پر ہی موقوف نہیں ہوتا تھا بلکہ فصیح عبارت کے ساتھ ساتھ مسالک ائمہ اور اختلاف ائمہ بیان فرماتے پھر جن جن صورتوں میں جن جن ائمہ کا اتفاق ہوتا وہ بھی بیان فرماتے اور دلائل احناف کی وجوہ ترجیح بیان فرماتے اور ساتھ ساتھ ان روایات کی نشاندہی فرماتے جو ائمہ اربعہ کا مستدل ٹھہرتی ہیں اور دلائل احناف سے دیگر ائمہ کرام کے دلائل کو رد کرنے کا انداز اور طریقہ تردید کو بیان فرماتے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ حدیث شریف کی کسی بھی کتاب کو بڑی خوش اسلوبی، خود اعتمادی اور پورے ذوق وشوق سے پڑھاتے لیکن حضور مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے دورۂ حدیث شریف پڑھنے والے طلباء بخوبی جانتے ہیں کہ جامع ترمذی پڑھانے میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ فنی کتاب ہے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ سورۃ ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس میں ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے اور دیگر کتب حدیث سے تکرار کم ہے مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان کے اعتبار سے اور حدیث کی اقسام کے بیان کے اعتبار سے یہ کتاب سب سے منفرد اور اہم ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع کی

ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب تمام کتب صحاح میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اس میں صرف انہی احادیث مبارکہ کو درج کیا جائے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں لیکن دو حدیثیں ایسی ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی نے خود تصریح فرمادی ہے کہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہیں۔ جب ایک حدیث ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہو تو امام ترمذی باقی صحابہ کرام کی طرف وفی الباب عن فلاں وعن فلاں کہہ کر اشارہ فرمادیتے ہیں جہاں کسی راوی کی کنیت کو ذکر کیا ہو تو امام ترمذی نام اور جہاں نام ہو تو کنیت بیان فرمادیتے ہیں۔ غرضیکہ یہ کتاب بہت سی فنی خوبیوں کی حامل ہے وغیرہ ذلک

حضور قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ترمذی شریف کے درس کے درمیان فرماتے کہ یہ حدیث بخاری میں فلاں مقام پر ہے یہ حدیث مسلم شریف میں فلاں مقام پر ہے اور یہ حدیث ابوداؤد میں فلاں مقام پر ہے نسائی وابن ماجہ شریف وغیرہ میں فلاں مقام پر ہے اور بعض جگہ فرماتے یہ امام ترمذی کا تحمل حدیث کا انوکھا انداز ہے، یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے یہ متن کے اعتبار سے ضعیف ہے، یہ مدلس ہے۔ آپ کسی روایت کو محض زبانی کلامی ضعیف یا مدلس قرار نہیں دیتے تھے بلکہ وجہ تضعیف اور وجہ تدلیس بھی بیان فرمادیتے تھے۔

حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت اور معنی، تحویل کی دو صورتیں بیان فرماتے (1): اجتماع الافتراق یعنی متفرق سندوں کو جمع کرنا۔ (2): افتراق الاجتماع یعنی مجموع سندوں کو متفرق کرنا۔ اور پھر فرماتے اس مقام پر اجتماع الافتراق ہے، اس مقام پر افتراق الاجتماع ہے۔ جہاں روایات میں تعارض واقع ہوتا تو تطبیق دیکر تعارض رفع فرماتے۔ اور عقائد سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے دلائل کا اثبات اور مذاہب باطلہ نجدیہ، وہابیہ، دیابنہ کا رد اور صلح کلی جدید ماڈرن مولویوں کی تردید خوب ڈٹ کر فرماتے اور ان سے اجتناب کی تلقین فرماتے۔ بلکہ ہاتھ بلند کروا کر عہد لیتے اور اس بات کا عزم مصمم کرواتے کہ پڑھنے کے بعد صرف مسجد کی امامت یا ٹیوشن تک ہی محدود نہیں رہنا بلکہ درس وتدریس وعظ وتقریر تصنیف وتالیف اور بدمذہبوں سے مکالموں اور مناظروں میں مشغول رہنا ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا

خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک پر قائم و دائم رہنا ہے اور مسلک اہل سنت کے تحفظ و دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے اور اسلام و سنیت مسلک حق اہل سنت و جماعت بریلوی کے لئے بڑی بڑی قربانیوں سے بھی دریغ نہیں کرنا ہے یہی اکابر اہل سنت کی تعلیم اور مشن ہے۔ بلکہ آخری دنوں میں تو درس حدیث کے درمیان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا نعتیہ کلام سنتے اور محظوظ ہوتے فرماتے یہ فلاں آیت، فلاں حدیث کا منظوم ترجمہ ہے۔ اپنی درد بھری آواز سے طلباء کی ذہن سازی فرما کر انکے قلوب کو ایک عظیم فکر سے معمور فرماتے، انہی وجوہات کے بنا پر ملک و بیرون ملک اور دور دراز علاقوں سے طلباء کھنچے چلے آتے تھے۔ احادیث سے ایسے عجیب و غریب استدلال کر کے عقائد اہل سنت و جماعت کا اثبات فرماتے کہ عقلیں دنگ رہ جاتیں یہاں تمام کو ذکر نہیں کیا جاسکتا بطور تمثیل چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۔ مشتے نمونہ از خروارے

علم غیب

عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قال لاتؤذی امرأۃ زوجها فی الدنیا الا قالت زوجته من الحور العین لاتؤذیه قاتلک الله فانما هو عندک دخیل یوشک ان یفارقک الینا۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۱۴۰)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دکھ پہنچاتی ہے تو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے اللہ تجھے غارت کرے اسے ایذا نہ پہنچا وہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا۔"

حضور قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ادنیٰ مخلوق جنتی جو عام مومن کی خادمہ ہے وہ ادھر سے دنیا میں دیکھتی ہے کہ میاں بیوی کا آپس میں پیار ہے یا لڑائی جھگڑا ہے۔ حالانکہ ابھی اس سے تعلق ہوا نہیں، ہونا ہے لیکن اسے مغیبات دنیا کا علم ہے تو حضور ﷺ جو ارضی و سماوی و جنتی جملہ مخلوقات کے مومنین کے آقا و مولیٰ ہیں جو اپنی امت میں موجود ہیں انہیں علم غیب کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس جنتی حور کو ادھر رہ کر ادھر والوں کا علم ہوسکتا ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو بدرجہ اتم ادھر والوں کا اور ادھر رہ کر ادھر والوں کا علم ہوسکتا ہے۔ یہی علم

غیب ہے۔ اسی حدیث شریف سے رویت مصطفےٰ بھی ثابت ہوتی ہے۔

قلم کو ابتدائے خلق سے لیکر ابد تک کا علم حاصل ہے

اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کر کے فرمایا "اکتب قال ما اکتب قال اکتب القدر ماکان وماهو کائن الی الابد" (جامع ترمذی ۲:۳۸)

"لکھ! قلم نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر کو لکھ جو ہو چکا اور جو ابد تک ہوگا"۔ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ پر ماکان و ما یکون کا علم ہے۔ قلم ایک مادی چیز ہے، لوح ایک مادی چیز ہے پھر ظاہر ہے فرشتے نے ہی وہ قلم چلایا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ماکان و ما یکون کا علم غیر اللہ جو کہ مادی ہیں انہیں عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کو، اب لوح و قلم اور فرشتے مخلوق بھی ہیں اور حضور ﷺ افضل الخلق بھی ہیں اور افضل المادیات بھی ہیں یہ علم حضور ﷺ کو نہیں عطا فرمایا؟ حالانکہ قلم نے (فرشتہ کے چلانے سے) جو کچھ لوح محفوظ پر لکھا وہ حضور ﷺ کو عطا ہوا ہے لہٰذا حضور ﷺ بدرجہ اتم عالم ماکان و ما یکون ہیں۔ قلم کا علم استمراری ہے ثابت و موجود ہے یہ نہیں ہے کہ قلم کو علم ہوا اور پھر چلا گیا جب قلم کو غیر اللہ، مادی، مخلوق ہوتے ہوئے ماکان و ما یکون کا استمراری علم حاصل ہے تو حضور افضل الخلق ہیں انہیں استمراری علم کیوں نہیں ہوسکتا؟ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو ماکان و ما یکون کا استمراری علم حاصل ہے اور ثابت اور موجود ہے یہ نہیں ہے کہ آپ کو علم ہوا اور پھر چلا گیا۔

نورانیت مصطفیٰ ﷺ

عن عبدالله بن الدیلمی قال سمعت عبدالله بن عمرو یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الله تبارک وتعالیٰ خلق خلقه فی ظلمة فالقی علیهم من نوره ...... الیٰ آخره (جامع ترمذی ج ۲: ۸۹)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق اندھیرے میں پیدا فرمائی پھر ان پر اپنا نور ڈال دیا"۔ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے تبصرہ سے پہلے ایک تمہید کا سمجھنا ضروری ہے کہ مصنف عبدالرزاق کی حدیث شریف ہے کہ

"یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل کل الاشیاء نور نبیک من نورہ"

کہ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

جب سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے علماء خطباء یہ حدیث پڑھتے ہیں تو نجدیہ، وہابیہ دیابنہ اور بدعقیدہ تلملاتے ہیں واویلا کرتے ہیں کہ دیکھو سنی بریلویوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ وہابیہ کے اس لایعنی اعتراض کا دفعیہ یوں فرماتے تھے کہ مصنف عبدالرزاق کی حدیث میں "من نورہ" ہے اس میں ضمیر کا مرجع اسم جلالت ہے اسی طرح ترمذی شریف کی مذکورہ حدیث بھی "من نورہ" ہے اس میں بھی ضمیر کا مرجع اسم جلالت ہے جب یہاں نور ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوا تو وہاں کیسے ہو گیا نجدیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس اس حدیث کا کیا جواب ہے؟

بدمذہبوں کا اپریشن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"یقول قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الزیاب یقول اللہ ابی تغترون ام علی تجترؤن فبی حلفت لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ تدع الحلیم منھم حیراناً (جامع ترمذی ۲: ۲۳)

"فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو دھوکہ فریب کے ساتھ دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے، لوگوں کو نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے انکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا تم میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہو یا مجھ پر جرأت کرتے ہو مجھے اپنی ہی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ضرور فتنہ بھیجوں گا جو ان میں سے بردبار لوگوں کو بھی حیران و پریشان کر دے گا"۔

قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں (آخر الزمان) یہ وہابی دیوبندی ابھی کم و بیش دو سو سال سے نکلے ہیں پہلے نہیں تھے۔ (رجال)

صرف مرد ہوں گے کیونکہ انکی عورتیں اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتی ہیں ختم فاتحہ کا اہتمام کرتی ہیں اور جال پر تنوین تحقیر کے لئے ہے یعنی یہ لوگ تھوڑے سے ہونگے، (یختلون) یہ دین متین کو کنڈی بنا کر دنیا کمائیں گے یہ قتل و غارت مچائیں گے دین کے نام پر۔ (یلبسون الناس) پہنیں گے لوگوں کو نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کا چمڑا۔ (السنتھم) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی یہی وجہ ہے کہ یہ تبلیغیوں کے روپ میں سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ (قلوبھم) ان کے دل بھیڑیے والے ہوں گے یہی وجہ ہے یہ سفاک قاتل ہیں آج جہاد کے نام پر تنظیمیں بنا کر ملک میں خونریزی کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ اور دین اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ (ام علی تجترؤن) کیا مجھ پر جرأت کرتے ہو یعنی میری طرف منسوب کر کے یہ عمل کرتے ہو۔ (لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ) میں ضرور مسلط کروں گا ان میں سے ان پر فتنہ، وہ فتنہ انکی کفریہ عبارات ہیں جب کہیں کہ رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، کا کیا حکم ہے تو پھر دائیں بائیں بھاگتے ہیں بڑے مولویوں سے رجوع کرتے ہیں اب وہ مولوی انہیں کہتے ہیں کے ایسے لوگوں سے بات ہی نہیں کرنی چاہئے، مدت مدید عرصہ بعید سے کفریہ عبارات پر مشتمل کتب تمہارے مکتبے چھاپ رہے ہیں اس کا کیا جواب ہے یہ بریں واشک کرتے ہیں۔ (تدع الحلیم منھم حیراناً) وہ (کفریہ عبارات کا) فتنہ ایسا ہوگا جو انکے بڑے بڑے بردبار مولویوں کو حیران کر دے گا، یہی وجہ ہے کہ انہیں براہین قاطعہ کا فوٹو دکھا دیں تو یہ سمندر حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں یہ آج کل کے دیوبندی بھی انہیں کی صف میں ہیں کیونکہ یہ آنکھیں بند کر کے انکی کتب پر تصدیق کرتے ہیں۔ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے انہوں نے اعتراف کیا کہ جو ایسی بات کرے کافر ہے لیکن ان مولویوں کا نام لیکر کافر نہیں کہتے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اس حدیث شریف کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے:

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ

ایک ہمہ جہت شخصیت

حافظ محمد اسلام سعیدی، ناظم دفتر تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

خلاق عالم جل مجدہ الکریم نے جب اس عالم کے رنگ و بو میں کسی کو اپنی خلافت پر متمکن فرمانا چاہا تو نگاہ ایزدی نے حضرت انسان کا انتخاب فرمایا اور اسی انسان کو مسجود ملائکہ ہونے کی عظمت پانے سے پہلے ذات علیم و خبیر نے وعلم ادم الاسماء کلھا فرما کر اسکے سر کی زینت تاج علم کو بنایا۔ پھر تاریخ انسانیت کے ہی دور میں جب بعثت رسالت کا سلسلہ جاری رکھا تو اس دور کی برگزیدہ و منتخب ہستی کو من جملہ محاسن و محامد فضائل و کمالات سے آراستہ و پیراستہ فرمایا لیکن ایک وصف خاص ہر دور میں حاملین نبوت و رسالت کا خاصہ رہا اس عظیم دولت و وصف کو صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اس لیے جب ہم نبوت و رسالت کے سلسلہ کی آخری کڑی حضور خاتم المرتبت والنبوۃ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی ذات ستودہ و حمیدہ والا صفات کو دیکھتے ہیں تو آپ کے عظیم و کریم خالق و مولی نے آپ کی ذات کی اس صفت عظمی سے متصف و موصوف ہونے کو کتاب عزیز میں وعلمک مالم تک تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما سے بیان فرمایا۔ اور خود آنجناب ﷺ کو اس صفت و عظمت کی زیادتی و افزائش کی دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا چنانچہ زبان رسالت سے رب زدنی علما کے دعائیہ کلمات کہلوائے۔

رحمت عالم ﷺ پر دروازہ نبوت کو بند فرمانے کے بعد امت مصطفوی سے طبقہ علماء کو اس صفت و عظمت سے موصوف فرمانے کے لے چنا گیا۔ علم چونکہ خاصہ انبیاء ہے اسی لیے حضور ﷺ نے اسے وراثت انبیاء اور اس کے حاملین کو العلماء ورثۃ الانبیاء کا شرف عطا فرمایا۔

اس وراثت و امانت کے محافظین و حاملین کو کبھی تو من سلک طریقا یلتمس فیہ

علما سھل اللہ بہ طریقا الی الجنۃ کی نوید جانفزا سنائی۔ اور کبھی وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ و بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکہ فرما کر مستحق رحمت و سکون قرار دیا۔

اور یہی نفوس قدسیہ زبان نبوی سے انجم ملائکہ کے سوار اور مخلوق ارضین و سماوات کے صلوۃ و استغفار کے سزاوار ٹھہرے۔

اور انہی اولوالعزم و الہم افراد کو ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب کی رفعت و فضیلت بخشی۔ یہی وارثان حکمت لاحسد الا فی اثنین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق و رجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و علمھا کے مصداق اتم ہیں۔ انہی علم و حکمت کے متوالوں کو بارگاہ صمدیت سے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کا تمغہ امتیاز نصیب ہوا۔

اور یہی من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور من یرد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین سے مراد ہیں اور انہی علماء حق کے وصال و وفات کو رفع علم قرار دیا گیا ہے۔ جن علماء کے اٹھنے سے علم اٹھ جاتا ہے انہیں سے ایک شخصیت پیکر علم و عمل، فخر المدرسین، عمدۃ المحققین استاذ العلماء والمحدثین مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی بھی ہے۔

مفتی صاحب جیسی عظیم شخصیت کے متعلق کچھ لکھنا یا اپنی رائے اور خیالات کا اظہار کرنا مجھ جیسے ایک ادنی طالب علم کے بس کی بات نہیں مجھے اپنی کم علمی اور بے مائگی کا پورا احساس و اعتراف ہے لیکن اپنے استاذ محترم کی شخصیت پر چند سطور لکھنا اپنی زندگی کا ایک عظیم اعزاز سمجھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں کی روشنی میں چند معروضات قارئین کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

عموما علم کو وراثت انبیاء قرار دیتے ہوئے اس حدیث کا ایک خاص مفہوم لیا جاتا ہے علماء علم میں انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں لیکن راقم الحروف کا نقطہ نظر اس سے ذرا مختلف

ہے صرف علم ہی کو وراثت نبوت سمجھ کر علما کو اسکا ہی وارث قرار دینا حدیث انور کے مفہوم کو بہت خاص اور کم کردینے کے متعارف ہے علماء وقت علم کے علاوہ انبیاء کرام کے ان اوصاف و امتیازات کو چھوڑ کر جو انکے لئے مخصوص ہیں باقی سبھی فضائل وکمالات عادات واخلاق اور محاسن ومحامد میں وارث انبیاء ہیں۔

اور بحیثیت دین کے ایک ادنی طالبعلم میری نگاہ جب جملہ انبیاء کرام علیہ السلام کی سیرتوں اور بالخصوص امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرت طیبہ پر پڑتی ہے جو سیرت وذات اولٓئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ کے مطابق تمام انبیاء کی عادات واطوار خصائل و اخلاق محاسن ومحامد فضائل وکمالات کی جامع ذات ہے۔تو جملہ انبیاء اور بالخصوص آنجناب ﷺ کی خصوصیات وامتیازات میں ایک وصف انکی ہمہ گیری اور ایک مختصر وقت میں کثیر جہات پر کام کرنا ہے اور وہ بھی اس خوش اسلوبی کے ساتھ کہ ہر نوعیت عمل کا حق ادا ہو جائے مثلاً جب ہم حضور ﷺ کی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ والی عظیم زندگی کا اعلان نبوت فرمانے کے بعد جو دور ہے اس کا نظر عمیق سے مطالعہ کریں تو یہ امر روز روشن کی طرح ہم پر عیاں ہو جائے گا کہ آپ نے اپنی حیات طیبہ کے اس مختصر دور میں کتنی جہات پر بیک وقت پوری محنت شاقہ توجہ اور تن دہی سے کام کیا اس قلیل دور میں آپ ہیں یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اور ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مکہ ومدینہ طائف وحنین کے بازاروں اور گلیوں میں مسجد نبوی کے محراب ومنبر پر جلوہ نما ہو کے تبلیغ کرتے مبلغ اعظم کے روپ میں نظر آتے ہیں اور اس دور میں ہی آپ ریاست مدینہ کے حاکم وفرمانروا بھی ہیں اور اسی زمانہ کی ساعتوں اور گھڑیوں میں آپ فاحکم بین الناس بالقسط کا مصداق ومظہر اتم بن کر کرسی عدالت پر جلوہ نما بھی نظر آتے ہیں اور تاریخ انسان کے اسی روشن ومنور دور میں آپ بدر وحنین، احد وخندق خیبر وتبوک کے میدان کارزار میں سپہ سالار لشکر اسلام بن کر جاھد الکفار والمنافقین کی عملی تصویر نظر آتے ہیں اور اسی دور میں ہی سیرت نبوی

کا ایک پہلو صفہ کے چبوترہ پر بیٹھنے والوں کے لیے معلم کائنات کا بھی ہے۔

الغرض اعلان نبوت فرمانے کے بعد ۲۳ سالہ دور ظاہری حیات مبارکہ میں کوئی جہت وپہلو انسانیت کا ایسا نہیں جس پر آپ نے کام نہ کیا ہو اور ہر امر کو بطریق احسن نبھایا نہ ہو۔لہٰذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختصر مدت میں اتنے اہم اور زیادہ امور کو سرانجام دینا یہ بھی وصف نبوت ہے۔

جب ہم انبیاء کرام میں اس مشترکہ وصف کو بالعموم اور بالخصوص ذات نبوی ﷺ میں دیکھتے ہیں تو مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی ذات جو کہ حقیقتاً وارث کمالات وامتیازات نبوت ہے آپکی ذات کو وراثت انبیاء میں سے اس عظیم صفت کا ایک وافر حصہ ملا۔

اور مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت بھی ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر تھی آپ نے بھی اپنی زندگی مبارکہ کے قلیل عرصہ میں وارث وراثت نبوت ہونے کے لحاظ سے مختلف جہات پر کام کرتے ہوئے گزار دی۔

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اگر مسند تدریس پر قدم رنجہ فرماتے ہیں تو حیات مبارکہ کے چند سالوں میں ہزاروں تشنگان علم ومعرفت کے دلوں کو فیض یاب فرمایا صبح سے لیکر نماز عصر تک دارالعلوم جامعہ نظامیہ کی مسند تدریس پر بیٹھ کر صرف ونحو، منطق وفلسفہ، ادب وبلاغت، قرآن وحدیث تفسیر وفقہ کے متعدد اسباق جانفشانی اور پوری لگن سے پڑھاتے تھے۔

اسکے ساتھ مدینہ لاہور کے علاوہ پورے پاکستان میں مختلف دینی محافل میں شریک ہو کر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر پر عمل پیرا رہے۔

عموماً جو لوگ شعبہ تدریس سے وابستہ ہوتے ہیں تصنیف وتالیف کے میدان سے انکی رغبت وشغف کم ہوتا ہے۔لیکن مفتی صاحب جہاں بہترین اور سلیقہ مند مدرس ہیں وہاں آپ کے دم قدم سے شعبہ تصنیف وتالیف بھی آباد ہے اور تدریس وتبلیغ کے ساتھ ساتھ شعبہ تصنیف وتالیف میں التوسل (عربی) تاریخ نجد وحجاز، علمی مقالات، العقائد والمسائل (عربی) امام اعظم کے اجتہادی قواعد واصول جیسے نادر اور یگانہ روزگار، تصنیفی شاہکار آپ کا ملت اسلامیہ کے لئے گرانقدر اثاثہ اور سرمایہ ہیں۔

اور اگر مسند افتاء پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو بیسیوں مفتی شاگرد پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں مسائل پر علمی و تحقیقی فتاوی جات تحریر فرما دیے بحیثیت مدبر و منتظم تو آپکا ثانی اس قحط الرجال کے دور میں ملنا ہی مشکل ہے کہ باوجود تدریس، تبلیغ، تصنیف اور فتاوی نویسی کے مشاغل و معروضات کے جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے جملہ شعبوں کے انتظام و انصرام اس قدر عمدہ کہ دیکھنے اور جانچنے والا مفتی صاحب کے حسن انتظام کی داد دیے بغیر نہ رہ سکے

اور انہی انتظامی خصوصیات اور مہارت کی وجہ سے جب سے مدارس اہل سنت کی اجتماعی تنظیم المدارس قائم ہوئی۔ بحیثیت ناظم اعلیٰ بحیثیت صدر آپ کے وصال فرمانے تک تنظیم المدارس کا انتظام آپ کے ہاتھ رہا۔

مساجد اور مدارس کے بعض علماء سے ہر دور میں افراد ملت اسلامیہ کو یہ شکوہ رہا کہ یہ لوگ اپنی زندگیاں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں گزار دیتے ہیں اگر کسی ملکی ملی یا دینی تحریک میں انہیں شرکت کے لئے کہا جائے تو یہ افراد اس سے پہلو تہی کرتے ہیں لیکن مفتی صاحب علیہ الرحمۃ محض ایک مدرسہ کے ناظم و مدرس کی حیثیت نہ رکھتے تھے بلکہ نگاہ بصیرت و فراست بڑی دور رس تھی پاکستان یا بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں اور تحریکوں میں آپ نے بڑی گہرائی سے حصہ لیا اور ہر ملکی و ملی اسلامی تحریک میں آپ کا کردار ہر اول دستہ بلکہ قائد کی حیثیت سے رہا۔ تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ ہو یا تحریک تحفظ ناموس رسالت مفتی صاحب نے اپنے جامعہ کے اساتذہ طلباء کے ساتھ پوری قوم کے قدم کے ساتھ قدم ملایا۔

یعنی مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک ہمہ گیر ہمہ جہت شخصیت تھی اور آپکو اللہ جل جلالہ نے وہ برکت عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ انبیاء کو عطا فرماتا ہے اور یہ عنایت و کرم عطیہ خداوندی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

میری اپنے کریم و رحیم مولیٰ کے حضور یہ التجاء ہے کہ رب العالمین مفتی صاحب کی ان تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ لم یزل میں شرف قبولیت بخشے اور انہیں امت کے لئے نفع بخش اور مفتی صاحب کے لئے بلندی درجات کا سبب بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

"ہے کمی تو بس اُسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا"

"موت العالِم موت العَالَم"

نازیہ شاہین ام جمال، ناظمہ، تعلیمات مدرسۃ البنات جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

شد آسماں بگریہ و نالد زمین بسوز
آں خیر خواہ و مونس خلق خدا برفت
اے درد عشق خاک بسر ریز و اشکبار
اے حسن گریہ کن کہ بہارشما رفت

ازل سے لے کر آج تک دنیا میں لاتعداد انسان پیدا ہوئے، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ مگر ان میں سے بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لیے چن لے اور وعدہ کرے کہ "جو کوئی شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت شرط یہ ہے کہ وہ مومن تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

قبلہ مفتی اعظم محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔ یہ لفظ "تھا" کہنا میرے لیے کتنا گراں ہے، اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ان سے وابستہ تھے۔ ہر شخص کی ان کے ساتھ وابستگی اتنی گہری تھی کہ آج اتنے دن گزرنے کے باوجود ہر کوئی گریہ کناں ہے۔

میرے مربی و محسن قبلہ مفتی صاحب کا یہ احسان عظیم کہ مجھ جیسی ناچیز کو اپنے کارواں میں شامل کیا، اور خدمت دین کا عظیم موقع فراہم کیا، ہر گام میری راہنمائی فرمائی، ہماری کوئی پریشانی اور کوئی مسئلہ بھی مسئلہ نہ رہتا جب ہم ان کو اپنی پریشانی اور مسئلہ بتا دیتے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہیں علم، عمل اپنا اور اپنے محبوب پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثنا کا پکا سچا عشق عطا فرمایا، حسن، دولت، شہرت، عزت، نیک نامی اور قابل رشک صحت عطا فرمائی۔ اور قبلہ مفتی صاحب نے ان تمام ودیعت کردہ نعمتوں کے

احسان کے طور پر خود کو دین متین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے،

"اللہ یجتبی الیہ من یشاءُ ویھدی الیہ من ینیب ،،

"اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے لیے جس کو چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرے،،

قبلہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ کے ان خاص بندوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اپنی طرف راہ دی، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف دل وجان سے رجوع کیا تھا، وہ جہد مسلسل اور سعی پیہم کا عملی نمونہ تھے، انکی زندگی میں تھکاوٹ، اکتاہٹ، اور سستی جیسی کسی چیز کو کوئی دخل نہ تھا، وہ زندگی کا ہر کام محبت، خلوص اور جانفشانی سے کرتے، اپنے مقصد کے لئے جان لڑا دینے والے لوگوں میں سے تھے فتاوی رضویہ پر عظیم الشان کام ان کی شبانہ روز محنت وکوشش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کی زندگی انتھک محنت سے مزین تھی، دن کے ایک حصے میں وہ اگر آپ کو درس حدیث میں مشغول نظر آئے تو دن کا باقی حصہ فتوی لکھتے یا کسی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے نظر آتے تھوڑی دیر کے بعد آپ کو پتہ چلتا کہ وہ شیخوپورہ کے عظیم الشان مدرسے کی تعمیرات کا جائزہ لینے روانہ ہو چکے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے مسلسل سفر کرنے کے باوجود اپنی کلاس میں بالکل تازہ اور ہشاش بشاش موجود ہوتے، راتوں کو دیر تک جاگ کر فتاوی رضویہ کا عظیم الشان کام کرتے تو صبح کو کسی قسم کی تھکاوٹ ان کے چہرے اور اعضا سے ظاہر نہ ہوتی۔

تمام عمر عشق مصطفے ﷺ میں بسر کی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا رہے، وہ جس حیثیت، مرتبے اور رشتے میں نظر آئے قابل فخر نظر آئے باپ ہیں تو اولاد کے لئے فخر، بیٹے کی حیثیت سے دیکھیں تو والدین سر فخر سے بلند کریں، بھائی اور بہن کے لئے محبت وشفقت کا حسین امتزاج، شاگرد و مرید کی حیثیت سے جائزہ لیں تو مرشد و استاذ معظم کے لئے عظیم سرمایہ اور جب استاذ بنے تو استاذ العلماء ٹھہرے، وہ ہزاروں تشنگان علم کے لئے ایک بحر بے کراں تھے، لاکھوں

عقیدت مندوں اور شاگردوں کے لئے باعث عزت وافتخار تھے، اندرون وبیرون ملک پھیلے ہوئے لاکھوں ہزاروں بندگان خدا کو آپ سے عقیدت کا فخر تھا، عشق رسول ان کے جسم میں لہو بن کر دوڑتا تھا، اور اسلام کی محبت ان کی روئیں روئیں میں شامل تھی، انکا وجود اسلام کی حقانیت کی دلیل تھا۔ ان کے نورانی چہرے کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا تھا، وہ علم وعمل، اخلاص وتقوی کا عملی نمونہ تھے مسلک اہلسنت کے لئے ان کا وجود اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم تحفہ تھا، ان کو کسی قسم کی سیاست اور کسی بھی سیاسی پارٹی سے کوئی سروکار نہ تھا۔

آج سے دس سال قبل جب ان سے میرا غائبانہ تعارف ہوا تو ان کو ایک نظر دیکھنے کی تمنا دل میں جاگی تھی، وہ قبولیت کی ایسی گھڑی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا مجھے ان کے زیر سایہ ان کی نگرانی میں کام کرنے کا موقع ملا، ان سے مل کر اندازہ ہوا کہ جو سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کے ہیں، استاذ کی بہت عزت کرتے تھے، ان کی گفتگو بہت سادہ ہوتی، کبھی کوئی غیر ضروری بات نہ فرماتے، عیب چینی، عیب گوئی اور عیب بینی ان کی عادت نہ تھی، انکی زندگی کا مقصد اعلاء کلمہ حق اور ناموس رسالت کی حفاظت تھا، حق گو اور نڈر تھے، کبھی کسی امیر یا وزیر کی خوشامد یا چاپلوسی کو پسند نہ فرماتے بلکہ ان کی کوتاہیوں کو ان کے منہ پر کہہ دیتے تھے، وہ عورتوں کی تعلیم کے بہت حامی تھے، اس بات کا عملی ثبوت شیخوپورہ میں عظیم الشان مدرسۃ البنات قائم کر کے دیا۔

ادارہ نظامیہ کے تمام اساتذہ، طالب علم، اور دیگر عملہ بالکل ایک خاندان کی طرح ان کی سربراہی میں کام کرتا، نظامیہ کے تمام انتظامات کا بہت باریکی سے جائزہ لیتے اور کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہ کرتے، ایک سچے عاشق کی طرح کم گفتن، کم خفتن اور کم خوردن مقولے پر عمل کرتے لباس اور غذا بہت سادہ تھی، کسی کی بھی اچھی بات کو بہت سراہتے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا اگر کوئی اچھا کام کرتا اس کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے، باقاعدگی اور وقت کی پابندی انکی عظیم الشان کامیابیوں کا راز تھا۔ صفائی کا بہت اہتمام فرماتے، خود ہمیشہ اجلے، سفید، بے داغ کپڑے زیب تن فرماتے، سفید عمامہ باندھتے، سفید کرتہ شلوار اور سفید رومال ایک کندھے پر رکھتے ایک چھوٹا رومال ہاتھ میں

لیتے تھے، انکے دھلنے والے کپڑے اتنے صاف ہوتے کہ دھلے ہوؤں کا گمان ہوتا۔

عورت کے لئے پردہ ان کی پہلی ترجیح تھا خود سادگی پسند فرماتے اور ہمیں باپردہ اور سادہ رہنے کی تلقین فرماتے پہلی ملاقات سے آخری تک ہمیشہ پردے اور سادگی کا حکم دیتے وہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کا عملی نمونہ تھے وہ حقیقتاً اللہ والے اور اللہ سے ملا دینے والے تھے وہ جس کام کا ارادہ فرماتے تو اس کے بعد اللہ تعالی پر توکل فرماتے اور پھر اللہ تعالی اپنے وعدے کے مطابق اپنے حبیب وکریم ﷺ کے صدقہ اور طفیل سے اسے پورا فرما دیتا، وہ اپنی درویشانہ شان سے دن رات اپنے ادارے کی بہتری اور توسیع کے لئے مصروف عمل رہتے جہاں دن رات قرآن حکیم، قال اللہ تعالی، قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں گونجتیں ہیں، وہ مرد مومن تھے جو ایک شان سے دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے، ان کی سوچ فکر، مشن، خواہش مسلک حق کا پرچار اور تبلیغ تھا، انہیں اپنے ادارے سے منسلک ہر شخص سے بہت پیار تھا، اس ادارے کی خدمت کرنے والا ہر شخص انہیں بہت عزیز تھا، جو لوگ ادارے کی مالی اعانت کرتے ان کے بارے میں فرماتے یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنھما کی سنت پر عمل کرتے ہیں ان لوگوں کی صحت اور درازی عمر کی ہمیشہ دعا فرماتے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ مدرسۃ البنات کی طالبات کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش فرماتے بلکہ ترجیحی سلوک فرماتے، اس کا ثبوت ان کی آخری آرام گاہ بھی ہے جو کہ طالبات کے مدرسہ کے پہلو میں ہے، ان کی ساری زندگی اللہ تعالی اور اس کے محبوب کے ذکر میں گزری اب بھی وہ ہمیشہ ان کا ذکر سنتے رہیں گے مسجد کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے وہ پانچوں وقت اذان و اقامت کی آوازیں سنیں گے تو ادھر طالبات کے ذکر کی آواز ان کی لحد مبارک پر گوہر فشانی کرے گی وہ اللہ تعالی کی رحمت میں تھے، ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالی انکی اولاد، اہل وعیال، عزیز و اقارب، احباب اور ان سے منسلک ہر شخص کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین، اور ہم سب کو ان کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔" آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

کچھ باتیں.........چند یادیں

قاضی عبدالدائم دائم ہری پور ہزارہ

حضرت منصور ابن عمار رحمہ اللہ بہت ہی بزرگ اور کامل انسان تھے، ان کے وعظ میں ایسی تاثیر تھی کہ مسلم تو مسلم، غیر مسلم بھی ان کا بیان سن کر رو پڑتے تھے اور ان کے لبوں پر بے ساختہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہو جاتا تھا۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ جب دفن کیا گیا تو ایک صاحب مشاہدہ نے دیکھا کہ ان کے پاس فرشتے آئے اور پوچھا..... من ربک؟ (تیرا رب کون ہے؟) حضرت منصور کو ان کا سوال ناگوار گزرا اور قدرے تلخی سے گویا ہوئے۔

سنو! میری عمر جب بیس سال تھی تب سے تو میں نے توحید و رسالت کے بارے میں وعظ کرنا شروع کیا تھا اور مسلسل ستر سال تک یہی کام کرتا رہا، جس کے نتیجے میں ایک دنیا نے ہدایت پائی اور کتنے ہی غیر مسلم دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

اب تم مجھے بتاؤ کہ جس شخص نے پورے ستر سال تک رب کی طرف دعوت دی ہو اور جو لوگ ربّ کو جانتے ہی نہ تھے ان کو رب کی پہچان کرائی ہو، آج تم اسی سے آکر یہ پوچھتے ہو کہ تیرا رب کون ہے؟ کتنے افسوس کی بات ہے؟..

ملائکہ حیران رہ گئے۔ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا گیا......

"درست کہتا ہے میرا بندہ منصور، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو"۔

میں صاحب مشاہدہ تو نہیں ہوں لیکن مفتی صاحب نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے، اس کے حوالے سے وہ بھی منکرین سے کہہ سکتے ہیں کہ میری زندگی کا تو ہر لمحہ رب کی عظمتوں کا ڈنکا بجانے کے لئے وقف رہا، میں نے تو اپنی حیات مستعار کا ہر لحظہ لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمعیں فروزاں کرنے میں گزار دیا اور میرا تو پورا جیون ہی دین اسلام کی آبیاری اور اس کے فروغ واشاعت میں بیت گیا، اب تم مجھ ہی سے آکر یہ سوال کرتے ہو کہ تیرا ربّ کون

ہے؟ نبی کون ہے، اور دین کون سا ہے؟

مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اگر عالی جناب مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے یہی انداز اختیار کیا تو بارگاہ ربّ العزت سے ملائکہ کو یہی ندا آئے گی کہ ٹھیک کہتا ہے میرا بندہ عبدالقیوم، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو......!

جناب مفتی صاحب کا مشہور مقولہ ہے کام، کام، کام .... مرنے کے بعد آرام...... اور اپنے اس مقولہ پر خود مفتی صاحب جس طرح عمل پیرا رہے اس کو ہر وہ شخص بخوبی پہچانتا ہے جسے انکے ساتھ کچھ وقت گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی ہو۔ عزیزم قاضی عابد الدائم بتاتا ہے کہ بعض دفعہ مفتی صاحب رات بھر سفر کر کے صبح لاہور پہنچتے تھے تو گھر جانے کے بجائے سیدھے مدرسے (جامعہ نظامیہ) چلے آتے تھے اور آتے ہی پڑھانا شروع کر دیتے تھے۔ پھر حسب معمول سارا دن علمی مصروفیات میں گزار کر رات گئے تشریف لے جاتے تھے۔

طویل سفر سے ہر آدمی تھک تو جاتا ہی ہے مگر شب بھر کے سفر کی تھکاوٹ کے باوجود مفتی صاحب مسندِ تدریس پر محض اس لئے آ بیٹھتے تھے کہ طلباء کا وقت ضائع نہ ہو اور ان کی پڑھائی میں حرج واقع نہ ہو۔ شاید ہی کوئی استاذ ہو جو طلباء پر اس قدر شفیق و مہربان ہو......!

یوں تو مفتی صاحب کی ساری زندگی بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے ہوئے گزری ہے مگر اہل علم کو ان کے جس کام سے بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہے وہ فتاوٰی رضویہ کی جدید اشاعت وطباعت ہے۔ اس میں مفتی صاحب نے حوالہ جات کی تخریج کے علاوہ عربی اور فارسی عبارات کے ترجمے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت کی بعض عبارات بلند پایہ علمی مضامین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مشکل اور پیچیدہ تھیں اس لئے ان کا ترجمہ کرنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں تھی۔ چنانچہ مفتی صاحب نے ملک بھر سے ایسے اہل علم کو تلاش کیا جو یہ کام کر سکتے تھے اور انہیں اس کار خیر پر آمادہ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔

راقم الحروف کے ساتھ ان کے بہت زیادہ قلبی تعلق ومحبت کا سبب بھی یہی بنا۔ فتاوٰی

رضویہ کی ابتدائی چند جلدوں کی اشاعت کے بعد آواری ہوٹل لاہور میں ایک نہایت ہی پروقار تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے فضلاء اور دانشوروں نے اپنے بیش قیمت مقالات میں فتاوٰی رضویہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر میں نے بھی فتاوٰی رضویہ کے عربی خطبہ کی فصاحت وبلاغت اور دیگر خصوصیات پر ایک مقالہ پیش کیا جو مفتی صاحب کو اتنا پسند آیا کہ انہوں نے فتاوٰی رضویہ کی آٹھویں جلد کے آغاز میں اس کو شامل کر دیا۔ اس طرح یہ مقالہ بعنوان: ''فتاوٰی رضویہ کا خطبہ'' جلد ہشتم ص ۱۰ پر چھپ گیا، اس وقت تک چونکہ ابتدائی جلدیں طبع ہو چکی تھیں اس لئے آٹھویں جلد کے ساتھ اس کو چھاپنا پڑا۔ مگر مفتی صاحب اس سے مطمئن نہیں تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کو پہلی جلد کے ساتھ ہونا چاہیے تھا تاکہ خطبہ پڑھنے سے پہلے قاری کو خطبے کی خصوصیات ولطائف سے آگاہی ہو جائے اور وہ پوری طرح خطبے سے لطف اندوز ہو سکے۔ وصال سے چند ہفتے قبل یہاں (ہری پور) تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ پہلی جلد کو دوبارہ نسبتاً بہتر ترجمے کے ساتھ چھاپنے کا ارادہ ہے اور اس دفعہ ان شاء اللہ وہ مقالہ بھی اس کے ساتھ چھاپیں گے۔ پھر قدرے توقف کے بعد گویا ہوئے کہ اعلیٰ حضرت کے بعض رسائل فقہی مسائل پر مشتمل ہیں مگر وہ فتاوٰی رضویہ میں شامل نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو بھی فتاوٰی کے ساتھ شامل کر دیا جائے لیکن اس جلد کا نام کیا رکھا جائے۔ کیا اسے فتاوٰی رضویہ ہی کی ایک جلد قرار دیا جائے یا کوئی اور صورت اختیار کی جائی؟

میں نے عرض کی کہ فقہ کی بہت سی کتابوں کے تکملے لکھے گئے ہیں، اس لئے میرے خیال میں اضافی رسائل پر مشتمل جلد کو فتاوٰی رضویہ کا حصہ بنانے کے بجائے: ''تکملۂ فتاوٰی رضویہ'' کا نام دے دیا جائے، اس طرح اس کا علیحدہ تشخص بھی قائم رہے گا اور اصل فتاوٰی کے ساتھ ہم آہنگی بھی ہو جائے گی۔

یہ بات پسند آئی اور فرمایا...... ''ٹھیک ہے اس کو تکملۂ فتاوٰی رضویہ ہی کے عنوان سے چھاپیں گے۔''

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے کہ وہ مجھ جیسے ہیچمدان انسان کا اتنا مان بڑھا دیتے ہیں کہ نہ صرف مشورہ طلب کرتے تھے بلکہ مان بھی لیتے تھے۔

آہ! ایسی شفیق و مہربان اور ہمدرد وغمگسار ہستی ہمیں اپنی شفقتوں سے محروم کر گئی۔

وہ چل دیئے تو سعد مجھے اس طرح لگا
اک اجنبی کو راستے میں رات ہو گئی

ان سطور کے آغاز میں جس بزرگ ہستی کا واقعہ مذکور ہے، انہی منصور ابن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کے بعد کسی اہل دل نے خواب دیکھا کہ حضرت منصور زرنگار ممبر پر بیٹھے وعظ کر رہے ہیں اور نورانیوں کا ایک بڑا اجتماع ہمہ تن گوش ہے۔ تقریر سے فارغ ہوئے تو خواب دیکھنے والے نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔ ''حضور! وعظ و نصیحت کی ضرورت تو دنیا میں پڑتی ہے تاکہ لوگ برائیوں سے بچیں اور نیکیوں کی طرف راغب ہوں۔ جنت تو دارالجزاء ہے نہ کہ دارالعمل، پھر یہاں آپ کس قسم کا خطاب کر رہے ہیں؟ اور یہ سننے والے کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا۔۔۔۔ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خصوصی عنایت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ منصور! تم دنیا میں جس طرح میری توحید بیان کیا کرتے تھے اور حمد و ثنا کہا کرتے تھے، وہ انداز مجھے بہت پسند ہے اس لئے جنت میں بھی توحید اور حمد کے بارے میں وعظ کرتے رہو، بہت سی روحانی اور نورانی ہستیاں سننے کے لئے آجایا کریں گی۔''

پھر حیرت ظاہر کرنے والے بزرگ سے کہا۔۔۔ ''یہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے، یہ مولائے کریم کی اسی عنایت خاصہ کا مظاہرہ ہے۔''۔۔۔۔۔

راقم بے نوا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ سے کیا بعید ہے کہ حضرت مفتی صاحب سے بھی کہہ دیا جائے کہ عبدالقیوم!!! تم نظامیہ میں بیٹھ کر جس طرح درس دیا کرتے تھے، مجھے تمہارا وہ طریقہ بہت اچھا لگتا ہے اس لئے بہشت میں بھی تدریس کرتے رہا کرو۔ درس میں شامل ہونے کے لئے بہت سے جنتی آجایا کریں گے۔

اگر ایسا ہو گیا تو مفتی صاحب کے مزے ہی ہو جائیں گے۔ وہ اسی وقت جائیں گے اور خلد میں گھومتے پھرتے نظامیہ کے مرحوم تلامذہ کو اپنے مخصوص پنجابی انداز میں کہیں گے۔۔۔'' او پتا!!! کیوں وقت ضائع کر رہے او؟ اِیدھر آ ؤ تے، گویا کہ جمعہ کے سبق پڑھوا''

پھر وہی نظامیہ جیسا سبق ہوگا، ترمذی شریف یا کوئی اور کتاب کھلی ہوگی اور مفتی صاحب حقائق و معارف کے موتی لٹا رہے ہوں گے..... قال اللہ تعالیٰ، ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ومن اصدق من اللہ قیلاً.

پتہ نہیں کیا لکھ رہا ہوں اور کیسے تصورات میں کھو گیا ہوں! چھوڑیئے ان خیالی باتوں کو اور آیئے دکھ، درد، صدمے، غم اور حزن و ملال کی ان کیفیات کی یاد تازہ کریں جو مجھ سمیت ہزاروں پر گزر چکی ہیں۔ یہ چند اشعار ہیں جو اصطلاحی مرثیے کے زمرے میں تو نہیں آتے کیونکہ مرثیے کے بعض لوازمات ان میں نہیں پائے جاتے تاہم رنج والم اور ہجر و فراق کے ان دلدوز لمحات کی عکاسی کسی حد تک ہو گئی ہے۔

چھوڑ کے ہم کو مفتی صاحب چل دیئے یکدم ، انا للہ!
لے گئے خوشیاں ساری اور دے گئے انمٹ غم ، انا للہ!

ڈھونڈ رہی ہیں ان کو نگاہیں ،گونج رہی ہیں سسکیاں ، آہیں
ڈوب رہی ہیں ہجر کے دکھ سے نبضیں پیہم ، انا للہ!

علم کے طالب آج حزیں ہیں اور مدرس بھی غمگین ہیں
بزم نظامیہ ٹوٹی ، بکھری ، درہم برہم انا للہ!

تدریس کی مسند خالی ہے ، تنظیم کا اللہ والی ہے
لہرائے گا کون درسِ نظامی کا اب کون علم ، انا للہ!

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ایک مثالی شخصیت

سردار احمد حسن سعیدی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

گھٹے اگر تو بس ایک مشتِ خاک ہے انسان

بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما نہ سکے

بعض لوگوں کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ ''ایسے لوگ صدیوں بعد جنم لیتے ہیں، ان کا خلاء پر نہ ہو سکے گا''۔ درحقیقت یہ لوگ زندگی میں توقعات سے کہیں بڑھ کر کام کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے عوام وخواص کی نظروں میں وہ بلند رتبہ ٹھہرتے ہیں اور جب وہ رخصت ہوتے ہیں تو وہ کلمات ہر خاص وعام کی زبان کا ورد بن جاتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والفقہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قدس سرہ کا شمار ایسے ہی عظیم لوگوں میں ہوتا ہے آپ کا وصال کر جانا مسلمانانِ عالم کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ آپ کے جانے سے ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا واقعی مشکل ہے۔ آپ کا وصال فقط چند افراد کا نقصان نہیں ہے بلکہ پورے کے پورے ادارے اس عظیم سانحہ سے متاثر ہوئے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ 28 دسمبر 1933ء بمطابق 29 شعبان المعظم 1352ھ کو میراہ اپر تناول ضلع مانسہرہ کے ایک معزز ودیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ،ابتدائی دینی تعلیم آپ نے اپنے والد مولانا حمید اللہ ہزاروی علیہ الرحمۃ اور چچا مولانا محبوب الرحمٰن علیہ الرحمہ سے پڑھیں پھر حصول تعلیم کی لئے آپ مختلف مدارس اور شہروں میں آتے جاتے رہے آپ نے وقت کے بڑے بڑے جید اساتذہ سے فیض علم حاصل کیا تا آنکہ 1955ء کو آپ نے معروف دینی وعلمی درس گاہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور اور 1956ء کو جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں دورۂ حدیث شریف

پڑھا اور سند حدیث حاصل کی، آپ کے معروف اساتذہ میں محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث والتفسیر ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ المعروف سید صاحب، شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ، مولانا سید محمد انور شاہ علیہ الرحمہ اور مولانا محب النبی علیہ الرحمہ جیسے وقت کے عظیم لوگ شامل ہیں۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ تقریباً پچاس برس دین اسلام کی خدمت میں مشغول رہے، ۱۹۶۲ء میں آپ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے مہتمم وناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور تا حیات اس منصب جلیلہ پر فائز رہے اس کے ساتھ ساتھ آپ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے تقریباً اٹھائیس سال ناظم اعلیٰ اور آخری دو سال اس تنظیم کے صدر رہے۔ تنظیم المدارس کے پلیٹ فارم سے مدارس دینیہ کی فلاح وبہبود کے لئے آپ کی خدمات انتہائی قابل قدر ہیں۔ آپ کی تدریس کا دورانیہ نصف صدی پر محیط ہے آپ انتہائی محقق اور قابل استاذ تھے۔

حدیث نبوی ﷺ پڑھانے میں آپ کو مثالی استاذ سمجھا جاتا تھا آپ جب حدیث مقدسہ پر لیکچر دیتے تو سننے والے مخمور ہو جاتے حدیث قدسیہ کے علاوہ تفسیر عربی لغات، اصول، علم معانی، علم بیان، منطق، فلسفہ اور دیگر علوم نقلیہ وعقلیہ کی تدریس کرنے میں بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔

آپ کے معروف شاگردوں میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، مفتی منیب الرحمٰن چیئرمین رویت ہلال کمیٹی، مفتی محمد گل احمد خان عتیقی آزاد کشمیر، مفتی ہدایت اللہ پسروری ملتان، مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا مفتی مزمل حسین لاہور، سید غلام مصطفیٰ بخاری ڈویژنل خطیب راولپنڈی، مولانا خالد نوشاہی برطانیہ، مولانا محمد جمشید سعیدی، مولانا غلام فرید ہزاروی، مولانا نصیر الدین چشتی، مولانا فضل حنان سعیدی اور مولانا خادم حسین صاحب جیسے نامور لوگ شامل ہیں۔

اگرچہ آپ کثیر التصانیف نہیں تھے کیونکہ آپ کا زیادہ تر رجحان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی کتب کو جدید پیرائے میں ڈھال کر شائع کرنے کی طرف رہا اس کے

باوجود آپ نے چند تحقیقی کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں تاریخ نجد وحجاز، العقائد والمسائل، توسّل، علمی مقالات وغیرہ شامل ہیں۔ ان کتب میں تاریخ نجد وحجاز خاصے کی چیز ہے جس کے مطالعہ سے دورِ حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی کے بہت سے اسباب معلوم ہو جاتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی شخصیت کے کئی پہلو تھے، ہر پہلو بہت جاندار اور نہایت شاندار تھا، آپ عالم باعمل، متقی و پرہیزگار، تفسیر وحدیث کے ماہر علم فقہ کے غواص، بہترین استاذ، بلند پایہ مفتی اور دین کی تڑپ سے مالامال بہت مخلص مسلمان تھے۔ آپ اسلامی حمیت کی علامت، جرأت وہمت کا پیکر، انداز کے سکندر، مزاج کے قلندر، نہایت باکردار، پرجلال، پرشکوہ اور زوردار شخصیت کے مالک تھے بلکہ میں تو کہوں گا کہ آپ دورِ حاضر میں فاروقی انداز وفکر کی بہترین مثال تھے۔

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ میدانِ عمل کے بادشاہ تھے، سستی وکاہلی کو آپ نے کبھی اپنے قریب نہ آنے دیا، تھک جانا تو آپ نے سیکھا ہی نہیں تھا، انتہائی متحرک ومحرک انسان جو ہمہ وقت تیاری کی حالت میں رہتے، ہر لحہ کچھ کر دکھانے کی جستجو رہتی، ایک بجلی سی تھی جو ان کی رگ وپے میں دوڑ رہی تھی۔ ستر سال سے زائد عمر ہو جانے کے باوجود آپ مکمل فٹ انسان تھے تقریباً اٹھارہ گھنٹے روزانہ مصروف کار رہنے کے عادی تھے۔

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ بڑی قدر ومنزلت کے مستحق ہوتے ہیں لیکن اپنی زندگی میں ان کو وہ حقیقی مقام ومرتبہ نہیں مل پاتا جو انہیں ملنا چاہیے تھا البتہ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ہر طرف سے ان کے لئے تعریف وتوصیف کی بارش ہونے لگتی ہے۔

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات ہے دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

مفتی صاحب علیہ الرحمہ ان خوش بختوں میں شامل ہیں جن کی ان کی حیات میں ہی بہت پذیرائی ہوئی ان کی عزت وتوقیر کی گئی عوام وخواص کی طرف سے ان کو وہ مقام دیا گیا جس

کے وہ حقیقت میں مستحق تھے بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ محبوبیت کے مقام پر فائز تھے اور محبوب تو پھر محبوب ہوتا ہے۔

آپ کے وصال پر لوگوں کو آپ کی بے پناہ مقبولیت کا بخوبی احساس ہوا جب عوام وخواص، علماء ومشائخ سب صدمے کی کیفیت سے دوچار تھے ان کے آنسو بہے جا رہے تھے اور زبان پر یہی کلمات تھے کہ آج امت مسلمہ ایک عظیم راہنما سے محروم ہو گئی ہے۔ شیخ الحدیث حضرت سید حسین الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کے وصال پر بہت جذباتی انداز میں کہا آج اہل سنت یتیم ہو گئے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ ہر ملنے والے کو یہی کہتے "اب ڈھونڈو مفتی عبدالقیوم کو" آپ کے شاگرد اور متعلقین رو رو کر کہے جا رہے تھے کہ کون ہمیں ڈانٹے گا، کون ہماری غلطیوں کی نشاندہی کرے گا اب کون دن رات ہمارے لئے تڑپے گا اور کس سے ہم کلام رسول ﷺ کی حکمتوں اور باریکیوں کو سمجھیں گے۔

مفتی اعظم پاکستان کو یہ مقبولیت، یہ محبوبیت، یہ عزت وعظمت کوئی راہ چلتے ہوئے نہیں ملی بلکہ آپ کا یہ مقام ذی شان جہد مسلسل کا نتیجہ ہے اس کے پیچھے دل دہلا دینے والی اور بے شمار مصائب وآلام سے پُر ایک طویل داستان ہے مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے پچاس سال سے زائد عرصہ دینِ اسلام کی خدمت کی، ملتِ اسلامیہ کی سربلندی، عظمتِ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کام کیا، نئے نئے شرانگیز فتنوں کے سدباب کے لئے دن رات ایک کیا خصوصاً دورِ حاضر میں عالمی صیہونیت کی طرف سے دینِ اسلام، ملتِ اسلامیہ اور دینی مدارس کے خلاف کی گئی سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا ہر فورم پر اس کے خلاف آواز اٹھائی اور تمام مسالک کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے ساٹھ کی دہائی میں جب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے انتظامی معاملات سنبھالے تو اس وقت بہت مشکلات تھیں، ذرائع آمدنی محدود تھے، روپے پیسے کی بہت قلت تھی، دو چار آدمیوں کا خرچ چلانا بھی انتہائی مشکل تھا، ان حالات میں سینکڑوں طلبہ کی

تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا ان کے قیام وطعام کا بندوبست کرنا کوئی آسان مرحلہ نہ تھا لیکن آپ پر تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم تھا، رسول اللہ ﷺ کی عنایت خاص تھی اور داتا علی ہجویری کے قرب ودعا کی برکات کا اثر تھا کہ آپ نے اپنی مسلسل محنت، کوشش، خصوصی لگن اور صبر واستقامت سے ان تمام مشکل مراحل کو بحسن وخوبی طے کیا اور اپنی منزلوں کو پالیا۔

اپنے ابتدائی دور کی مشکلات کا ذکر کرتے آپ فرماتے کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ رات کو خالی ہاتھ ہوتا اور آنے والے دن طلبہ کی خوراک کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہ ہوتا لیکن صبح ہونے سے پہلے پہلے اللہ کی طرف سے ایسا حیران کن انتظام ہو جاتا کہ بے اختیار بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتا۔ اس کی رزاقی پر شکر بجالاتا اپنے مشن کی سچائی پر میرا ایمان اور پختہ ہو جاتا اور مجھے پورا یقین ہو جاتا کہ میں جس راستے پر گامزن ہوں یہی حق اور سچ کی راہ ہے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے مشن کے حصول کے لئے بڑی تکالیف کا سامنا کیا، ''باغیچی نہال چند'' جہاں اب جامعہ نظامیہ قائم ہے اوباش لوگوں کی آماجگاہ تھی جب دینی کام شروع ہوا تو ہر طرف سے مخالفتوں کا ایک ہجوم امڈا چلا آیا، دین سے بہرہ ان آوارہ لوگوں کی طرف سے آئے روز طلبہ اور اساتذہ کو تنگ کیا جانے لگا، بے ہودہ آوازے کسے جاتے، کئی مرتبہ پتھراؤ اور طلبہ زخمی ہوئے لیکن آپ نے کسی ردعمل کے بجائے صبر واستقلال کو اپنایا اس کے بدلے اللہ رب العزت نے آپ کو وہ عزت وشوکت عطا فرمائی جو کسی کسی کو ملتی ہے۔

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی جرأت وبے باکی مسلمہ تھی آپ فرماتے تھے کہ ابتدائی دور میں کچھ مخالفین دعا کے بہانے مجھے ایک گھر میں لے گئے اور خطرناک ہتھیار دکھا کر کہنے لگے تم یہ علاقہ چھوڑ کر جاؤ گے یا پھر ہم تمہیں جان سے مار ڈالیں، میں نے ان کو جرأت اور انتہائی جذبے سے بھرپور جواب دیا کہ اگر دین حق کی راہ میں مجھے موت آ جائے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہوگی۔ میرا یہ جواب سن کر ان کی ہمت جواب دے گئی اور میرا کچھ نہ بگاڑ اپائے سب کچھ دین حق کی برکت سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف میری حفاظت فرمائی بلکہ

مجھے مخالفین کے مقابل سرخرو فرمایا۔

مفتی اعظم پاکستان حق سچ کہنے سے کبھی نہیں گھبراتے، بارہا آپ نے اہل اقتدار کے سامنے کلمہ حق بلند کیا حتیٰ کہ ملک کے صدر کے سامنے بھی آپ نے اسی زوردار انداز میں گفتگو کی جو آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔

قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ انتہائی بے داغ اور صاف ستھرے کردار کے مالک تھے، آج کے دور میں جب سفارش، رشوت، کرپشن اور ناجائز تعاون ایک فیشن کی صورت اختیار کر چکا ہے آپ نے اپنے صاف ستھرے دامن کردار کو ان تمام آلائشوں سے محفوظ رکھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کے موقع پر آپ سے نظریاتی اختلاف رکھنے والے علماء بھی نہ صرف آپ کے نماز جنازہ میں شریک ہوئے بلکہ انہوں نے آپ کے کردار کی بہت تعریف کی۔

آپ کے قریبی بہت سے لوگ اس بات سے آگاہ ہیں کہ مشرف حکومت کے ابتدائی دور میں جب حکومت کو علماء میں سے سب سے زیادہ باکردار، اصول پرست، محقق، محب وطن اور کلین شخص کی ضرورت محسوس ہوتی تو صرف آپ کا نام ہی سامنے آیا۔

ایک سابقہ حکومت میں جب صوبے کی سب سے طاقتور شخصیت نے زکوٰۃ کے ایک ارب روپے کسی دوسری مد میں لگانے کی کوشش کی تو وہ مفتی صاحب ہی تھے جنہوں نے ایک مفتی اور ذمہ دار شخص کی طرح برملا کہا یہ روپے اس جگہ خرچ نہیں ہو سکتے اور پھر اس بل پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہر قسم کی ترغیب وترہیب کے باوجود آپ اپنی بات پر ڈٹے رہے بالآخر صوبے کی اس مقتدر شخصیت کو اپنے مؤقف سے دستبردار ہونا پڑا یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ورنہ ایسی کئی جرأت مندانہ مثالوں سے آپ کی زندگی بھری پڑی ہے۔ یاد رہے کہ آپ عرصہ دراز تک مرکزی وصوبائی زکوٰۃ کونسل کے ممبر رہے اور ماضی قریب میں آپ وزارت داخلہ کی ایڈوائزری کونسل کے رکن رہے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک بین الاقوامی شخصیت ہونے کے باوجود بہت سادہ طبیعت رکھتے تھے بالکل عام سادہ سی غذا استعمال فرماتے تھے چونکہ مجھے آپ کا شاگرد ہونے کا فخر حاصل

ہے اس لئے زندگی میں بارہا آپ کی خدمت کے مواقع ملتے رہے اور مجھے آپ کے معمولات سے بہت حد تک آگاہی حاصل ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دن کے وقت آپ نے مجھے بلایا اور کہا کہ چائے بنوا کر لاؤ اور ساتھ ایک نان بھی لیتے آنا میں نے دونوں چیزیں حاضر خدمت کیں تو ایک پیالی چائے کے ساتھ وہ نان کھالیا یہ عام طور پر اس عظیم شخصیت کا لنچ ہوا کرتا تھا، مجھے کئی مرتبہ آپ کے ساتھ سفر کے مواقع ملے بالخصوص شیخوپورہ اور حافظ آباد کی طرف کئی مرتبہ اکٹھے جانا ہوا آپ کسی قسم کا تکلف نہیں فرماتے تھے بلکہ کھٹارا قسم کی بسوں میں کھڑے ہو کر بھی سفر اختیار کر لیتے اور میں اگر عرض کرتا: ''استاد محترم''۔ کسی بہتر گاڑی کا انتظار کر لیتے ہیں تو فرماتے نہیں بیٹا ہمیں جلدی جانا ہے بہت دیر ہو جائے گی۔ اس نوعیت کا واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا۔

قبلہ مفتی صاحب انتظامی معاملات میں بہت سخت تھے اور کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے ساتھ کام کرنے والے لوگ ہمہ وقت چاک و چوبند اور ذہنی اور جسمانی لحاظ سے ہر وقت متحرک رہتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ نہ صرف ادارے اور تنظیم کی کارکردگی بہت شاندار ہوتی بلکہ آپ کے زیر سایہ کام کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے بھرپور مواقع ملتے جامعہ نظامیہ کے بہت سے اساتذہ کا انفرادی تحریری و تقریری کام آپ کی اسی سخت گیری کا مرہون منت ہے۔ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ انتظامی اعتبار سے سخت ہونے کے باوجود دیگر معاملات میں بہت نرم رو اور شفیق انسان تھے بالخصوص وہ لوگ جو دین کے ساتھ وابستہ تھے اور پسماندہ علاقوں میں علم دین کی اشاعت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوتے تھے آپ ان پر بہت شفقت فرماتے ان کو وعظ و نصیحت اور بہترین مشوروں سے نوازتے اس کے ساتھ ساتھ آپ ان سے مالی تعاون بھی فرماتے تھے، وصال سے چند روز پہلے ہی آپ نے مختلف مدارس کا دورہ کیا تھا اور تقریباً پندرہ لاکھ روپے ان مدارس میں تقسیم کر کے واپس آئے تھے۔

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے ایک بھرپور زندگی گزاری تھوڑے سے وقت میں صدیوں کا کام کر کے چلتے بنے اور دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے اور ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا کہ اس

شخص کا جانا بھی ویسا ہی ہوا جیسا ان کا مزاج تھا ہر کام جلدی میں، ہر وقت تیزی، شاید آپ کے ذہن میں یہی بات ہو کہ بہت دیر ہو جائے گی۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی پاکیزہ زندگی میں بے شمار کامیابیاں اور کارنامے سنہرے حروف سے جگمگا رہے ہیں تاہم یہ چند کارنامے ایسے ہیں جو شاید اس دور میں کوئی اور شخص سرانجام نہ دے سکتا، آپ نے جامعہ نظامیہ کو وہ عروج بخشا کہ آج یہ مثالی ادارہ تمام دنیائے اسلام میں ایک مرکزی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ پاکستان اور دنیا بھر کے علماء و مشائخ اور عوام اہل سنت کی نگاہیں ہر مشکل اور اہم معاملے میں اسی عظیم درسگاہ کی طرف اٹھتی ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ جو چالیس کنال کے وسیع رقبے پر محیط ہے آپ کا عظیم کارنامہ ہے اس مثالی ادارے میں اس وقت تقریباً دو ہزار طلبہ و طالبات زیر تربیت ہیں۔

آپ کا ایک اور کارنامہ تا قیامت آپ کی یاد دلاتا رہے گا کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی مشہور تصنیف فتاوی رضویہ کو دور حاضر اور مستقبل کے تقاضوں کے مطابق مرتب و شائع کرنے کا اہتمام کیا، فتاوی رضویہ ایک فقہی انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں اکثر مسائل دینیہ کو انتہائی مدلل طریقے سے پوری شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے امت مسلمہ پر آپ کا یہ احسان عظیم ہے مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے بہت کام کیا لیکن میں تو کہوں گا کہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک سچے عاشق رسول تھے بلکہ اس اعتبار سے آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہو بہو تصویر اور صحیح جانشین تھے آپ کا مشن اول و آخر ایک ہی تھا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

واقعی آپ جیسے عظیم لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ آپ کا خلاء تادیر پُر نہیں ہو سکے گا۔

☆☆☆☆☆☆

تحریک نظام مصطفیٰ اور

استاذ العلماء مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: محمد منشا تابش قصوری

مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخاب میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب دھاندلی سے کام لیتے ہوئے پیپلز پارٹی کو کامیابی سے ہمکنار کیا تو قومی اتحاد پاکستان نے ۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو تحریک چلانے کا اعلان کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تحریک نظام مصطفیٰ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ہٹلر، میسولینی، لارڈ ڈلہوزی، اور میجر ہڈسن ایسے ظالم ترین انگریزوں سے بھی اس نے بازی لے جانے کی کوشش میں بھی کچھ داؤ پر لگا دیا۔

لاٹھی، گولی، اشک آور گیس کے شل، پولیس، فیڈرل سیکورٹی فورس جانباز فورس مجاہد فورس، حتی کہ فوج اور عوامی مارشل لاء کے علاوہ پالتو غنڈے، کنجر، طوائفیں، اور تمام لادینی طاقتیں پاکستان کے غیور مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں عورتیں، بچے، بوڑھے، نوجوان، طلباء، وکلاء، علماء پروانہ وار عشق مصطفیٰ کا مظاہرہ کرنے لگے۔

تحریک نظام مصطفیٰ کی کامیابی کے لئے آگ اور خون کے دریا سے گزرنا ان کے لئے ایک کھیل سا بن گیا، پکڑ دھکڑ کے باعث ملک بھر کی جیلیں ناکافی ہو گئیں قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود تحریک گلی بازاروں سے لیکر جیلوں کی سلاخوں کے اندر تک چلنے لگی لطف کی بات ہے کہ جیل کے محافظ از خود تحریک کے حامی و مددگار بننے لگے تو ان پر بھی تشدد کے دروازے کھول دیئے گئے۔ مگر تحریک کچھ اس انداز سے چل رہی تھی کہ ہر نیا سورج اس ظالم کے ہر ایک حربے کو ناکام بناتا ہوا غروب ہوتا، پورے پاکستان میں ہر چھوٹے بڑے شہر اور قصبے یہاں تک کہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، بستی بستی تحریک سے مسحور ہوتی گئی، کراچی، لاہور، ملتان، حیدرآباد، سیالکوٹ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور خصوصی طور پر تحریک کے مرکز بنائے گئے، چنانچہ تحریک نظام مصطفیٰ میں لاہور کا کردار حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی قائدانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جو ہر غیر

ت مند لاہوری پر واضح ہے، اہل سنت و جماعت کی عظیم الشان مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے مدرسین و طلباء کرام نے جس جانفشانی و جانثاری کا مظاہرہ کیا اس میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی خصوصی تربیت کارفرما تھی، یوں تو جامعہ نظامیہ رضویہ کا وجود ہی عملاً اس پاکیزہ نظام کا مرہون منت ہے جس کی خاطر ملک و ملت کا ہر فرد پیہم قربانیاں دیتا آ رہا ہے مگر عملاً مملکت پاکستان کو اس نظام کے تحت چلانے کی کسی بھی حکمران نے کوشش نہیں کی، اور نوبت بایں جا رسید کہ حکمران طبقہ اسلام سے مذاق پر اتر آیا، انتخابات کے دوران دو قسم کے نعرے گونجنے لگے۔ (۱) طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے...... (۲) طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں

اس بنیادی فرق نے واضح کر دیا کہ سرزمین پاک کو بڑی تیزی سے دہریت کی ناپاکی سے پلید کیا جا رہا ہے تو غیرت خداوندی نے اپنی معمولی سی طاقت کا مزا چکھانے کے لئے عاشقان مصطفیٰ کو سڑکوں پر آنے کا سرفروشانہ جذبہ مرحمت فرما دیا، جیسے ہی پاکستان قومی اتحاد کے قائدین نے تحریک نظام مصطفیٰ کا اعلان کیا، لوگ فوج در فوج، خاص و عام میدان عمل میں کود پڑے اس جہاد میں جامعہ کے اساتذہ، طلباء نے حضرت ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے فرمان پر تن من دھن کی بازی لگا دی۔

یہ تحریک ۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء سے لیکر ۵ جولائی ۱۹۷۷ء تک مسلسل ۱۲۲ روز تک بڑی شان و شوکت سے جاری رہی، آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ حضرت مفتی اسلام اور اساتذہ کرام نے اس ابتلاء و آزمائش کے دنوں میں بھی اسباق کا ناغہ نہیں ہونے دیا، حضرت مفتی صاحب اور مدرسین دوران تحریک اپنے تعلیمی فرائض سے باحسن وجوہ عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے تحریکی جلوسوں کی رونق بڑھاتے رہے، جنہیں دیکھ کر خاص عام اور لیڈر حضرات دم بخود تھے، یوں تو جامعہ کا ہر مدرس اور ہر ایک طالب علم تحریک نظام مصطفیٰ کا حصہ بنا مگر بعض مدرسین اور طلباء خصوصی طور پر پیش پیش رہے جن میں اولیت کا شرف حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو حاصل ہے

تحریک نظام مصطفیٰ کے شروع ہوتے ہی مدرسین و طلباء کو آپ نے اسے کامرانی سے ہمکنار کرنے کی تختی سے ہدایت فرمائی، اور خود بھی میدان عمل میں ایک غیرت مند مجاہد کی حیثیت سے شامل رہے بھٹو صاحب نے جب عوامی مارشل لاء نافذ کیا تو شہریوں کا اپنے گھروں سے باہر نکلنا دو بھر ہو گیا تھا مگر اس انتہائی نازک مرحلہ میں آپ باقاعدہ جامعہ سے گھر اور گھر سے جامعہ کرفیو کے

باوجود آتے جاتے رہے بڑی بصیرت اور فراست سے جامعہ کے انتظام کی نگہداشت فرمائی، مدرسین وطلباء کے کردار سے ہر روز ایک نیا جذبہ اور تازہ ولولہ پاتے، اور پھر مزید ہدایات سے نوازتے طلباء کرام اور مدرسین نے تحریک نظام مصطفےٰ میں جو سرفروشانہ کردار سرانجام دیا وہ آپ ہی کی اعلیٰ تربیت کا ثمرہ اور حسن وجدوہ آپ ہی کا کردار تھا تحریک نظام مصطفےٰ کے لئے علمائے اسلام نے جو فتویٰ جاری فرمایا اس پر آپ نے بھی دستخط فرمائے۔ لاہور میں انارکلی اور مسلم مسجد تحریک نظام مصطفیٰ کا مرکز بن چکی تھی اس میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے طلباء ومدرسین پولیس اور دیگر فورسز کی گولیوں سے بڑی تعداد میں زخمی ہوئے تو جامعہ نظامیہ رضویہ میں ایمرجنسی ہسپتال قائم کردیا گیا، جہاں زخمی طلباء ومدرسین کے لئے مرہم پٹی کے علاوہ ادویات کا اعلیٰ انتظام تھا، باقاعدہ تجربہ کار ڈاکٹر کی خدمات حاصل کی گئیں، جو طالب علم زیادہ زخمی ہوتا اسے شہر کے دیگر ہسپتالوں میں لے جایا جاتا۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں جو تحریکی مدرسین وطلباء زخمی ہوئے ان کے تفصیلی کارنامے تو آپ اس زمانہ میں شائع ہونے والی میری کتاب تحریک نظام مصطفےٰ میں جامعہ نظامیہ کا کردار ملاحظہ فرمائیے گا، البتہ ان مجاہدین وغازیان تحریک کے نام درج کئے جاتے ہیں جو جامعہ کے ہنگامی ہسپتال میں زیر علاج رہے۔

حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی مدظلہ، حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ، حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا قاری نذیر احمد قادری مدظلہ، حضرت مولانا سیف الرحمن چترالی مدظلہ، حضرت مولانا محمد جعفر ضیائی صاحب مولانا حافظ عبدالرشید شاہ صاحب، مولانا محمد حنیف صاحب کشمیری، مولانا حافظ محمد اعظم صاحب مولانا ظہور احمد صاحب، مولانا حافظ عاشق حسین شاہ صاحب، مولانا حافظ عبدالخالق اعوان صاحب، مولانا حافظ محمد حلیم صاحب، مولانا حافظ محمد یوسف قاسمی صاحب، مولانا حافظ محمد خان سیالکوٹی صاحب، مولانا محمد یونس چکوالی، مولانا محمد احسان اللہ ہزاروی۔

اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ حضرت مفتی صاحب نے اپنی سرپرستی میں تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کیسے کیسے مجاہد پال رکھے تھے، مولیٰ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور پاکستان کو نظام مصطفےٰ کی دولت عظیم سے مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆

الشيخ المفتى محمدعبدالقيوم رحمة الله عليه

البارع فى الفنون والعلوم

الطالب: محمدفاروق شريف ،الجامعة النظامية الرضويه ،بلاهور

الحمد لله ذى المجد والالاء المنعم على عباده بما شآء.

والصلوٰة والسلام على سيدنا محمدخير الورى وعلىٰ آله وصحبه ومن والاه بلغ النبى ﷺ الرسالة وادى الأمانة ونصح الأمة.

وبعدارتحاله من هذه الدنيا أصبحت و اجبات مهمّة التبليغ على أكتاف العلماء العاملين المخلصين ورثة الانبياء ، و من هؤلاء العلماء الأعلام صاحب الاداب السنية والأخلاق المرضية البهية المفتى محمد عبدالقيوم القادرى عليه الرحمة الّذى قصرت العبارة عن إحاطة ميزاته التى تحلّى بها بفضل الله وكرمه وقد وجدناه متزينا بالأخلاق الحسنة الجميلة والفضائل الحميلة من العلم والأدب والحلم والشرف والكرامة والورع والذكاء والفطانة ،التى لا بد أن يتصف بها كل أحد من العلماء الربانيين المخلصين الراسخين فى العلم.

وقدكانت له مهارة تامة فى العلوم والفنون.

قال أحمدجودت پاشا فى كتابه " المعلومات النافعة " تنقسم العلوم الإسلامية إلى قسمين.

١ العلوم النقلية. ٢ العلوم العقلية

٣ العلوم النقلية. (ويقال لها العلوم الدينيةايضا)علىٰ ثمانية أنواع

١. علم التفسير ٢. علم أصول الحديث ٣. علم الحديث ۴. علم اصول

الكلام ٥. علم الكلام ٦. علم أصول الفقه ٧. علم الفقه ٨. علم التصوف

إن لعلم الفقه فروع عديدة و كلها تحتوى على أربعة أنواع.

١. العبادات. ٢. المناكحات. ٣. المعاملات. ٤. العقوبات

وكان الشيخ مولانا المفتى محمدعبدالقيوم الهزاروى نور الله مرقده وبرد مضجعه بارعا فى العلوم النقلية والعقلية فإنه جدير بأن يقال له العلّامة لأن العلّامة من له مهارة تامّة فى العلوم العقلية والنقلية.

ولعل السبب الظاهر لمهارته فى العلوم والفنون أنه رحمه الله تعالىٰ كان حافظ المتون وكثير الاستحضار وقليل النسيان و جيد الفهم وفهيم الطبع وسليم الذهن.

أذكر نبذة تدل على مهارته وبراعته فى العلوم.

عندما كان رحمه الله تعالىٰ يتعلم فى جامعة حزب الأحناف بمدينة لاهور ولم يكمل دراسة الحديث، جاء المولى أبو العلاء المفتى محمد عبدالله القادرى الرضوى القصورى إلى حضرة رئيس المحدثين العلّامة أبى البركات السيد أحمدعليه الرحمة يطلب مدرّسا نجيبا لمدرسته الّتى أسّسها وسماها بالجامعة الحنفية بمدينة قصور، فأرسل الإمام ابو البركات عليه الرحمة الشيخ محمد عبدالقيوم القادرى الهزاروى.

وبدأ يدرس فى تلك المدرسة ولم يواجه أية مشكلة لأنه تعلم كل فن باجتهاد متواصل وسعى متواترا فلذا كان يدرس كل يوم اثنين و عشرين كتابا. وهذا أدل دليل على كمال براعته فى العلوم والفنون.

و إنه رحمه الله تعالىٰ أمضى حياته فى الجامعة النظامية الرضوية و هو جدير بأن أقول له إنه رحمه الله تعالىٰ علّة غائية لارتقاء هذه المدرسة التى

صيتها فى زوايا العالم.

وكنت أدرس لديه أنا وزملائى هداية الحكمة لأثير الدين الأبهرى وكان يدرس كأنه حافظ و فى يوم من الأيام قال لنا بعد الفراغ من الدراسة انظروا فى الكتاب هل هو كما بينت. فنظرنا فيه ورأى هو بنفسه أيضا و جعل يقول كان المصنف يكتب ما أبين فعجب كل من شهد واعترف بسعة علمه ودقة فنه.

ولا ريب أن وفاته ثلمة فى الإسلام ولا جرم أن ارتحاله حادثة فاجعة لا يمكن تحملها ولكن قضاء الله يجرى فى الكون ونعم ما قال الشاعر.

حكم المنية فى البرية جار : ما هذه الدنيا بدار قرار

وقال الامام الشافعى رحمه الله تعالىٰ.

إذا ما مات ذو علم و فتوى فقد وقعت من الإسلام ثلمة

ولاشك أن حياته عبارة عن خدمة العلوم الاسلامية والتضحية لأجلها وكان يحب التدريس والتعليم حبا جما وطالما سافر إلى أماكن بعيدة ووصل إلى المدرسة على الوقت وأوفى بذممه.

وبرحلته ليس لنا أن نجلس بدون عمل و نتاسف فقط بل علينا أن نبذل جهودنا ومساعينا كلها لأجل التعليم و نشرته ولا بدلنا أن نقتفيه ونمشى على سننه. سقى الله ثراه وأسكنه فسيح جنّاته.

☆☆☆☆☆

میں نے بڑے بڑے اہل علم اور ارباب دستار و جبہ کو قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے سامنے جھکتے ہوئے دیکھا۔

قاری ملازم حسین سعیدی مدرس شعبہ تجوید و قرأت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

میرے استاذ، محسنِ اہلسنت

تحریر: حافظ محمد اعجاز احمد سعیدی، پنڈ دادنخان، ضلع جہلم

استاذ العلماء مخدوم اہلسنت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول محسن اہلسنت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ثم قادری رحمہ اللہ ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جو آسمان علم وفضل پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور اپنی علمی شعاعوں اور ضیاء پاشیوں سے ایک دنیا کے اذہان کو روشن کیا۔

جن کے بحر علم سے ہزاروں تشنگان علم کو اپنی پیاس بجھانے کا موقع ملا، جن کے گوہر ہائے علمی خدمات کا دنیا اعتراف کرتی ہے، اس کا شمار جید علماء اور نامور محدثین میں ہوتا ہے، آپ کی ساری زندگی اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت، قرآن حکیم کی شرح وتفسیر اور درسِ حدیث میں گزری۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ عربی کے بلند پایہ عالم اور دنیائے اسلام کے متاع عزیز تھے، آپ اسلاف کی فکر اور ان کے علوم وحکمت کی زندہ یادگار تھے جن کا ہمسر وعدیل صدیوں میں بھی میسر آنا مشکل ہے۔

آپ پچاس سالوں سے بھی زیادہ عرصے تک خدمتِ دین میں مصروف رہے اور ہزاروں سنی مدارس کی سرپرستی وقیادت کی وجہ سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام میں ایک منفرد مقام حاصل تھا۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ کی شخصیت میں ایک بات بہت واضح ہے اور وہ ہے علمی حلقوں پر آپ کی بلاشرکت غیر حکومت، یہ حقیقت ہے کہ لوگ کسی عالم کو چاہے کتنا ہی کیوں نہ سراہیں اگر اس عالم کو علماء کے حلقے میں مقام حاصل نہیں تو دراصل اس عالم کے پاس وہ علم نہیں جس سے علماء حضرات متاثر ہوسکیں۔

آپ کی شخصیت اپنے ظاہری وباطنی اوصاف وکمالات اور اپنے معنوی وصوری اور فضائل کے لحاظ سے صحیح معنوں میں ایک عظیم شخصیت تھی جس کی مثال موجودہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان عظیم علمی خدمات کے باوجود تواضع وانکساری کا پیکر تھے اور دارالعلوم کے معاملات میں اہل رائے اساتذہ اور اپنے مخلص معاونین و دوستوں سے مشورہ فرماتے تھے اور دارالعلوم کے جملہ معاملات باہمی مشاورت سے چلاتے۔

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے ہر دینی، قومی اور ملی تحریک میں اہم کردار ادا کیا، آپ کے تلامذہ پوری دنیا میں اشاعتِ دین اور تبلیغ دین میں مصروف ہیں، لاہور اور شیخوپورہ میں دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ جس میں ہزاروں طلباء اور سینکڑوں طالبات زیر تعلیم ہیں، جو علوم اسلامیہ کی گراں بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے، یہ دارالعلوم آپ کا زندہ وجاوید کارنامہ ہے۔

فتاوٰی رضویہ کی 27 جلدوں میں جدید اشاعت اور تنظیم المدارس پاکستان کی تنظیم سازی اور درسِ نظامی کی نصابی کتب کے تراجم، شروحات اور حواشی کا کام جو کہ آپ کے شاگردوں نے کیا، یہ اہلسنت پر آپ کے چند بڑے احسانات ہیں جن کی بناء پر آپ محسن اہلسنت ہیں اور میرے استاذ محترم مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ صدقہ جاریہ ہے جو تا قیامت ختم نہ ہوگا۔

اللھم زد فزد فیه وبارک فیه

الغرض حضرت مفتی صاحب قبلہ کے شب وروز، اٹھنا بیٹھنا اور تمام علمی وعملی صلاحیتیں مذہب ومسلک حقہ اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت اور ترقی کے لئے وقف تھیں اور آپ اہلسنت وجماعت کے اتحاد کے داعی تھے آخری دم تک کوشش فرماتے رہے کہ اہلسنت وجماعت مذہبی وسیاسی طور پر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی آخری آرام گاہ پر ہزاروں اور کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو آپ کے مشن کا امین بنائے اور تمام پسماندگان، تلامذہ اور خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت وجماعت کو اپنے محسنین کا قدردان بنائے۔ آمین

"علوم وفنون میں مہارت"

منیر احمد جمالی بلوچ، درجہ سابعہ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام علوم وفنون پر مہارت تامہ حاصل تھی، حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اپنے دور کے عظیم انسان تھے۔

قبلہ مفتی اعظم پاکستان ایک ایسی تحریک کا نام ہے جو اندھوں کو روشنی اور منزل سے بھٹکے ہوؤں کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے اور آپ نے ہمیشہ اپنے شاگردوں کو اور تمام عالم اسلام کو صرف اور صرف ایک سبق دیا ہے کہ:

عشق مصطفیٰ ﷺ کی اک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں اجالا ہو گا

اگر کسی نے گھبرا کے راستے میں آئی ہوئی مصیبتوں اور تکلیفوں اور آزمائشوں کی وجہ سے اپنے ارادے سے ہٹنا چاہا، اپنے ارادے کو ترک کرنا چاہا تو آپ نے اسے ہمیشہ یہی کہا:

نشیمن پر نشیمن اس طرح تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ ہی بیزار ہو جائے

آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ نے بیسویں صدی کی دو نابغہ روزگار علمی شخصیات سے باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور اکتساب فیض کیا، ان میں ایک محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات تھے ان دونوں عظیم علمی شخصیات کا رنگ حضور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ میں جوانی سے ہی جھلکنے لگا تھا۔

آپ تمام علوم وفنون کے ماہر تھے، درس نظامی کی ابتداء انتہا تک کی کتابیں آپ پڑھاتے تھے اور ہر فن میں آپ کو عبور حاصل تھا اور آپ کے سامنے جو کتاب بھی ہوتی اس کو بخوشی

قبول کرتے تھے، اور اس کو اس انداز سے بیان فرماتے تھے کہ ہر طالب علم کو بات بآسانی سمجھ آجاتی تھی۔

قبلہ مفتی صاحب سے جس نے بھی گفتگو کا شرف حاصل کیا یا علم کے حصول کے لئے مجلس اختیار کی تو وہ طالب علم یا وہ گفتگو کرنے والا یہی سمجھتا تھا کہ قبلہ مفتی صاحب مجھ سے ہی سب سے زیادہ شفقت کرتے ہیں اور یہ بات درست ہے کہ پیار، محبت، اخلاق، شفقت اور مہربانی یہ سب خوبیاں ان کی فطرت میں شامل تھیں۔

قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ اصول کے اتنے پابند تھے کہ سردی ہو یا گرمی اپنے وقت پر جامعہ میں آکر اپنے اسباق پڑھاتے تھے اور آپ نے ساری زندگی دین مصطفیٰ ﷺ کے لئے وقف کردی اور جب آپ کی عمر ۲۳ برس کی ہوئی تو آپ مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور تادم آخر قال قال رسول اللہ کا درس دیتے رہے۔

دینی مدارس کے نظام، نصاب اور امتحانی طریق کار کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اس کے علاوہ مرکزی زکوٰۃ کونسل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں، لیکن ان تمام ذمہ داریوں اور مصروفیات کے باوجود انہوں نے اپنے مدرسہ اور اپنے حصے کے اسباق پڑھانے کو فوقیت دی ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ خدا کی یاد سے بھی غافل نہیں ہوئے۔ یہ مانے بنا چارہ نہیں کہ میخانہ حیات سے اس خلیق وشفیق بادہ کش کے اٹھ جانے کے بعد ایک ایسا خلا پیدا ہوا جو شاید مدتوں پورا نہ ہو سکے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہزارہ ڈویژن اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم

سید سبط الحسن ضیغم

بعض علاقوں کی مٹی زرخیز نہیں ہوتی بلکہ انسانوں کی پیدائش کے حوالہ سے بھی وہاں اللہ تعالیٰ کی دین عظیم ہوتی ہے اور ہر عہد میں وہاں پیدا ہونے والے افراد غیر معمولی حیثیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ہری پور ہزارہ ایسے علاقوں میں نمایاں ہے جہاں کا ہر ذرہ تخلیقی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل اور قدرت کی ضیافتوں سے مالا مال ہے اور اٹک کے اس پار واقع دھرتی اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے کلی طور پر منفرد کی پہچان رکھتی ہے۔ میدان سیاست کا یا ادبیات کا۔ درس و تدریس کا ہو یا خطابت کا یا رزم گاہ ہو کل بھی دھرتی زرخیز تھی اور آج بھی یہ علاقہ اُپجاؤ ہے۔

مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مرحوم کو بھی ہزارہ ڈویژن کی وادی مانسہرہ کا چشم و چراغ ہونے کا فخر حاصل تھا وہ اپر تناول میں میراہ کے ایک علمی گھرانہ میں 28 دسمبر 1933ء کو پیدا ہوئے اور پنجاب بھر میں جہاں بھی کوئی اہم مضمون کا استاذ میسر ہوا۔ وہاں پہنچ کر اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور اساتذہ سے فیضیاب ہوئے۔ اندرون لوہاری دروازہ کے محلہ خراسیاں میں واقع ایک باغیچے میں قائم جامع مسجد میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی تو مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مرحوم سے درخواست کی گئی کہ اس دارالعلوم میں درس و تدریس کی ذمہ داری بھی سنبھالیں۔ دارالعلوم کی نظامت کی خدمات بھی سرانجام دیں اور سرمایہ کی فراہمی کے لئے بھی اپنے علمی مقام و مرتبہ کو کام میں لائیں۔ مفتی صاحب نے یہ کانٹوں کا تاج پہن تو لیا مگر ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ دن رات کی محنت کے نتیجہ میں درس گاہ کو واقعی دارالعلوم بنا دیا۔

مفتی صاحب کو فقہ حنفی پر پورا عبور تھا اور ان کے فتاویٰ کو ہمیشہ وقیع مقام دیا گیا ہے۔ لیکن آپ نے بریلوی مکتبہ فکر کے بانی مولانا احمد رضا کے فتاویٰ کی نئے سرے سے تدوین کر کے انہیں چوبیس جلدوں میں طبع کر دیا ہے۔ (اور ان شاء اللہ تین جلدیں عنقریب آنے والی ہیں)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی دارالعلوم میں تصنیف و تالیف اور اشاعت کے حوالہ سے بھی

سرگرم رہتے۔ مفتی صاحب کو اپر تناول کے بارے میں ایک سرکاری رپورٹ ملی جو برطانوی حکمرانوں نے تناولوں کے ریکارڈ کے لئے ترتیب دلوائی تھی۔ مفتی صاحب مرحوم نے مولانا اشرف قادری کو وہ رپورٹ فراہم کی جو انہوں نے "تاریخ تنولیاں" کے نام سے طبع کی جس میں معرکہ بالاکوٹ کے بارے میں کئی نئی لیکن اہم باتیں پہلی بار سامنے آئیں وہ خود بھی صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ تاریخ نجد و حجاز کا ترجمہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ ان کی تصانیف میں اور بھی کتب شامل ہیں۔

دارالعلوم کی لائبریری میں ہزاروں کتابوں کی موجودگی مفتی صاحب کے علمی شوق کا نتیجہ تھا۔ مفتی صاحب مرحوم کو دارالعلوم کی توسیع کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ شیخوپورہ سرگودھا روڈ پر چالیس کنال، اراضی خرید کر دارالعلوم جامعہ نظامیہ کی ایک نئی شاخ قائم کر دی گئی کیونکہ اندرون لوہاری گیٹ میں موجود ادارہ جگہ کی تنگ دامانی کی وجہ سے وسعت کا تقاضا کرتا تھا جسے اس اراضی کی خرید سے پورا کیا گیا اور دارالعلوم کی اس عمارت کو جدید تقاضوں کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے جس میں طلباء اور اساتذہ کے لئے الگ الگ قیام گاہیں تعمیر کی گئی ہیں۔ درس و تدریس کے کمروں میں تعلیمی ماحول کو پروان چڑھانے کی کوشش کی گئی ہے اس میں خوبصورت مسجد بھی ہے۔ اس کمپلیکس میں کھیلنے کے میدان بھی فراہم کئے گئے ہیں۔ نہر کے کنارے پر جدید ترین دارالعلوم کی تعمیر اور جگہ کی خرید پر ساڑھے چھ کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں جو مفتی صاحب مرحوم اور ان کی کارکردگی پر عوام کے اعتماد کا نتیجہ ہے۔ وفات کے روز کمپلیکس کا آخری دورہ بھی کیا اور 26 اگست 2003ء کو اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے اور اسی جدید ترین تعلیمی ادارہ میں ان کی تدفین بھی کی گئی۔

مفتی صاحب سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال کرنے والی شخصیت تھے۔ علماء کی اکثریت کی طرح ان کا جثہ پھیلا ہوا نہیں تھا بلکہ وہ دبلے پتلے اور انتہائی ملنسار، مؤدب اور انسان دوست تھے۔ تعصب نام کی کوئی شئی آپ میں نہیں تھی اپنے مسلک پر سختی سے گامزن رہتے تھے کسی فرد کی عظمت کا پتہ اس کی وفات سے چلتا ہے۔ جو ان کے جنازہ سے ظاہر تھی کیونکہ علم و ادب کے کسی ہوادار کو ایسی عظمت کم ہی حاصل ہوئی ہے جو مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین!!!!..........

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مینارۂ نور

تحریر: پروفیسر محمد ذوالفقار علی بھیروی، گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شیخوپورہ

وہ عظیم ہستی ہم سے جدا ہوئی۔ جس کی زیارت رویت ہلال سے کم نہ تھی۔ جس کی ہر تحقیق عقیدہ اہل سنت تھی۔ جس کی ذات درسِ نظامی کی ضرورت تھی۔ وہ ہستی جو عالمِ اسلام کے لئے قدرت کا عظیم عطیہ تھی، جس کی حیات کا ہر ہر لحہ اہل علم کے لئے سرچشمہ فیض و برکت تھا۔ وہ ہستی ہدایت کا مینارا اور عزم و ہمت کا سنگ میل تھا، جو جہالت کی گھٹاؤں میں علم کا بدر منیر تھا۔

ایسی ہستی جس کے لئے زمانہ صدیوں چشم براہ رہتا ہے۔ جس کے لئے قلوب سراپا آرزو اور نگاہیں مجسم انتظار بن جاتی ہیں۔ سالہا سال تک نرگس اپنی بے نوری پر آنسو بہاتی ہے تب کہیں ایسا دیدہ ور پیدا ہوتا ہے۔

علم کے لحاظ سے آپ میں آسمان کی بلندی تھی مگر مزاج کے اعتبار سے زمین کی عاجزی تھی مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ وہ عظیم ہستی جس نے نصف صدی تک علم و عرفان کے موتی لٹائے اور ہر خاص و عام کو علم کی گوہر پاشیوں سے مستفید کیا، جس نے درسِ نظامی کی تدریس میں انقلاب برپا کیا وہ جس کی ذات سے علم و عرفان کی محفل منور اور درس و تدریس کی مسند آباد تھی۔

آپ کے فیوض و برکات قیامت تک جاری رہیں گے کیونکہ آپ نے مسند تدریس پر فائز ہو کر وہ باکمال علماء تیار کئے۔ جو آپ کا نام روشن کرنے کے لئے کافی......اور آپ کے حق میں مستقل صدقہ جاریہ ہیں۔ وہ اپنی وضع کے منفرد انسان تھے۔ ان کو روح اسلام سے مکمل آگاہی نصیب تھی۔

وہ ہمارا سہارا تھے اور ان کی دعائیں ہمارا سرمایہ تھیں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری کی دینی، علمی، تدریسی، قومی اور ملی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ ربِ کریم مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے درجات بلند سے بلند فرمائے۔ بے شک وہ اسلاف کی عظیم یادگار تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے مزار اقدس پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

میرے قائد میرے شیخ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: وحید نور متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

برصغیر میں مسلمانوں سے حکومت چھن جانے کے بعد آہستہ آہستہ ان کے علمی و فکری اداروں میں زوال آتا چلا گیا، انگریزوں نے اپنا قبضہ مزید مستحکم بنانے کے لئے مسلمانوں کے قدیم نظام تعلیم کے برعکس ایک نیا مغربی انداز کا نظام تعلیم رائج کیا، نتیجتاً رفتہ رفتہ مسلمانوں نے اپنی معاشرتی بہتری کے لئے قدیم اداروں کو چھوڑ کر مغربی تعلیمی اداروں کی طرف رخ کیا۔ ان حالات میں خطرہ یہ تھا کہ کہیں قرآن و حدیث، تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، جیسے گراں قدر اسلامی علوم کا قابلِ رشک اثاثہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس آنے والے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم کی حفاظت کا پرچم بلند کیا۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ بے مثل محدث، عظیم فقیہ، کہنہ مشق مدرس، بالغ نظر مفتی، بہترین مصنف، بافیض شیخ طریقت، مجاہد ملت، محافظ شریعت، شانِ اہلسنت ہونے کے علاوہ عارف حقانی، عالم ربانی، محقق لاثانی، فنافی الرسول ﷺ، پاسبان عصمت الرسول اور مخدوم و مرشد اہلسنت بھی تھے۔ آج ہم سے فقط مفتی اعظم رحمہ اللہ کی ذات جدا نہیں ہوئی بلکہ ایک تحریک، ایک انجمن، ایک معلومات کا وسیع ترین خزانہ جدا ہوا ہے۔ یہ خلا کبھی پر نہیں ہو سکتا۔ اہلسنت یتیم ہو گئے ہیں۔ اگر حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ چاہتے تو دین کی خدمت کے لئے تدریس کی بجائے کوئی اور میدان منتخب کر لیتے لیکن اس شعبہ میں قحط الرجال کو دیکھتے ہوئے آپ نے یہ عظیم قربانی دی کہ خود کو دینی علوم کی تدریس کے لئے ہمہ تن وقف کر دیا۔ آپ کا مقصد صرف عالم تیار کرنا نہیں بلکہ عالم گر تیار کرنا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نہ صرف اپنے مقصد میں کامیاب بلکہ اعلیٰ درجے میں کامیاب ہوئے دبستان مفتی اعظم سے فیض یافتہ سینکڑوں تلامذہ سے قطع نظر صرف استاذی المکرم

حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی، شیخ الحدیث استاذی المکرم حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ العالی اور شیخ الحدیث استاذی المکرم مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی ہی کی شخصیات کو دیکھ لیا جائے تو اس بات پر حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو تیار کیا۔ الحمد للہ اب ان اساتذہ کے آگے سینکڑوں ہزاروں شاگرد تیار ہو چکے ہیں۔ یوں مفتی اعظم رحمہ اللہ نے فیضانِ قرآن و سنت دنیا کے گوشے گوشے میں عام کر دیا۔

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ دینی و ملی، تدریسی و تصنیفی خدمات رہتی دنیا تک قائم رہیں گی، اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اگر ہم اس مشن کو بڑھائیں اگر ہم اس کام کو بڑھا نہیں سکتے تو کم بھی نہ ہونے دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا کی حضور ﷺ کی نظر عنایت رہی اور مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر و شفقت اسی طرح جاری رہی تو عنقریب فقیر ''میرے قائد و شیخ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کرے گا۔ آپ سب حضرات اس بارے خصوص بالخصوص دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ مفتی اعظم رحمہ اللہ کے تمام پسماندگان کو اور تمام اہلسنت کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

محسنِ اہلِ سنت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ

''نے ایک بھرپور زندگی گزاری تھوڑے سے وقت میں
صدیوں کا کام کر کے چلتے بنے اور دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے۔''

مولانا سردار احمد حسن سعیدی، مدرّس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

جانے والے تیرے قدموں کے نشان باقی ہیں

محدثِ عصر علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی

تحریر: مولانا مفتی علی احمد سندیلوی، لاہور

مجھے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے غائبانہ تعارف ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں اس وقت ہوا جب رمضان المبارک کی تعطیلات میں جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف سے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ علم توقیت و تصریح اور سراجی وغیرہ کتب پڑھنے حضرت بحر العلوم علامہ مفتی سید افضل حسین علیہ الرحمۃ سابق شیخ الحدیث جامعہ قادریہ فیصل آباد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ راقم نے قیام جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں کیا۔ انہیں دنوں اتفاق سے حضرت مفتی صاحب کے بڑے صاحبزادے محمد سعید سلمہ بھی جامعہ رضویہ میں قیام پذیر تھے۔ انہوں نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ وہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے صاحبزادے ہیں اور انہوں نے مفتی صاحب کا مختصر تعارف کروایا۔ پھر جب ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں احقر انجمن نعمانیہ لاہور میں تدریس کے لئے حاضر ہوا تو آپ سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس کے بعد تعلقات میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ آپ کی زیر سرپرستی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں چند سال تدریس و افتاء کی خدمات سرانجام دیں اور سات سال تک فقیر کو اکیلے جامعہ نظامیہ رضویہ میں دورہ تفسیر القرآن پڑھانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی اس دورہ سے آپ انتہائی خوش تھے۔

اس کے بعد اگرچہ بعض دیگر مدارس میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے مگر جامعہ نظامیہ رضویہ سے تعلق اسی طرح قائم رہا۔ ہفتہ، عشرہ بلکہ دوسرے دن مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری کا التزام باقی رہا چند دن تاخیر ہو جاتی تو خود کرم فرماتے کسی کے ہاتھ پیغام بھیج دیتے یا فون کر کے بلاتے اور فرماتے اتنے دن ہوئے آئے کیوں نہیں فرماتے آپ مسجد میں

اکیلے ہوتے ہو ملتے رہا کرو۔ خیریت کا پتہ چلتا رہتا ہے ورنہ پریشانی رہتی ہے کہ آئے کیوں نہیں؟ بیمار نہ ہو گئے ہوں موت کا بھی تو کوئی پتہ نہیں کب آجاتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب سے خلوت وجلوت، سفر وحضر درس وتدریس میں رفاقت رہی بہت سی قیمتی باتیں ان کی صحبت میں رہ کر حاصل کیں۔ بہت سے میرے راز ان کے سینہ میں اور ان کے راز میرے سینہ میں دفن ہوئے۔ وہ میرے استاد بھائی تھے اور پیر بھائی بھی۔ مجھ سے علم وعمل، فہم وذکاء میں تو بڑے تھے ہی عمر اور تجربہ میں بھی بارہ تیرا سال بڑے تھے۔

اہل نسبت کے نزدیک پیر بھائی اور استاذ بھائی کا رشتہ حقیقی بھائیوں کے رشتہ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ جس طرح نسبی بڑا بھائی والد کی جگہ اور بڑی بہن ماں کی جگہ ہوتی ہے بڑے بھائی کا ادب واحترام والد کی طرح اور بڑی بہن کا ادب واحترام ماں کی طرح کرنا چاہیے اسی طرح بڑے استاد بھائی اور پیر بھائی بھی استاذ وشیخ کی جگہ ہوتے ہیں ان کا ادب واحترام بھی استاذ کی طرح کرنا چاہیے۔ الحمد للہ فقیر کا اس پر عمل ہے۔

حضرت مفتی صاحب سے اگرچہ سبقاً میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی مگر انکا ادب واحترام اپنے اساتذہ وشیوخ کی طرح کرتا رہا ہوں بلکہ اس کو حقیقت میں بدلنے کے لئے احقر نے آپ سے اجازت عامہ بھی حاصل کی۔

حضرت مفتی صاحب کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں خلیفہ عبدالملک نے ایک مرتبہ امام المحدثین امام زہری کے مدرسہ کا معائنہ کیا تو اس مدرسہ کے طلباء میں اصمعی بھی تھے جو بہت بڑے امام نحو ولغت گزرے ہیں۔ بادشاہ نے اصمعی کا امتحان لیا اور اس سے کوئی سوال پوچھا تو اصمعی نے اس کا معقول جواب دیا۔ بادشاہ نے اس کا جواب سنکر خوش ہو کر امام زہری علیہ الرحمۃ سے کہا ما مات من خلف مثلک کہ وہ شخص نہیں مرا جس نے ایسے لوگ پیچھے چھوڑے ہوں جیسا کہ تو نے چھوڑے ہیں۔

اب جبکہ میں نے یہ سطور لکھنی شروع کیں میری آنکھوں کے سامنے خود بخود چہرہ ماضی

سے نقاب اٹھنا شروع ہو گئے اور میرے پردہ افکار پر مفتی صاحب کی زندگی کی ریل چلنے لگی۔ آئینہ ماضی میں مجھے سینکڑوں وہ تصاویر نظر آئیں جو آج کلیدی مناصب پر متمکن ہیں۔ ارادت کشی سے مخموران کی جگی نگاہیں بتا رہی ہیں۔ یہ تو فیض محمد عبدالقیوم کا کمال ہے آپ کی بے پایاں صلاحیتیں ان گنت مدرس، قاضی، مفتی، خطیب بنا چکی ہیں۔ آپ کی نظر عمیق نے کورذوقی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے بے شمار لوگوں کو علم وفن کی روشنیوں کا خوگر کر دیا۔

حضرت مفتی صاحب ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انہوں نے اپنے پیچھے تلامذہ میں: حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث، حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی، حضرت علامہ عبدالسبحان صاحب مردانوی، حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی، حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی، حضرت علامہ مولانا بشیر احمد سیالوی، یو کے۔ حضرت علامہ مولانا خادم حسین نقشبندی، حضرت علامہ پروفیسر ضیاء المصطفےٰ قصوری، حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی، حضرت علامہ مولانا مفتی سید مزمل حسین شاہ، حضرت علامہ پروفیسر منیب الرحمٰن ہزاروی، حضرت علامہ مولانا عبدالرشید سیالوی، حضرت علامہ مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری، حضرت علامہ مولانا محمد شریف ہزاروی، حضرت علامہ مولانا فضل حنان ہزاروی، حضرت علامہ مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری، حضرت علامہ مولانا محمد ظہیر بٹ، مولانا محمد اکرام اللہ بٹ، مولانا نثار احمد شاکر وغیرہم سینکڑوں زینت مسند تدریس واصحاب قلم شخصیات چھوڑی ہیں۔

مفتی صاحب کی ذات روحانی اور جسمانی نفع بخش تھی روزانہ چار پانچ ہزار طلباء بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ کے علم سے مستفیض ہوتے تھے اور تقریباً دو ہزار طلباء روزانہ آپ کے زیر اہتمام صبح ناشتہ اور دوپہر وشام کھانا تناول کرتے تھے۔ انکی دوسری ضروریات کا پورا کرنا اسکے علاوہ تھا۔

مفتی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ کہ ایک مرتبہ جامعہ کا فنڈ بالکل ختم ہو گیا حتی کہ ایک وقت کے کھانے کا سامان بھی باقی نہ رہا۔ ادھر عملہ کی تنخواہ ادا کرنے کا وقت بھی سر پر تھا۔ ہم پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھے دوپہر کے کھانے کی فکر تھی کہ طلبہ کو کہاں سے کھلائیں گے یہ سوچ

رہے تھے کہ ایک مائی صاحبہ دروازہ سے مدرسہ میں داخل ہوئیں ان کے ہمراہ لوہاری کے تھانیدار صاحب تھے۔ مائی صاحبہ نے اندر داخل ہوتے ہی فرمایا یہی مدرسہ اور یہی مدرسہ کا دروازہ مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس نے کچھ رقم مدرسہ کے فنڈ میں جمع کرائی اور فرمایا جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہمیں اطلاع دینا۔ ہم نے جلد جلد کھانے کا انتظام کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تھانیدار صاحب نے بتایا کہ ہم صبح سے مدرسہ کو تلاش کر رہے ہیں۔ مائی صاحبہ کے بارے میں بتایا کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے خاندان اور دربار شریف کے سجادہ نشینوں میں سے ہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا مجھے سلطان صاحب نے بہت جلد اس مدرسہ کی خدمت کرنیکا حکم دیا ہے اور خواب میں مدرسہ دکھایا تھا۔ تھانیدار صاحب نے بتایا کہ ہم کئی مدرسوں میں گئے۔ مائی صاحبہ فرماتی تھیں یہ وہ مدرسہ نہیں جب یہاں پہنچے تو مائی صاحبہ نے دروازہ دیکھتے ہی فرمایا یہی وہ مدرسہ ہے جو سلطان صاحب نے مجھے خواب میں دکھایا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا اس دن کے بعد ہمیں کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

مفتی صاحب نے ہمیشہ قناعت سے کام لیا بقدر ضرورت پر راضی ہو کر اپنے وقت کو بچا کر اعلیٰ اقدار و اعلیٰ مقاصد کے حصول پر صرف کیا۔

مفتی صاحب نے ہمیشہ مدرسہ کی رقم خرچ کرنے میں اس اصول پر عمل کیا۔ آپ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ کم سے کم خرچ میں مدرسہ کا زیادہ سے زیادہ کام ہو جائے۔ بارہا میرے ساتھ بھاٹی یا ٹکسالی تک پیدل آتے لوہاری سے تانگہ یا ویگن وغیرہ پر بیٹھتے تاکہ کرایہ کم لگے فیصل آباد جاتے تو عموماً اکیلے ہی چلے جاتے کبھی راقم کو فرماتے فیصل آباد چلنا ہے آخری دن بھی حضرت مولانا عبدالستار سعیدی صاحب کے کہنے کے باوجود مدرسہ کی گاڑی پر شیخوپورہ جامعہ نظامیہ نہیں گئے۔ فرمایا کہ میں نے اکیلے جانا ہے۔ بس پر چلا جاؤں گا۔

مفتی صاحب نے ہمیشہ اپنے اصولوں پر عمل کیا ایک مرتبہ تو جان کی بازی بھی لگا دی علاقے کے غنڈے چاہتے تھے جہاں مدرسہ ہے یہاں مدرسہ نہ بنے ایک مرتبہ وہ مفتی صاحب کو

بہانے سے اپنے ساتھ لے گئے تنہائی میں جا کر کہنے لگے مولوی اب ہم تمہیں قتل کرتے ہیں۔ مفتی صاحب ذرا نہیں گھبرائے بڑے تحمل سے جواب دیا یہی تو میرا مقصود ہے۔ اس پر انہوں نے آپکو یہ کہہ کر چھوڑ دیا۔ کہ چھوڑو اسے یہ مولوی تو ہمارے سر پر چڑھتا ہے۔

مفتی صاحب میں کمال منتقل کرنے والی شخصیات

کوئی بھی شخص اپنی ذات کے اعتبار سے صاحب کمال نہیں ہوتا۔ کمال حاصل ہوتا ہے کسی صاحب کمال کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے اور اسکی مجلس وصحبت میں رہنے سے حضرت مفتی صاحب کو آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا علامہ حمید اللہ صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ (والد ماجد)، حضرت مولانا علامہ محبوب الرحمٰن صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ (چچا جان)، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ شارح بخاری وبانی جامعہ نظامیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری اشرفی علیہ الرحمۃ، اور دیگر اساتذہ ومشائخ کے فیوض نے بام عروج تک پہنچایا جس کے مبارک ثمرات، قبولیت اور محبوبیت کی شکل میں روز روشن کی طرح خلق کثیر نے دیکھے۔

حضرت مفتی صاحب کی سیرت وکردار کو قید حروف میں محبوس کرنا انجم شماری کے مترادف ہے میں تو اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کروں گا۔

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن
بڑی اداس بڑی سوگوار گزرے گی

اسکے نقوش ونشان باقی ہیں جو ہمیں بزبان حال پکار رہے ہیں کہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ

ہم تو سجدے تیری راہوں پہ کئے جائیں گے
جانے والے تیرے قدموں کے نشان باقی ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ ایک عالم ربانی

سید غلام مصطفیٰ شاہ ریاض البخاری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، شیخوپورہ

اس کی نفرت بھی شفیق اسکی محبت بھی عمیق
قہر بھی اسکا تھا اللہ کے بندوں پہ شفیق
انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق
مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق
اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
اس احوال سے محرم نہیں پیران طریق

یوں تو عالم رنگ و بو میں روز بروز اموات کا سلسلہ جاری ہے۔ ہزاروں، لاکھوں لوگ صفحۂ ہستی سے رخصت ہوتے ہیں دار فنا کو چھوڑ کر دار بقا کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ ان کے انتقال سے کاروان جہاں میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ قافلہ کار تجارت اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے دنیا کسی تغیر و تبدل کا شکار نہیں ہوتی۔ کارخانۂ حیات معمول کے مطابق چلتا رہتا ہے۔ دو چار دن گزر جانے سے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ غم مٹ جاتا ہے دکھ بھول جاتے ہیں۔

مگر وہ جو عشق و محبت کے دیپ جلائے، ملت کو اتفاق و اتحاد کے علم تلے مجتمع کرنے کا خواہاں ہو۔ جو نظام مصطفیٰ کے لئے ہر وقت کوشاں ہو، لحہ لحہ جو فکر رسوم میں مبتلا ہو۔ کبر میں بھی جس کا جذبہ جواں ہو، جس کی زندگی عالم انسانیت کے لئے مشعل راہ ہو۔ جس کی کوشش و کاوش فقط دین محمدی کی ترویج و اشاعت کے لئے ہو۔ حق گوئی و بے باکی میں جو بے نظیر ہو۔ اسوۂ رسول کی جو عیاں تصویر ہو، جس کا ہر قول ریشم و دیبا و حریر ہو، ہر طالب دین جس کی محبت کا اسیر ہو۔ جس کا نام ہی باطل کے لئے ضرب و جریر ہو۔ جو بدل رہا امت کی تقدیر ہوا، اچانک جب ایسی عظیم ہستی عالم

ہستی سے پوشیدہ و پنہاں ہوتی ہے تو بے شک تمام عالم میں افسردگی اور سوگواری چھا جاتی ہے۔ دفعۃً ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نظام عالم تھم سا گیا ہے۔ ہر قافلہ وہیں جم سا گیا ہے۔ کائنات بہت ادھوری ادھوری سی ہو گئی ہے۔ علم و ادب کی بستی اجڑی اجڑی سی ہو گئی ہے۔ پھر قیامت تک کے لئے زخم مندمل نہیں ہوتے بلکہ مزید چرتے چلے جاتے ہیں۔ غم مٹتے نہیں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ گھاؤ بھرتے نہیں پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ دکھ بھولتے نہیں بلکہ دلوں کو اور مجروح کرتے چلے جاتے ہیں۔ فرشتے بھی یہ روح فرسا منظر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ آج دنیا ایک عالم ربانی سے محروم ہو رہی ہے۔ چرند پرند اپنی چہل پہل کو، شجر اپنی خنک ہواؤں کو روک کر سہم سے جاتے ہیں۔ حتی کہ پانی میں سمک کھو کر اپنی زبان سے دعائے مغفرت کرتی ہیں بلوں میں نمل ہوتا ہے اسے بھی خلل، قلق ہوتی ہیں اسے بہت سی علل، اللہ والے کی زیارت کے لئے کرتی ہے جیل، دل سوزاں سے بخشش کی دعا کرتی ہے۔ برگ و شجر کرتے ہیں وہ صبر، عالم تجسس میں حیرانی کے سوا انکے پاس بھی کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ فیوض و برکات کے انمول جواہر لٹانے والے۔ اپنی چشمہائے روشن کو بند کئے مخلوقات کو پتیاں چھوڑے واصل الی اللہ ہو رہے ہیں۔

بے شک مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ انہی شخصیات میں سے تھے کہ جن کے اچانک جدا ہونے نے پورے جہاں کو غم سے نڈھال کر دیا۔ خلق کا ہر فرد سوگ میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔

اٹھتے جاتے ہیں اس بزم سے ارباب نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

جس سے بہار تھی وہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے
تنہا بے سر وسامان چھوڑ کر چل بے

لطف تھا جن سے نظارے کا حسیں وہ نہ رہے
جس سے رونق تھی مکان و مکیں وہ نہ رہے

مفتی اعظم پاکستان بقیۃ السلف تھے جنکو دیکھتے ہی اللہ یاد آ جاتا تھا۔ رسول اللہ کی چلتی

پھرتی سنت، اسوۂ رسول کی زندہ تابندہ مثال، ساری زندگی محبت رسول کا درس دیا۔ قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اس دارفانی سے رخت سفر باندھا۔ روز وصال بھی اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لبیک کہا۔ اپنازادِراہ محبت رسول کو بنایا تاکہ قبر میں چراغاں رہے:

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

رئیس الجامعہ شیخ الاسلام مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ صورت وسیرت کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جانشین تھے، شب وروز کی محنت کو دیکھ کر دنیائے سنیت کی طرف سے آپ کو نائب اعلیٰ حضرت، وارث اعلیٰ حضرت، سند المدرسین، رئیس المدرسین، محسن اہل سنت اور مفتی اعظم پاکستان جیسے عظیم القاب عطا ہوئے۔

گزشتہ برس جب ہم شرف اہل سنت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری قدس سرہ العزیز سے درس بخاری لے رہے تھے تو آپ نے دورانِ درس گفتگو فرماتے ہوئے کہا مفتی اعظم پاکستان اب جس مقام پر فائز ہیں اس مقام پر آپ کو شیخ سے ملقب کرنا چاہئے۔ حقیقتاً آپ شیخ الاسلام کے مقام ومرتبہ پر فائز تھے۔

طلباء کوالوداعی تقریب میں ایک مختصر مگر جامع خطاب:۔

اے طالبان حق وصداقت! دیکھو آج انسان کس قدر پریشان وپشیمان ہے۔ اسے یہ بات دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے کہ معمولی تنخواہ ہے اور بجلی کا بل سر پر روشن ہے پانی کا بل عقل دھوئے جارہا ہے۔ گیس کا بل جان جلانے جارہا ہے بچوں کی فیس ستائے جارہی ہے۔ مکان کا کرایہ شب وروز بڑھتا ہی جارہا ہے۔ ایک کمانے والا سو کھانے والے، ایک جان تو سوزیاں، پھر کیا کرے بیچاری جان، اکتا کر چھوڑ گیا جہاں، پیچھے رہ گئی آہ وفغاں۔

اے علم کے پیاسو! ایک نظر اپنے اوپر بھی ڈالو کہ تمہیں بھی کوئی الجھن ہے۔ یقیناً کوئی پریشانی کوئی تکلیف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے سیٹھوں اور تاجروں کی ڈیوٹیاں لگادی ہیں۔ جو

اپنی کمائی سے ہمت ومشقت کرکے تمہارے لئے سامان مہیا کررہے ہیں۔ کوئی گندم، کوئی آٹا تو کوئی سبزی لے کر آرہا ہے کیونکہ رسول اللہ نے تمہارے بارے میں فرمایا ھم اضعاف لاھل الاسلام (ترمذی ۲/۱۷) دینی طلباء پوری دنیا کے مہمان ہیں۔ پریشانی میزبان کو ہوتی ہے مہمان کو نہیں اور تم جسکے مہمان ہوا سے کوئی پریشانی نہیں تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھا ہے۔

بچہ ماں کے پیٹ میں ہو تو ماں متفکر، باہر آیا تو باپ بھی سوچنے لگا، بڑا ہوا تو بہن بھائی بھی غور کرنے لگے ذرا چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو سب گھر والوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ گھر سے باہر آیا کسی نے مارا تو سب ڈانٹنے لگے او ے شرم کرا بچے پر ہاتھ اٹھاتا ہے بچے کو مارتا ہے کیونکہ وہ ابھی ناتواں ہے، کمزور ہے، سارے اس کی رکھوالی اور حفاظت ونگہبانی پر مامور فرما رکھا ہے۔ تم بیمار ہوتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری دوائی کا انتظام کرتا ہے۔ بھوک لگتی ہے تو ہر وقت کھانا تیار ہے۔ نہانا ہے تو پانی متوفر موجود ہے۔ سونا ہے تو رہائش موافق فرمائش متصل آرائش ہے۔ نہ بجلی کے بل کی فکر نہ گیس کے بل سے سوختہ ہو جگر نہ مکان کے کرائے کا ذکر۔

اتنی آسائش کے متحمل ہونے کے باوجود بھی اگر تم نہ پڑھو اور سبق یاد کرنے میں سستی وغفلت کا مظاہرہ کرو تو کیا ان نعمتوں کے حقدار ہوا ے خواستگار دین۔ اے طلبگار قلب حزیں سن! پڑھو پڑھو بس پڑھو۔ کام کام بس کام۔ بس آگے بڑھتے جاؤ۔ ایسے مرد درویش اور مرد حق کی اقبال کے ہاں کیا تعریف ہے اتو پڑھیے اور فرط مسرت سے جھوم جایئے:

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر دے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کر دے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان......میری نظر میں

محمد شریف گل خوشنویس
کاتب فتاویٰ رضویہ

کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔

نہ من آں گل عارض غزل سرائم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اند

(ایک میں ہی اس گل رعنا کی تعریف نہیں کرتا، ہزاروں بلبلیں اس کی مدح سرائی کر رہی ہیں۔)

مفتی اعظم پاکستان جناب علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی ودینی خدمات کا کون معترف نہیں، اک جہان ان کی خدمات کا مدح سرا ہے، آپ کو ہزارہ ڈویژن کی وادی مانسہرہ کا چشم و چراغ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ 28 دسمبر 1933ء کو پیدا ہوئے، اور مختلف جامعات سے 1956ء تک مسلسل 23 سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے، آپ کو محلہ خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں قائم جامعہ نظامیہ رضویہ کا مہتمم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مفتی صاحب مرحوم کو فقہ حنفی پر عبور حاصل تھا۔

مفتی صاحب مرحوم سے راقم الحروف (محمد شریف گل خوشنویس) کی ملاقات 1989ء کے اواخر میں ہوئی۔ آپ نے جامعہ نظامیہ رضویہ میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس کا بڑا مقصد فتاویٰ رضویہ کی اشاعت تھا، فتاویٰ رضویہ کی کتب کا کام مجھے سونپ دیا گیا، خدا کے فضل وکرم سے فتاویٰ رضویہ کی 24 جلدیں چھپ چکی ہیں اور پچیسویں جلد چھپائی کے لئے پریس میں جا چکی ہے۔ مفتی صاحب مرحوم کو ہمہ وقت فتاویٰ رضویہ کی فکر ہی دامن گیر رہتی، مجھے فون پر اور بوقت ملاقات ایسے فرمایا کرتے۔

گل صاحب! جلدی کرو، درمیان میں دوسرا کام نہ کرنا، میں چاہتا

ہوں کہ فتاویٰ رضویہ میری زندگی میں ہی مکمل ہو جائے، اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کسی نے لکھوانا نہیں اور اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو کسی نے لکھنا نہیں۔"

میں جب بھی ملاقات کے لئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا، مجھے اٹھ کر ملتے اور معانقہ فرماتے، پھر مجھے نہایت شفقت سے اپنے پاس بٹھاتے، واپسی پر بھی مجھ سے ایسا ہی محبت بھرا سلوک فرماتے۔

جب فتاویٰ رضویہ کی جلد آخری مراحل میں ہوتی تو میں ایک دو روز جامعہ میں ٹھہر جاتا وہیں بیٹھ کر اس کی تصحیح وغیرہ کر دیتا اور صفحات نمبر وغیرہ لگا دیتا۔ اس دوران اگر مفتی صاحب مرحوم کا کہیں جانا ہوتا تو اپنے اکاؤنٹنٹ جناب علامہ مولانا غلام فرید صاحب مدظلہ سے فرماتے کہ میں ضروری کام کے لئے جا رہا ہوں میرے بعد اگر کاتب نے جانا ہو تو ان کو اتنے پیسے دے کر فارغ کر دینا"۔

اب کے جب میں جلد 25 کی تصحیح کے لئے جامعہ میں حاضر ہوا، 25 اگست 2003ء (بروز پیر) مجھے واپس آنا تھا تو مفتی صاحب خلاف معمول مجھے پیغام بھجوایا کہ گل صاحب سے کہیں کہ مجھے مل لیں، مجھے کہیں جانا ہے"۔ میں لائبریری روم (جو دوسری منزل پر ہے) سے نیچے مفتی صاحب کے کمرے میں آیا، آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور بہت خوش ہوئے کہ خدا کے فضل سے 25 جلدیں ہو گئیں باقی کام جلدی ختم کرو، مفتی صاحب سے یہ میری آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

آپ کی دینی خدمات کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں جگہ کی تنگ دامانی کی وجہ سے شیخوپورہ میں سرگودھا روڈ پر چالیس کنال اراضی خرید کر دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کی ایک نئی شاخ قائم کر دی۔ جامعہ ہذا کی عمارت کو جدید تقاضوں کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے، جامعہ ہذا میں درس وتدریس اور اساتذہ کی قیام گاہوں کے ساتھ ساتھ کھیل کے میدان بھی فراہم کئے گئے ہیں۔ اس جدید دار العلوم پر اب تک تقریباً ساڑھے چھ کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں جو مفتی صاحب مرحوم اور ان کی کارکردگی پر عوام کے اعتماد کا نتیجہ ہے۔

وفات کے روز (26 / اگست 2003ء بروز منگل) کو جامعہ ہذا کا آخری دورہ کیا اور

اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، اس جدید ترین ادارہ میں خوبصورت مسجد کے نزدیک ان کی تدفین کی گئی، جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی صاحب مرحوم عالم باعمل تھے، سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال فرماتے تھے، دبلے پتلے جسم کے مالک تھے، انتہائی ملنسار، مؤدب، اور انسان دوست تھے۔ تعصب نام کو نہیں تھا، اہل سنت وجماعت کی ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ عشق رسول ان کی روح میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بقول اقبال

به مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

کے مصداق دل سے قائل تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات پر ہر آنکھ پرنم تھی، ایسے ہی مؤمنین کے لئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، ''مومن مرتا ہے تو چالیس روز تک صبح کے وقت اس پر زمین روتی ہے، اس کی نماز کی جگہ روتی ہے، آسمان سے اس کے عمل چڑھنے کی جگہ روتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان، نائب اعلیٰ حضرت، جانشین محدث اعظم پاکستان

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ

فرماتے تھے کہ بیماری اور علالت کو معلوم ہے کہ مفتی عبدالقیوم مجھ سے ڈرتا ہی نہیں، لیٹنے اور سکون کرنے کی بجائے بیماری میں وہ بڑھ چڑھ کر اور تیزی کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اس لئے بیماری شرم کے مارے بھاگ جاتی ہے۔

مراسلہ: حافظ محمد عتیق الرحمٰن...... حافظ ناصر اقبال سیالوی، سرگودھا

مسند تدریس کے شہنشاہ

مولانا رضائے مصطفیٰ نقشبندی
ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج لاہور

حضرت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن استاذ المحدثین حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کا وصال عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادگان اعزہ واقرباء جملہ اساتذہ جامعہ نظامیہ کو صبر جمیل عطا فرمائے حضرت مفتی اعظم اہل سنت ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے عظیم مذہبی رہنما تھے۔ ان کی عالمانہ فاضلانہ خدمات سے دنیا ہمیشہ فیض یاب ہوتی رہے گی۔

حضرت استاذ المحدثین سند الفقہاء شیخ العرب والعجم حضرت مولانا غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ کے بعد حضرت مفتی صاحب نے نہ صرف مسند تدریس بلکہ تنظیمی امور کو اس شان سے ادا کیا کہ جامعہ نظامیہ کی علمی شہرت کا ڈنکا عالم اسلام میں بجنے لگا۔ ایسے درویش صفت عالم صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ کہنے کو یہ جملہ بہت آسان ہے استاذ المحدثین، لیکن صحیح معنوں میں اس کی حامل بہت کم شخصیات ہوتی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بجا طور پر اس منصب کے حقدار تھے۔

آپ کا علمی فیضان صرف برصغیر میں نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں جاری وساری ہے۔ آپ کے فیض یافتگان پوری دنیائے اسلام میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ جہت علمی بصیرت عطا فرمائی تھی کسی بھی موضوع پر اہل علم کی محفل میں جب گفتگو کا سلسلہ شروع ہوتا تو آپ حدیث تفسیر، عقائد وکلام، تصوف، میراث، منطق، فلسفہ، اسماء الرجال صرف ونحو سیرت وتاریخ ودیگر موضوعات پر نہ صرف کوئی رائے پیش کرنے پر اکتفا فرماتے بلکہ رہنمائی بھی فرماتے۔ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ کا مظہر ہوتے ہیں اور حضور سید کائنات جان دو عالم ﷺ کے صحابہ آپ کے کمالات

عالیہ کے مظہر تھے اور علماء اولیاء ملت بھی آپ کے اور آپ کے صحابہ آپ کے کمالات عالیہ کے مظہر ہیں۔ ہمارا وجدان کہتا ہے کہ حضرت مفتی اعظم کو اللہ تعالیٰ نے جلال و جمال فاروقی کا مظہر بنا دیا تھا۔ آپ کے شاندار اور جاندار نظم وضبط نے تنظیم المدارس کو وہ مقام عطا کیا کہ تنظیم المدارس کی سند کسی بھی سرکاری اور غیر سرکاری ادارے میں بے شک سند مانی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر وفاقوں کی اسناد و مفتوں مہینوں جانچ پڑتال کے مراحل سے گزرتی رہتی ہیں۔

ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ مفتی صاحب جیسی شخصیت کو کسی تنظیم یا ادارے کا سربراہ نہیں بلکہ کسی عظیم مملکت کا بادشاہ ہونا چاہئے تھا۔ حق بات کہنے میں آپ کسی بڑے سے بڑے عالم پیر مفتی وزیر سفیر کو ہرگز ہرگز خاطر میں نہیں لاتے تھے اس لئے کہ آپ کا اپنا کردار کھلی کتاب کی مانند تھا۔

یوں تو آپ کی ہر علمی خدمت قابل ستائش ہے "فتاوی رضویہ" فقہ حنفی کا شہرہ آفاق علمی خزانہ ہے جس کی تحسین عرب وعجم کے علماء فرما چکے اور جس کی علمی رفعت کے عوام تو عوام، علماء بھی انگشت بدندان تھے۔ اس فتاوی کو اس انداز میں پیش کرنا کہ وہاں تک عوام کو بھی رسائی حاصل ہو۔ اس علمی کاوش نے مفتی صاحب کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔

آپ کے متعلق حضرت شرف ملت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کا ہدیہ عقیدت بہت روح پرور ہے کہ "اگر حضرت مفتی اعظم دامن نچوڑیں تو فرشتے وضو کریں"۔

سبحان اللہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے قدموں تلے عرشی اپنے پر فرش راہ کرتے ہیں اللہ رب العزت حضرت مفتی اعظم کے مزار پر تا قیامت رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی زیر نگرانی چلنے والے تمام جامعات کو سلامت رکھے۔ آمین۔

قبلہ استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان
مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ مخزن علم وعرفان تھے
(طارق محمود الرحمٰن، شیخ طاہر جمیل، سرفراز احمد، لاہور)

حضرت استاذ العلماء مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قدس سرہ

مشاہیر اور زعماء قوم کی نظر میں

ملک محمد محبوب الرسول قادری

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت پر دنیائے اہلسنت میں گہرے صدمے اور غم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ نماز جنازہ کے فقید المثال اجتماع میں جن اہم اور مقتدر شخصیات سے ملاقات ہوئی یا بعد میں تعزیت کے لئے آنے والے بزرگوں سے حضرت مفتی صاحب مغفور کے متعلق بات ہوئی تو جو فوری تاثر تھا اسے اس مقصد کے لئے محفوظ کر لیا ہے تا کہ اسے محترم قارئین تک منتقل کر سکوں۔

یوں تو تعزیت گزار علماء و مشائخ، دینی و روحانی شخصیات، سیاسی و سماجی راہنماؤں کی تعداد ہزاروں میں بنتی ہے۔ لیکن یہاں چند اہم شخصیات کے مختصر ترین تاثرات نذر قارئین کرنے پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔

☆ حضرت مفتی صاحب کی رحلت پوری قوم کے لئے بڑا علمی نقصان ہے میں پوری قوم سے تعزیت گزار ہوں۔ (شیخ الاسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی)

☆ اُن کا سفر آخرت ان کی اگلی منزلیں آسان ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔
(پیر محمد عتیق الرحمٰن، ڈھانگری شریف، آزاد کشمیر)

☆ اللہ نے انہیں سکرات موت سے محفوظ فرمالیا۔ ان کی علمی، تدریسی خدمات جلیلہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ (پیر میاں عبدالخالق قادری سجادہ نشین بھرچونڈی شریف، سندھ)

☆ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت کے لئے اللہ کا انعام تھے میرے والد گرامی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ اللہ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا

فرمائے۔ (علامہ صاحبزادہ حامد رضا، وزیر اوقاف، آزاد کشمیر)

☆ مسلک امام احمد رضا کا بے لوث مجاہد چل بسا۔

(مبلغ یورپ پیر سید محمد معروف شاہ قادری، آزاد کشمیر)

☆ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم حقیقی معنوں میں عالم ربانی تھے۔

(قاضی حسین احمد، امیر جماعت اسلامی پاکستان)

☆ مفتی صاحب قبلہ چل بسے، ہم جانے والے والے ہیں، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

(حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی۔ ملتان)

☆ مفتی صاحب قبلہ کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلاء کیسے پُر ہوگا کچھ سمجھ نہیں آتی۔

(صاحبزادہ حاجی فضل کریم رضوی، فیصل آباد)

☆ حضرت مفتی صاحب قبلہ بہت کڑے وقت میں ہمیں اچانک چھوڑ کر چل دیئے۔

(محقق العصر مفتی محمد خان قادری، امیر کاروان اسلام)

☆ کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کہوں؟ پتہ نہیں یہ کیا ہو رہا ہے۔

صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، فرزند حضرت مفتی صاحب)

☆ میری جماعت کا فکری راہنما ہم سے جدا ہو گیا۔

(سید ریاض حسین شاہ۔ راولپنڈی)

☆ مسلک اور عقیدے کے لئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

(شیخ الحدیث علامہ صاحبزادہ سید محمد عرفان مشہدی، ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان)

☆ نظم وضبط، خلوص اور انتھک محنت نے حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو ہر میدان میں کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ (ادیب شہیر علامہ سید محمد فاروق القادری، گڑھی اختیار خان)

☆ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اصولوں پر سختی سے کاربند تھے۔ وہ عمدہ ڈسپلین والے مثالی

انسان تھے۔ ایسے علماء کی معاشرے کو سخت ضرورت ہے۔

(جنرل کے ایم اظہر، سابق گورنر سرحد)

☆ حضرت مفتی صاحب قبلہ اپنے عہد میں، مسلک و مشرب کے لئے جو مثالی خدمات سر انجام دے گئے ہیں، انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ہم ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئے۔

(مولانا خادم حسین رضوی)

☆ ان کا علمی شہرہ اور نیک نامی، ان کی محنت کا ثمر ہے۔

(جنرل (ر) حمید گل، سابق سربراہ آئی ایس آئی)

☆ میں ان کا ایک خوشہ چین ہوں ان کا فیض ان کی وفات سے بند نہیں ہوگا بلکہ جاری و ساری رہے گا۔ (میجر (ر) رائے محمد قاسم ڈھڈی جوہرآباد)

☆ حضرت مفتی صاحب کی وفات کا صدمہ ہر شخص شدت سے محسوس کر رہا ہے۔

(قاری سید صداقت علی قادری، لاہور)

☆ جامعہ نظامیہ رضویہ کا نظم وضبط اہلسنت کی تقدیر بدلنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ حضرت مفتی صاحب کا فیضان ہے۔ مدارس کے ناظمین، ان کے مشن کو آگے بڑھائیں۔

(پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی، بیربل شریف)

☆ عہد حاضر میں وہ ہمارے ہم مسلک علماء کے سرخیل تھے۔

(ڈاکٹر خالد سعید شیخ......سیالکوٹ)

☆ ایک بزرگ عالم کی رحلت کو پوری قوم کے لئے ناقابل تلافی نقصان خیال کرتا ہوں۔

(پروفیسر قاری محمد مشتاق انور۔ جوہرآباد)

☆ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے انتقال کی خبر نے یہاں لندن میں بسنے والے سنی مسلمانوں کو بے چین اور مضطرب کر دیا ہے۔ ان کی قبر کو جنت کی کیاری بنائے۔

(منظوم سیرت نگار علامہ جاوید القادری، برطانیہ)

☆ موت العالم موت العالم۔ کی بات سمجھ آگئی۔

(پروفیسر الطاف عابد اعوان، ذیشان اکیڈمی، جوہر آباد)

☆ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلوص اور ایثار کا پیکر تھے ان کی اچانک وفات سانحہ فاجعہ ہے۔

(سید ضیاء النور شاہ، وزیر آباد)

☆ حضرت کا سانحہ ارتحال، پوری پاکستان کو سونا اور افسردہ کر گیا۔

(ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، لاہور)

☆ اپنے دیرینہ بزرگ راہنما کی رحلت پر بے حد رنجیدہ ہوں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(مولانا غلام محمد سیالوی۔ کراچی)

☆ ان کی خدمات جلیلہ کا ایک زمانہ گواہ ہے خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔

(قاری محمد خان قادری، واہگن لاہور)

☆ حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے ان کی خدمات ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔ (سید وجاہت رسول قادری، کراچی)

☆ حضرت مفتی صاحب کی خدمات کا اعتراف ان کے مخالفین کو بھی ہے۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں ان کا کام مثالی تھا ان کا دنیا سے اٹھ جانا قوم پر بڑا امتحان ہے۔

(مفتی عبد الحلیم ہزاروی۔ سبزی منڈی کراچی)

☆ فتاویٰ رضویہ شریف کی شاندار اشاعت وطباعت مفتی صاحب کو عہد حاضر میں ممتاز مقام دلاتی ہے وہ مثالی مدرس تھے۔ (مفتی محمد ابراہیم قادری۔ سکھر)

☆ اب تو ہر سو اندھیرا ہی نظر آتا ہے۔ اب کیا بنے گا؟

(طارق محمود نقشبندی۔ کوئٹہ کارپوریشن۔ کوئٹہ)

☆ وہ مشن کے سپاہی تھے، ہمارے بزرگ تھے اہلسنت کا بھرم تھے۔

(صاحبزادہ پیر سلطان ریاض الحسن قادری آستانہ حسن دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ)

☆ حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قدس سرہ کے اخلاص اور محنت میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ (قاری محمد زوار بہادر، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان)

☆ علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جاتا ہے حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ہمارے بڑے علماء میں سے تھے۔ (پیر میاں محمد حنفی سیفی۔ راوی ریان)

☆ حضرت مفتی صاحب کی اچانک رحلت ہمارے عظیم محسن کی جدائی کا پیغام لائی ہے۔

(پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

☆ آج قذافی سٹیڈیم کی وسعتیں کم پڑ گئیں، بہت بڑا جنازہ ہے۔

(پیر سید کبیر علی شاہ۔ چورہ شریف)

☆ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی حقیقت پسند اور راست گو عالم تھے۔ مدرسین کی بڑی تعداد تیار کر کے اور اشاعتی محاذ پر گراں قدر خدمات سرانجام دے کر انہوں نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا۔ (حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری۔ کراچی)

☆ آج اہلسنت یتیم ہو گئے۔ (مولانا عبد الستار سعیدی)

☆ شدت غم سے کچھ کہنے کے قابل نہیں وہ پوری قوم کے محسن کبیر تھے۔

(قاری طاہر تبسم)

☆ اپنے دیرینہ ساتھی کی رحلت پر غمزدہ ہوں ان کے ساتھ میری بہت ساری نسبتیں تھیں۔ اظہار غم کے لئے الفاظ ساتھ نہیں دے رہے۔

(شیخ القرآن مفتی فیض احمد اویسی۔ بہاولپور)

☆ مفتی عبد القیوم ہزاروی کا کام نسلوں تک کام آئے گا ان کی خدمات کا ہر کوئی اعتراف کرے گا۔ (مفتی جمیل احمد نعیمی۔ ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی)

☆ وہ زندہ دل، سنجیدہ، فکر مخلص، اور محنتی باعمل عالم تھے۔

(مفتی منیب الرحمٰن، کراچی)

☆ استاذ العلماء کی رحلت سے ہم اپنی شومئ قسمت پر جتنے آنسو بہائیں کم ہیں۔ اب ہم کہاں سے فیض یاب ہوں گے۔ (مخدوم پیر السید محمد شاہ قادری، لاہور)

☆ حضرت مفتی صاحب نے آخری خط مجھے لکھا جس میں محنت اور خلوص سے کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ (سید ریاض حسین شاہ کاظمی۔ جامعہ اسلامیہ برکاتیہ مظفر آباد آزاد کشمیر)

☆ ان کا مشن تھا۔ کام، کام اور صرف مسلکی کام......

(صاحبزادہ حافظ طاہر سلطان قادری۔ چنھڈ شریف، خوشاب)

☆ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے کام ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ بھی انکے معترف تھے اپنے بزرگ کی جدائی پر ہم رنجیدہ ہیں۔

(پیر مشتاق احمد شاہ)

☆ مفتی عبدالقیوم ہزاروی عقیدے کی بنیاد پر کام کرنے والے مثالی باعمل عالم دین تھے۔

(مفتی عبدالشکور ہزاروی، وزیر آباد)

☆ اظہارِ غم کے لئے الفاظ نہیں رکھتا۔ (مظہر حیات قادری ڈاکرآبادی۔ سرائے عالمگیر)

☆ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی مسلکی غیرت وحمیت کا استعارہ اور علامتی نشان تھے۔

(مفتی محمد امین قادری، جامعہ غوثیہ سبزی منڈی، کراچی)

☆ مفتی صاحب ہمارے دینی حلقوں کی جان تھے ان کی اچانک وفات اہلسنت کو بہت متاثر کرے گی۔ (صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی۔ جامعہ حزب الاحناف۔ لاہور)

☆ ہمارے بزرگ اور ہمارے بزرگوں کے ساتھی تھے ان کی خدمات کا اثر ساری دنیا میں ہے مسلکی تصلب ان کا خاصہ تھا۔

(صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ۔ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور)

☆ حضرت مفتی صاحب نے جو کام کیا وہ ان کی حیثیت کے تعین کے لئے کافی ہے۔

(پیرزادہ سید محمد عثمان نوری گیلانی، چک سادہ شریف، گجرات)

☆ ہمدم دیرینہ کی جدائی پر کوئی تاثر نہیں ان کا بڑا جنازہ ہی ہمارا تاثر ہے۔

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)

☆ مفتی صاحب سے رفاقت کا سبب، مسلک حقہ کے ساتھ بے لوث اور مضبوط تعلق ہے اللہ ان کی اگلی منزلیں آسان فرمائے۔ (حاجی عبدالمجید۔ سانگلہ)

☆ اللہ والوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وقتِ وصال ان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے۔ (شیخ القرآن مفتی علی احمد سندیلوی۔ لاہور)

☆ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی سے تعلق داری نصف صدی پر محیط تھی، وہ عظیم، مخلص محقق انسان تھے۔ (مفتی گل احمد خان عتیقی۔ ڈھانگری شریف، آزاد کشمیر)

☆ وہ سچے عاشق رسول، کامیاب مدرّس اور باوقار عالم دین تھے۔

(پیر محمد افضل قادری، سجادہ نشین مراڑیاں شریف)

☆ میں نے بڑے بڑے اہل علم کو ان کے سامنے جھکتے دیکھا۔

(صاحبزادہ محمد رفیق رضوی......لاہور)

☆ ان شاء اللہ! ہم مفتی صاحب کے حوالے سے شاندار "تذکار" شائع کریں گے۔

(مولانا نواز بشیر جلالی)

☆ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی خدمات اسلامیہ تا قیامت یاد رہیں گی۔

(قاری ملازم حسین سعیدی)

☆ آپ کی وفات پورے عالم اسلام کے لئے ایک ایسا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ (مولانا سید غلام مصطفیٰ ریاض البخاری)

☆ آپ کے جانے سے پوری ملّت اسلامیہ یتیم ہوگئی ہے۔

(مولانا محمد اکرام اللہ بٹ، ایڈیٹر مجلہ النظامیہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

یادوں کے چند نقوش

حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی

مت سہل ہمیں جانو ، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

ایسے ہی انسانوں میں سے ایک عظیم انسان، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ تھے۔ان کے حسن خلق، تقویٰ و پرہیز گاری، محبت و شفقت اور علم و عمل کے حوالے سے کئی حسین یادیں لوح ذہن پر نقش ہیں۔انہیں صفحۂ قرطاس پر منتقل کرتے ہوئے سوچ رہا ہوں کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں؟ کسے بیان کروں اور کسے نہ بیان کروں؟

رہ محبت میں ہم نے سوچا کہ سر جھکائیں کہاں سے پہلے
ہر ایک ذرہ پکار اٹھا یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

بہرکیف طوالت سے بچتے ہوئے چند باتیں سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

فتاویٰ نویسی میں احتیاط:

حضرت مفتی صاحب اگرچہ عظیم محدث، کہنہ مشق مدرس، بالغ نظر فقیہ اور بہترین مصنف تھے لیکن آپ کی وجۂ شہرت مفتی ہونے کے حوالے سے ہے۔اسی لئے اہل سنت کے اکابر علماء نے آپ کو مفتی اعظم پاکستان کے لقب سے پکارا اور یاد کیا۔آپ کے فتاویٰ کی خصوصیات تو کوئی فاضل ہی بیان کریں گے مجھ بے بضاعت نے جو اہم خصوصیت دیکھی وہ فتویٰ نویسی میں آپ کی احتیاط ہے چنانچہ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ ایک نوجوان اپنے ہمراہیوں کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہے اور یہ مسئلہ بیان کرکے فتویٰ کا طالب ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تھی لیکن میرے وکیل نے تین طلاقیں لکھ کر بھیج دیں۔جواباً مفتی صاحب نے فرمایا کہ "وکیل تو بہت ہوشیار لوگ ہوتے ہیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ایک طلاق دیں اور وہ تین

طلاقیں لکھ دے۔ہم آپ کے سوال کے مطابق فتویٰ تو لکھ کر دے سکتے ہیں لیکن اگر آپ نے تین طلاقیں دی ہیں تو یاد رکھیں اب بیوی کو گھر میں رکھنا اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی ہوگی"۔یہ فرما کر دیر تک خوف خدا اور فکر آخرت یاد دلاتے رہے۔پھر نوجوان کے ہمراہیوں سے فرمایا اسے باہر لے جاکر سمجھاؤ۔کچھ ہی دیر کے بعد وہ نوجوان اشکبار آنکھوں سے حاضر ہوا اور اعتراف کیا کہ میں نے واقعی تین طلاقیں ہی دی تھیں"۔

غور فرمایئے اگر کوئی اور مفتی ہوتا تو صرف فتویٰ دیکر فارغ ہو جاتا لیکن مفتی صاحب اپنی چشم باطن روشن اور نور فراست سے بھانپ گئے کہ سائل سوال کرتے ہوئے کچھ چھپا رہا ہے اور یوں اس کی صحیح رہنمائی فرما کر شریعت کی خلاف ورزی سے بچالیا۔

عامل بالحدیث:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ حدیث پڑھانے کے ساتھ ساتھ حدیث پر عمل کا بھی نہایت درجہ اہتمام فرماتے تھے۔یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ جس یقین سے حدیث کی تدریس فرماتے تھے اسی یقین سے حدیث پر عمل بھی فرماتے تھے۔احادیث پاک میں سفید لباس کی بہت تعریف کی گئی ہے۔اسی لئے مفتی صاحب سفید لباس بہت پسند کرتے تھے۔جہاں تک میرے مشاہدے کا تعلق ہے میں نے انہیں کبھی رنگین لباس میں نہیں دیکھا۔ہمیشہ کھلی آستینوں والا سفید کرتا اور شلوار زیب تن فرمائی۔سر پر سفید رنگ کا ہی عمامہ اور اسی رنگ کی چادر بھی ہوتی۔جس سے سر اور چہرے کا کچھ حصہ ڈھکا رہتا۔پہلے پہل میں اسے مفتی صاحب کی ادا اور مشائخ کا طریقہ سمجھتا رہا لیکن طبرانی شریف کی مندرجہ ذیل حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یہ بھی عمل بالحدیث کا ہی ایک نمونہ تھا:الارتداء لبسة العرب و الالتفاع لبسة الایمان یعنی چادر اوڑھنا عربوں کا لباس اور سر اور چہرے کو (چادر سے) ڈھانکنا ایمان والوں کا لباس ہے"۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

حضرت مفتی صاحب جہاں علم کا ایک عظیم مینار تھے وہیں عمل کا بھی نہایت حسین

شاہکار تھے فرائض پر مداومت اور اتباع سنت کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ 11 اگست 2003ء کو آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مولانا سردار احمد رضا شرف القادری (متعلم دورۂ حدیث شریف) سے بوتل لانے کے لئے کہا۔ مولانا موصوف پیپسی لے آئے۔ مفتی صاحب نے دیکھ کر فرمایا "بیٹا! آج کے بعد کالی بوتل نہ لانا" میں اس ممانعت پر حیران ہوا اور اسے مفتی صاحب کے تقویٰ و پرہیزگاری پر محمول کرتے ہوئے ادباً خاموش رہا۔

لیکن حال ہی میں مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی کراچی کی جانب سے ایک پمفلٹ موصول ہوا جس میں لکھا ہے "آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مشہور زمانہ سافٹ ڈرنک پیپسی کولا کا بنیادی جزو پیپسین (Pepsin) بھی سور ہی سے حاصل ہوتا ہے"۔ علمائے کرام سے امید ہے وہ اس مسئلہ پر ضرور غور فرمائیں گے۔

گستاخان رسول ﷺ کا رد:

مفتی صاحب حضور نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ آقا کریم ﷺ کے گستاخوں کا رد نہ کرتے آپ کا درس حدیث بدمذہبوں اور گستاخوں کے لئے شمشیر بے نیام تھا۔ آپ عقیدہ کی اتنی پختگی اور تصلب کے باوجود انکساراً یہ فرمایا کرتے تھے کہ افسوس ہم بدمذہبوں کے رد میں اتنے سخت نہیں جتنا کہ ہمارے اکابر تھے۔ پھر اکابر کا ذکر شروع ہوتا تو ختم ہونے کا نام نہ لیتا۔ تلامذہ کو بھی عموماً یہ نصیحت کرتے کہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بدمذہبوں، گستاخوں کا خوب خوب رد کریں۔

زندگی کا آپ کی بس ایک ہی مقصد رہا
حفظ ناموس رسالت شرح تعظیم نبی ﷺ

شیخ طریقت سے محبت:

اکابرین اہل سنت سے مفتی صاحب کو عموماً اور اپنے شیخ طریقت، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ سے آپ کو خصوصاً بہت محبت تھی۔ اٹھتے بیٹھتے ان

ہی کا ذکر کرتے رہتے۔ زندگی کے آخری ایام میں تو یہ تذکرہ بہت بڑھ گیا تھا اسی محبت وعقیدت کے باعث حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی جامع سوانح لکھنے کا کام میرے سپرد فرمایا وقتاً فوقتاً پوچھتے رہتے کہ کتنا کام ہوا ہے؟ بفضلہ تعالیٰ اب یہ سوانح تکمیل کے قریب ہے۔

حسن خلق:

اخلاق تو ایسا تھا کہ پہلی ملاقات ہی میں ملنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ہر آنے والے کی تواضع فرماتے۔ ہر ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ مفتی صاحب کی شفقت اس پر سب سے زیادہ ہے۔ حیات محدث اعظم پاکستان کے سلسلے میں اکثر حاضر خدمت ہو کر یا بذریعہ ٹیلی فون مشورہ کرتا رہتا تھا۔ انتقال سے کوئی ایک ہفتہ قبل میں نے ٹیلی فون کیا۔ آواز سے یوں محسوس ہوا جیسے سو کر اٹھے ہیں میں نے معذرت کی فرمایا "معذرت کس بات کی؟ ہماری تو ڈیوٹی ہی یہی ہے"۔

اشاعت کتب:

آپ مسلک اہل سنت کے فروغ کے لئے اشاعت کتب کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ بیسیوں کتب آپ نے شائع فرمائیں۔ یہاں پر ان سب کا تذکرہ مقصود نہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی ترجمہ وتخریج کے بعد اشاعت آپ کا وہ کارنامہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں کہ فتاویٰ رضویہ کا کام مجھ سے کیسے ہو گیا بہت سوچنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے مجھ سے یہ عظیم کام لے لیا۔

یونہی مصنفین ومحققین خصوصاً نئے قلمکاروں کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے میری کتاب "سیرت صدر الشریعہ" شائع ہوئی تو بہت خوش ہوئے۔ نہایت خوب صورت عالمانہ تبصرہ لکھا اور تاکید فرمائی کہ "یہ کتاب مارکیٹ میں ہمیشہ موجود رہے"۔

دینی مدارس کا قیام:

آپ نے بہت سے دینی مدارس قائم فرمائے جن میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور/ شیخوپورہ سرفہرست ہیں۔ ہمیشہ دینی مدارس قائم کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ ایک مرتبہ حاضر ہوا تو بہت مسرور پایا۔ میں اس خوشی کو دیکھ کر حیران تھا کہ آپ نے خود ہی وجہ بیان کردی۔ فرمانے

گئے" ایک وقت وہ تھا کہ میرے استاذ محترم آقائے نعمت حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب نے مجھے صوبہ سرحد کے سنی مدارس کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا تھا اس وقت دو سنی مدارس کا پتہ چلا اور آج مجھے سرحد سے صرف ایک ضلع سے بیس مدارس کی فہرست موصول ہوئی ہے جن کا الحاق تنظیم المدارس سے کرنا ہے۔"

نورانیت:

ایک عجیب چیز جس کا آپ کی زندگی کے آخری ایام میں مشاہدہ ہوا وہ آپ کے چہرۂ مبارک کی بڑھتی ہوئی نورانیت تھی۔ حاضر باشوں کو یہ فرق شاید محسوس نہ ہوا ہو لیکن میں چونکہ کچھ وقفے سے حاضر خدمت ہوتا تھا لہٰذا اس فرق کو واضح طور پر محسوس کیا۔ غالباً یہ نورانیت طمانیت قلبی اور اپنے کام کے بخوبی پورا ہونے پر کیف و سرور کا نتیجہ تھی

تھی صہبائے محبت اس کے دل کے آبگینے میں
سرور و کیف حاصل تھا اسے ہر لمحہ جینے میں

مقبولیت:

اگرچہ آپ نے زندگی بھر صرف تدریس فرمائی اور تقریر و خطابت کی جانب توجہ نہ کرنے کے باعث عوام کی نگاہوں سے چھپے رہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے جنازہ مبارکہ میں علمائے کرام و طلبہ کے ساتھ ساتھ عوام کی کثیر تعداد میں شرکت حیران کن ہے۔ لاہور و شیخوپورہ میں جنازہ کے عظیم اجتماعات دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ کثیر حاضری "ثم یوضع لہ القبول فی الارض" کا نتیجہ ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ میں ہونے والی قل شریف کی محفل میں حاضر ہوا اگرچہ اس سے پہلے شیخوپورہ میں قل شریف کی محفل ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود یہاں بھی علماء و عوام کا ایک جم غفیر تھا۔ جامعہ وہی طلبہ وہی اساتذہ وہی لیکن مفتی صاحب کی مسند خالی دیکھ کر دل تھام کر رہ گیا۔

وہی بزم ہے، وہی دھوم ہے، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

☆☆☆☆☆☆☆

اٹھتے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر

تحریر: محمد آصف ہزاروی جامعہ نظامیہ غوثیہ، وزیر آباد

استاذ العلماء، پیکر رشد و ہدایت، محسن اہل سنت، دنیائے تدریس کے تاجدار، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سن کر بے حد دکھ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت نبی رؤوف الرحیم ﷺ کے طفیل آپ کے مزار پر انوار و تجلیات کی بارش نازل فرمائے۔ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔

دکھ تو اس بات کا ہے کہ آپ ہم سے جدا ہو گئے ہیں ورنہ موت نے تو آپ کو وہ عظیم مقام عطا فرمایا ہے جو دنیا کے مقامات سے کہیں بڑھ کر بلند مقام ہے۔ کیونکہ آپ صرف عالم نہیں تھے بلکہ ایک مدرس، مفسر، محدث، فقیہ، سیاست دان، منتظم اعلیٰ کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

مشائخ عقیدت کا دم بھرتے ہیں　　علماء گردن نیاز خم کرتے ہیں

اس بات کا واضح ثبوت آپ کی نماز جنازہ تھی کہ عوام سے کہیں بڑھ کر علماء کرام کی ایک کثیر تعداد کو آپ کے جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کے وصال کی خبر پر دارالعلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں قبلہ جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی کے حکم پر تعطیل کر دی گئی اور آج دارالعلوم میں حضرت کے لئے خصوصی طور پر قرآن خوانی اور ختم پاک کا اہتمام کیا گیا۔ قبلہ والد محترم جامعہ کے اساتذہ کے ہمراہ نماز جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے ساتھ ایک خصوصی تعلق تھا۔ میرے جد امجد حضرت شیخ القرآن پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے با اعتماد ساتھیوں میں سے آپ کے والد گرامی کا شمار ہوتا تھا حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ کی لاہور شہر کے اندر سب سے آخری تقریر بھی جامعہ نظامیہ رضویہ کے اندر ہوئی تھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بڑے خوبصورت انداز سے جلسہ کا اہتمام فرمایا تھا اور حضرت شیخ القرآن کا خطاب بھی بڑا تاریخی تھا جس کو آج بھی لاہور کے علماء یاد کرتے ہیں۔ جس میں حضرت

شیخ القرآن نے فرمایا تھا اس ملک کو سوشلزم سے کوئی خطرہ نہیں سوشلزم میری لاش سے گزر کر آئے گا جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی زندہ ہے سوشلزم اس ملک کی تقدیر نہیں بن سکتا"۔

1983ء سے 2001ء تک کا عرصہ میں نے پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور میں گزارا ہے۔ اس عرصہ کے دوران بطور طالب علم سینکڑوں بار حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات کرنے کا شرف ملتا رہا۔ خصوصاً ایم اے اسلامیات سال دوم کے دوران جب جدامجد "حضرت شیخ القرآن کی دینی وملی خدمات" کے موضوع پر پنجاب یونیورسٹی کے لئے مقالہ لکھ رہا تھا تو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے متعدد بار ملاقات کرنے کا شرف ملتا رہا آپ اپنے کمال حسنِ اخلاق کا مظاہرہ فرماتے میری بھرپور طور پر مقالہ کے سلسلہ کے میں رہنمائی فرماتے رہے اور مجھے جمعیت علماء پاکستان کا وہ ریکارڈ اخبارات جب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان تھے سب عطا فرمایا۔ میرے پاس آج بھی آپ کے عطا کردہ ریکارڈ کی کاپیاں موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر میں نے اپنا مقالہ مکمل کیا تھا۔ کچھ عرصہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے خط وکتابت بھی رہی آپ کے پاس جب حاضر ہوتا تو بڑی قیمتی معلومات سے نوازتے ایک روز حضرت شیخ القرآن کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

جب حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ نے جمعیت کے قائد منتخب ہونے کے بعد پیپلز پارٹی اور کانگریسی علماء کا تعاقب شروع کیا تو آپ کی للکار سے یہ علماء پسپائی پر مجبور ہو گئے، مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنے چند علماء کے ہمراہ حضرت علامہ ہزاروی صاحب سے ملاقات کے خواہاں ہوئے تو حضرت علامہ ہزاروی صاحب رحمہ اللہ نے پہلے تو ملاقات سے انکار کر دیا جہاں علماء کی طرف سے اصرار بڑھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ اگر آپ ملاقات پر مصر ہیں تو سب سے پہلے لاہور میں میرے احباب مولانا قاضی عبدالنبی کوکب اور مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی سے مل کر انہیں مطمئن کریں اگر یہ میرے احباب آپ کی ملاقات پر مطمئن ہو جائیں تو پھر میں ان احباب کے کہنے پر مولانا مفتی محمود صاحب سے ملاقات کروں گا۔ چنانچہ مفتی محمود صاحب نے اپنے ہمراہ چند علماء کو لیا جن میں مولانا محمد علی جالندھری بھی شامل تھے۔، جامعہ نظامیہ رضویہ آئے مگر علماء کا یہ وفد ان احباب کو مطمئن نہ کر سکا اور مایوس لوٹ گیا۔ اس واقعہ سے جہاں علامہ ہزاروی

رحمہ اللہ نے ان علماء کو ان کی حیثیت کا احساس دلا کر اپنی فراست کا مظاہرہ کیا وہاں اپنے اصاغر قاضی صاحب اور مفتی صاحب پر بھرپور اعتماد کیا اور انہیں آگے بڑھنے کا موقع عطا فرمایا۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ کے ساتھ ہزارہ کی نسبت کے علاوہ ایک بڑا تعلق جمعیت علماء پاکستان کا بھی تھا۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کئی کئی روز وزیر آباد قیام فرمایا کرتے تھے۔ اور 1968.69ء میں تو اکثر مفتی صاحب علیہ الرحمہ روزانہ لاہور سے وزیر آباد تشریف لاتے اور جمعیت کے معاملات پر حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ سے ملاقاتیں جاری رہتی تھیں۔ میں نے ایک بار حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے گزارش کی کہ مجھے حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ سے متعلق اپنے تاثرات عطا فرمائیں۔ چنانچہ حضرت نے بڑے ہی خوبصورت الفاظ میں حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ سے متعلق اپنے قلم سے تاثرات لکھ کر عطا فرمائے آپ کی وہ تحریر میرے پاس اب بھی محفوظ ہے۔

اٹھتے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی علماء اہل سنت کے لئے ایک عملی نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ قدر خاموشی کے ساتھ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کو بام عروج تک پہنچایا پھر شیخوپورہ کا جامعہ کا کیمپس آپ کی عملی کاوشوں کا زندہ ثبوت ہے اس فرد واحد نے وہ کام کر دکھائے جو بڑی بڑی انجمنیں نہ کر سکیں۔

اک شمع جل رہی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ہمارا تعلق اس لحاظ سے بھی بڑا جاندار تھا کہ آپ نے چیند عرشریف گجرات کے دارالعلوم سے کچھ عرصہ قبل تعلیم حاصل کی۔ وہاں شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی رحمہ اللہ علیہ سے جو حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ کے بہنوئی اور استاد تھے ان سے علم دین حاصل کرتے رہے، اور یہ وہ دور تھا جب حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ اکثر چیند عرشریف کے آستانہ عالیہ پر ہی قیام پذیر رہے تھے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 199 پر ملاحظہ فرمائیں)

میرا دل اور میری جاں مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

بقلم: محمد اویس رضا قادری، لاہور

اگست کی 26 تاریخ تھی اور منگل کا دن تھا، رات تقریباً 9 بجے ایک ایسی غمناک خبر سننے میں آئی کہ جس سے دل و دماغ کے دریچے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئے، ہنستا مسکراتا جامعہ اچانک ہولناک غموں میں ڈوب گیا۔ مسکراہٹیں غمناک آہوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ خبر اک ولی کامل مرد قلندر مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال باکمال کی تھی۔

آپ کا اس فانی دنیا سے اچانک اور چپکے سے کوچ کر جانا صرف خاندان یا جامعہ کے طلباء و اساتذہ کے لئے نہیں بلکہ ساری امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم دھچکا ہے۔ اس عظیم سانحہ نے صرف ہمارے دلوں کی بستیوں کو ویران نہیں کیا بلکہ سارے شہر لاہور پر سوگ طاری کر دیا۔ یہ خبر جہاں جہاں چاہنے والوں کے دلوں کو شدید صدمے سے دوچار کیا وہاں دنیا سے نفرت اور اچھے اعمال کا جذبہ بھی پیدا کیا۔ آپ رحمہ اللہ علیہ کی ساری حیات پاک تقویتِ ایمان کا باعث تو تھی ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال نے بھی خوب خوب ظلمت کدوں میں ایمانی ضیاء پاشیاں کیں۔

ایک ولی کامل کا یوں چلے جانا کسی گہرے صدمہ اور المیہ سے کم نہیں ہے۔ لیکن۔ یہ ایک ایسا جام ہے جسے سب نے پینا ہے یا ایک ایسا راستہ ہے جسے سب نے چنا کرنا ہے۔ واضح رہے کہ اس برباد ہو جانے والی فانی دنیا میں نہ تو ہم دائمی قیام کے لئے آئے ہیں اور نہ محض کھانے کی غرض اور خبیث نفس کی لذت و خواہشات پر قناعت کرنے کے لئے آئے ہیں، بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و وصال کی نعمتِ عظمیٰ سمیٹنے کے لئے آئے ہیں۔ حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح دینِ اسلام کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرب خاص میں جا پہنچے۔ مجھے اس وقت ایک نہایت حسین واقعہ یاد آ رہا ہے جو کہ ہمیں ہماری والدہ محترمہ نے

سنایا تھا۔ آپ (میری والدہ محترمہ) نے کہا کہ میرے ابا جان یعنی راقم الحروف کے نانا جان نائب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ وصال کے چند روز بعد میرے خواب میں تشریف لائے تو میں نے شکایت کی آپ جلد گھر آ جایا کریں کیونکہ ہم آپ سے اداس ہو جاتے ہیں تو ذرا ٹھہر کر قبلہ نائب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کی روح اس وقت لیتا ہوں جب وہ میرے دیدار کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی، گویا انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس فانی دنیا سے جانے کے بعد بھی کچھ فرق نہیں پڑا بلکہ میں پہلے سے زیادہ سکون و آرام سے ہوں، اور واقعتاً ایک اللہ تعالیٰ کے کامل ولی کی بھی یہی شان ہے۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)

اور اگر بغور دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان بھی اپنے رب کے دیدار کے مشتاق تھے اسی لئے تو چپکے سے چل دیئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

﴿بقیہ صفحہ نمبر 197﴾ آج علم و عمل، تحقیق و تدقیق، درس و تدریس کا ایک باب ختم ہو گیا جامعہ نظامیہ رضویہ کی مجلس تدریس سونی ہو گئی۔ لالہ زار معرفت مرجھا گیا ہے۔ تشنگان علم و معرفت کی آبیاری کرنے والا، علماء و مدرسین کی ایک بڑی جماعت تیار کرنے کے بعد راہی ملک بقا ہو گئے آپ کی شایانِ شان آپ کا روضہ مبارک تعمیر کرنا۔

مثلِ ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات و مراتب بلند فرمائے۔

میرے آقائے نعمت حضرت مفتی اعظم پاکستان قدس سرہ

تحریر: محمد عمران الحسن فاروقی (درجہ حدیث)

شیخ المحدثین، رئیس المحققین، تاجدار علم وحکمت، مخزن جود وسخاوت، پاسبان ناموس رسالت، سالار کاروان عشق ومحبت، قائد العلماء، سیدی، مولائی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی ذات والا صفات ان نادر الوجود ہستیوں میں سے ایک تھے۔ جنہیں قدرت صدیوں بعد اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے مقرر فرماتی ہے۔ آپ ایسے مرد حق آگاہ، عاشق غوث الوریٰ، غلام امام احمد رضا، اسیر گیسوئے مصطفیٰ ﷺ تھے جن کی کتاب زندگی کا ہر ہر ورق عشق رسول ﷺ سے عبارت تھا۔

آپ جب بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ شعر سنتے تو فریفتگی کے عالم میں جھوم اٹھتے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

قبلہ مفتی اعظم پاکستان کی ذات اقدس ایک ایسی کثیر الجہات نگینہ تھی۔ جس کی ہر ہر جہت اپنی آب وتاب چمک ودمک کے اعتبار سے جداگانہ شان کی حامل نظر آتی تھی۔ آپ علم وعمل کے ایسے حسین پیکر، اور زہد وورع کی ایسے دلنشین صورت تھے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔

آپ کی ذات گرامی علم ومعرفت کا وہ آفتاب علم تاب تھی، جن کی صورت ظل الٰہی کا حسین پرتو، جن کی سیرت اسوۂ رسول کی ضو، جن کا دل عشق الٰہی سے معمور، جن کی آنکھیں محبت رسول سے مخمور، جن کا سینہ علوم ومعارف کا نگینہ، جن کا قلب مبارک کملی والے آقا کی یادوں کا مدینہ، جن کی زبان پر ہمہ وقت قال اللہ وقال الرسول کے نغمے، جن کی نگاہوں میں حسن یار کے جلوے، جن کے چہرے پر عفت وعصمت کا نور، جن کی آنکھوں میں بادۂ محبت کا سرور، جن کی زبان پر ہر ہر لحظہ ذکر خدا ورسول، ہونٹوں پر ہمہ وقت تبسم کے حسین پھول، جن کی زیارت کرنا عبادت، جن کی صحبت میں بیٹھنا سعادت، علم جن کا زیور، غیرت جن کا تیور، جن کے علم وفضل کی

گواہی مشائخ نے دی، جن کے قصائد علماء وفضلاء نے پڑھے، جن کے گیت، محققین ومحدثین نے گائے، جن کی بلندی کردار کو سلام اپنوں اور غیروں سبھی نے کیا، جن کے چرچے عالم اسلام میں، جن کے تذکرے عالم دوام میں، جن کی شہرت شرق وغرب میں، جن کے محامد ومحاسن عرب وعجم میں سنے جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق علامہ اقبال نے کہا۔

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

آپ کے تلامذہ امریکہ ویورپ، آپ کے فیض یافتہ دیار غیر میں بھی ارشاد وتبلیغ تصنیف وتالیف، وعظ ونصیحت کا کام سرانجام دے رہے ہیں، اور لیظہرہ علی الدین کلہ کے مصداق کفر کے سینوں میں اسلام کا پرچم گاڑ رہے ہیں۔

حضور قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ ان نابغۂ روزگار، اور تاریخ ساز شخصیات میں سے تھے جو صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور جب یہ ستودہ صفات لوگ انسانوں کی بستی میں آ کر، تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، وعظ ودرس، فضل وکرامت اور علم وبصیرت کی روشنی پھیلا کر اس دنیا کو داغ مفارقت دیتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کی لہر تھم گئی ہے اور دلوں کی حرکت منجمد ہو گئی ہے۔ اور جذبات زندگی اپنی تاب کھو چکے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان کے وصال باکمال سے علم ودانش کا وہ آفتاب غروب ہوا جس کی روشنی کو دنیا ترسے گی، آپ کا غم فراق ایک مکان کا غم نہیں ایک جہان کا غم نہیں، دل کو یقین نہیں آتا یہ قیامت گزر گئی۔ وہ ایک آفتاب تھے، ایک ماہتاب تھے، وہ باران کرم تھے، ظلمت کے مارے اب کہاں جائیں گے، علم کے پیاسے اب کیا کریں گے؟

آپ شیخ المحدثین تھے، رئیس المحققین تھے، امام القائدین تھے، استاذ الاساتذہ تھے، ولی کامل تھے، دانائے عصر تھے، پیکر رشد وہدایت تھے، عظمت اسلام کے امین تھے، اسلامی اقدار کے علمبردار تھے، علم وعمل میں یکتائے روزگار اور اوصاف وکمالات میں سلف الصالحین کی یادگار تھے

جو زندگی بھر قرآن مجید سمجھاتے رہے، حدیث مبارک کے انوار لٹاتے رہے، توحید کے اسباق پڑھاتے رہے، بارگاہِ رسول کے آداب سکھاتے رہے، علم کے جواہر لٹاتے رہے، عشق کے چراغ جلاتے رہے، دین کے باغات لگاتے رہے۔

قبلہ مفتی اعظم پاکستان کے وصال پر ہر ہر آنکھ اشکبار ہے، ہر دل رو رہا ہے۔ آہ اب کون روکے گا ان آنسوؤں کو، کون مرہم رکھے گا ان زخموں پر، کون ہم طلبہ کے سروں پر دست شفقت رکھے گا، کون بیدار کرے گا مشائخ کو، کون جگائے گا علماء کو، کون روکے گا کفر کے حملوں کو، کون مسمار کرے گا باطل کے قلعوں کو، کون بے نقاب کرے گا دشمنانِ دیں کی سازشوں کو، کون مدارس کا جال پھیلائے گا، کون ظلمت کے میناروں کو گرائے گا، کون علمائے حق کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرے گا، کون اربابِ اقتدار کی لگام کھینچے گا، کون اتحادِ امت کی صدا بلند کرے گا، ہر کوئی پریشان حال ہے، حوصلے ٹوٹ چکے ہیں، ہمتیں جواب دے گئی ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات مرجع خلائق تھی دینی ادارہ کی بنیاد رکھنی ہو یا ادارے کو منظم طریقے سے چلانا ہو، مسئلہ دینی ہو یا دنیوی، معاشی ہو یا معاشرتی، ذاتی ہو یا اجتماعی، لوگ مفتی اعظم پاکستان کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرتے، آپ ہر ایک کی سنتے اور اس کا آسان حل بیان فرماتے۔

مفتی اعظم پاکستان کی زندگی اتباعِ رسول اور عشقِ رسول ﷺ سے عبارت تھی، آپ کا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، غرضیکہ آپ کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق تھی، عبادت وریاضت تقویٰ وطہارت میں آپ مقامِ رفیع پر فائز تھے۔ علم وحکمت کا یہ آفتاب، بے سہاروں کو سہارا دینے والا، شکستہ دلوں کو حوصلہ دینے والا، نکموں کو کارآمد بنانے والے، تاریک دلوں کو علم کی روشنی بخشنے والے، طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنیوالے، مدارسِ دینیہ کا جال بچھانے والے، دینی اداروں کو باطل کے چنگل سے محفوظ رکھنے والے، حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان نہ صرف ہم طلبہ جامعہ نظامیہ رضویہ کو بلکہ دنیائے اہل سنت کو یتیم کر کے 27 جمادی الثانی 1424ھ بروز منگل نماز مغرب کی امامت فرمانے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی اعظم پاکستان...... سیاستدانوں کی نظر میں

مرتب: صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

مفتی اعظم پاکستان کو جہاں علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشوروں وکلاء، صحافیوں، ادیبوں، شاعروں، طلباء حتیٰ کہ شعبہ ہائے زندگی کے تمام افراد نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ وہاں سیاستدانوں نے بھی حضرت مفتی اعظم کی، دینی، ملی اور علمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے مذہب سے لگاؤ کا ثبوت دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم کو ان کی ملی خدمات کے عوض میں جتنا بھی نذرانۂ عقیدت پیش کیا جائے، کم ہے۔ یہاں ان سیاستدانوں کا خراجِ عقیدت بحضور مفتی اعظم پاکستان پیش کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے مفتی اعظم کی وفات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی (صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان)

علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی وفات اہل سنت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے، افسوس ہے کہ اہل علم اٹھتے جا رہے ہیں۔

جنرل پرویز مشرف (صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ علامہ مرحوم کو اللہ رب العزت اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ (جنگ، ۲۷ اگست)

میر ظفر اللہ جمالی (وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان)

وزیر اعظم نے کہا کہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی دینی اور ملی خدمات پر پوری قوم ان کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ (نوائے وقت، لاہور)

چوہدری پرویز الٰہی (وزیر اعلیٰ پنجاب)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی دینی، ملی اور علمی خدمات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے، کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ہزاروی نے ہزاروں طلبہ و طالبات کو دینی اور دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا۔ ان کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کی ترقی کے لئے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا۔

روزنامہ نوائے وقت 30 اگست، لاہور۔

میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان)

سابق وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ مولانا ایک باعمل عالم دین تھے، انہوں نے مولانا ہزاروی کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا۔

میاں محمد شہباز شریف (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

سابق وزیر اعلیٰ نے اپنے تعزیتی پیغام میں مفتی اعظم کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور ان کی وفات کو المیہ قرار دیا۔

جنرل (ر) خالد مقبول (گورنر پنجاب)

گورنر نے کہا کہ مولانا کئی کتابوں کے مصنف تھے، اتحاد بین المسلمین کے لئے مولانا کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

راجہ محمد ظفر الحق (چیئرمین مسلم لیگ (ن))

راجہ محمد ظفر الحق نے کہا کہ مفتی اعظم کا خلا مدتوں پورا نہ ہوگا۔

سرانجام خان (جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن))

سرانجام خان نے کہا کہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ایک بے باک عالم دین تھے۔

سید صابر شاہ (سابق وزیر اعلیٰ سرحد)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مسلک حق اہل سنت و جماعت کے بے باک ترجمان تھے۔

مولانا فضل الرحمٰن (سیکرٹری جنرل متحدہ مجلس عمل)

مولانا ہزاروی کی وفات دینی قوتوں کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔

مولانا ساجد نقوی (نائب صدر متحدہ مجلس عمل)

علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کا خلا صدیوں پورا نہیں ہو سکیگا۔

پروفیسر ساجد میر (نائب صدر متحدہ مجلس عمل)

پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ مولانا ہزاروی کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، کیونکہ ان کی شخصیت تعصب پرستی کے اس دور میں غیر متنازعہ رہی۔ انہوں نے لواحقین سے گہری ہمدردی کرتے ہوئے مفتی صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی۔

مولانا سمیع الحق (نائب صدر متحدہ مجلس عمل)

مولانا معتدل مزاج عالم دین تھے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

جنرل کے ایم اظہر (سابق گورنر سرحد)

جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ مولانا ہزاروی روشنی کے مینار تھے۔

قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

مولانا ہزاروی کی وفات سے پاکستان ایک محب وطن عالم دین سے محروم ہو گیا۔

رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ملت اسلامیہ کا ایک عظیم سرمایہ تھے۔

ڈاکٹر طاہر القادری (چیئرمین عوامی تحریک پاکستان)

مولانا عالم اسلام کے ایک درخشندہ ستارہ تھے، دینی وسیاسی تحریکوں میں ان کا کردار نہیں بھلایا جاسکتا۔

پیر اعجاز احمد ہاشمی (سیکرٹری اطلاعات متحدہ مجلس عمل)

مولانا ہزاروی تمام خوبیوں کے مالک تھے، ان کی وفات سے عالم اسلام ایک ممتاز عالم دین سے محروم ہوگیا۔

صاحبزادہ عتیق الرحمن فیض پوری (ممبر اسمبلی آزاد کشمیر)

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اہل سنت کو یتیم کر کے چلے گئے، ان کا خلائی صدیوں پورا نہیں ہوگا۔

ارشد خان لودھی (سینئر وزیر پنجاب)

مولانا ہزاروی کی وفات کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔

میاں خادم حسین وٹو (وزیر اوقاف وزکوۃ)

مولانا ہزاروی کی وفات سے پاکستان ایک محب وطن عالم دین اور روحانی پیشوا سے محروم ہوگیا۔

میاں اسلم اقبال (وزیر سیاحت)

اہل پاکستان بالعموم اور اہل لاہور بالخصوص ایک عظیم مذہبی سکالر سے محروم ہوگئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث مفتی اعظم علیہ الرحمہ..........میری نظر میں

از: نوید احمد قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

آج اس صاحب کردار کی باتیں ہوں گی
ان کی گفتار ، ان کی رفتار کی باتیں ہوں گی

جلاتا تھا اندھیروں میں جو محبت کے چراغ
آج اس روشنی کے مینار کی باتیں ہوں گی

26 اگست کا سورج عالم اسلام کے لئے غم کا پیغام لے کر طلوع ہوا اور رفتہ رفتہ طلوع ہو گیا، اس طرح عالم اسلام کی عظیم شخصیت بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ اور تنظیم المدارس کے صدر مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی زندگی کا سورج بھی غروب ہوگیا۔ جس کی رحلت سے پورا عالم اسلام روحانی شخصیت سے جدائی پر غم کے سمندر میں غوطہ زن ہے۔

ان کی شخصیت آسمان علم پر درخشندہ ستارہ تھی، آپ العلماء ورثة الانبياء کے عصر حاضر میں حقیقی مصداق تھے، کہ آپ کے علم نے آپ کو کبھی بھی غرور وتکبر میں مبتلا نہ کیا بلکہ ہر وقت عاجزی سے جبیں نیاز باری تعالیٰ کی چوکھٹ پر رکھی۔ انہیں علماء کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انما يخشى الله من عباده العلماء.

آپ سچے عاشق رسول تھے، دین مصطفیٰ کی تڑپ رکھنے والے تھے، آپ نے باتوں سے نہیں بلکہ عملاً اسے حقیقت کا جامہ پہنایا، مخلص انداز میں دین کی خدمت کی، آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، مرنا، جینا تمام دین کے لئے تھا۔ یہی وجہ ہے جب بھی آپ سے مدارس کے بارے میں سوال کیا جاتا۔ تو آپ فرماتے "یہ تو بس ذات باری تعالیٰ پر توکل ہے جس سے یہ تمام نظام چل رہا ہے"۔

طلباء کے نام صرف ایک پیغام تھا، محنت، محنت اور محنت، پڑھو اور حق وباطل میں امتیاز کرسکو اور پرچم اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں بلند کردو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے چشمہ علم سے

سیراب ہونے والے ہزاروں، لاکھوں طلباء خدمتِ دین میں مصروف عمل نظر آ رہے ہیں۔

ہمیشہ خلوص نیت اور صبر و استقامت کا درس دیتے، میں نے اپنی زندگی میں آپ جیسا صابر، شاکر کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا کہ 1956ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی بنیاد محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی، علامہ غلام رسول رضوی صاحب کے زیر سایہ تدریس شروع کی۔ تو آپ کو ہزاروں مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں آپ نے فرمایا تم اپنا مقصد پورا کرو اور میں اپنا مقصد۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پہ ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

یہ آپ کا جذبۂ عشق تھا۔ آج ہمارے سامنے مفتی صاحب کے مدارس ہمیشہ کے لئے علم و عمل کا سرچشمہ ہیں حق گوئی آپ کا شعار تھا۔ جب بھی حکومتی سطح پر کسی اجلاس میں شرکت فرماتے، اگر کوئی اچھی رائے ہوتی تو اس کو پسند فرماتے اور اگر مدارس کے خلاف پروپیگنڈا ہوتا تو اس کی سرکوبی کرتے۔ کبھی بھی حکومتِ وقت کی پوجا پاٹ نہیں کی، ہر کوئی گواہ ہے حکمرانوں کی ڈانٹ کرنے کے باوجود وہ آپ کی خدمت اپنا دنیاوی و اخروی سرمایہ سمجھتے تھے۔ آپ کی رحلت صرف آپ کے رفقاء ہی کے لئے صدمہ کا باعث نہیں ہے بلکہ پورے عالمِ اسلام کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے یہ مقام تفکر ہے، ہم پر لازم ہے کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھائیں، آپ کا مشن کام، کام اور کام تھا۔ سستی کا نام و نشان تک بھی آپ کی ذات میں دکھائی نہ دیتا۔

طلباء کو اکثر فرماتے تھے کہ پڑھو اور محنت سے پڑھو آنے والا مستقبل تمہارا ہے تا کہ حق و باطل میں امتیاز کر سکو اور فرماتے اپنی نیتوں کو درست کرو۔ کیونکہ یہ وسیع پیمانہ پر اگر دین کا کام ہو رہا ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں امیر ہوں، یا امیر کا بیٹا ہوں، بلکہ اللہ کی ذات پر توکل کی بناء پر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ آپ کی رحلت سے پیدا ہونے والے خلاء کو جلد از جلد پورا فرمائے۔ آمین

مردِ مومن

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق نیر
سیکرٹری بزم رضا جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

اے گوشِ وقت سن کہ ادا کر رہا ہوں میں
وہ لفظ کہ جنکے حرف فراموش ہو گئے

کسی بھی تاریخ ساز روحانی شخصیت کی سیرت و کردار اور کارناموں پر لکھنا بڑی کاوش کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ ان پر کچھ لکھنے کے لئے اعلیٰ علمی اور مشاہداتی قابلیت و مہارت درکار ہوتی ہے، قبلہ مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور کارناموں پر لکھنے کے لئے راقم الحروف کو اپنی کم مائگی اور کم بساطی کا بڑی شدت سے احساس ہے لیکن ان کو خراج عقیدت پیش نہ کرنا بہت بڑی بے مروتی اور احسان ناشناسی شمار ہوگی۔

۲۶ اگست کی شام سورج بڑی تیزی سے غروب ہو رہا تھا اس کی سرخی بڑی تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی گویا وہ کسی خطرے کی گھنٹی بجا رہی ہو اور ہوا بھی یونہی کہ اس سرخی نے جاتے جاتے بساطِ امید پر ماتم بکھیر دیا اور شبنمی قطروں نے گلشن کے اجڑنے کا اندوہناک سندیسہ سنایا کہ

گلشن سے پھول گیا اور رنگ چھوڑ گیا
مہک بکھیر کے آنکھوں کو دنگ چھوڑ گیا

اور چاند بھی طلوع ہوتے ہوتے اس سانحہ پر حیرت سے غم و اندوہ کی تصویر بن گیا زمین ڈول گئی دل دہل گئے وجود روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگا، ذہن خالی، آنکھیں ویران لب خاموش اور دل دہل کر رہ گیا ایک قیامت صغریٰ تھی جو آ کر گزر گئی، مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، وقت کی رفتار تھم گئی لمحے صدیوں پر محیط محسوس ہونے لگے، وہ شخص جو اپنے پیاروں کو محبت کرنے والوں کو صراطِ مستقیم پر لے کر چلنے کا

خواہشمند تھا اتنے کٹھن اور لمبے سفر پر اکیلا ہی کیوں چل نکلا......؟اتنی دور بستی جابسائی کہ بحال زیست وہاں تک پہنچنا ممکن ہی نہیں۔

گر لاکھ برس جیے تو پھر مرنا ہے
پیمانہ عمر اک دن بھرنا ہے

یہ بات بھی اپنی جگہ اظہر من الشمس ہے لیکن اتنی جلدی بھی کوئی کارواں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے کہ آنکھ جھپکنے کا لمحہ بھی درکار نہیں ہوتا شدت غم کی برف نے یوں چاروں طرف سے گھیرا کہ احساسات، جذبات حتی کہ آنسوؤں تک کو منجمد کر دیا ہر کسی کے لبوں پر ایک ہی سوال تھا اتنی جلدی اتنی اچانک نہیں نہیں ایسا نہیں بلکہ:

کل اس کی آنکھوں نے کیا زندہ گفتگو کی تھی
گماں تک نہ ہوا کہ وہ بچھڑنے والا ہے

ابھی تو ان کی شخصیت کی خوشبو کا حصار ہمارے ارد گرد ہے وہی گفتگو کی مٹھاس ہمارے چار سو ہے وہی لہجوں کی نرمی سینوں میں کسک پیدا کر رہی ہے ابھی تو ان کی آواز کی کھنک کانوں میں گونج رہی ہے ایک ایسی شخصیت جو بشریت کے لبادے میں فخر کروبیاں تھی جنکی موجودگی میں در و دیوار مہک اٹھتے تھے جن کی باتیں فضا کو معطر کر دیتی تھیں ان کی زندگی کی لو مدھم ہونے لگی تھی مگر انہوں نے روشنی کا سفر ختم نہ کیا اور ہزاروں طالب علم آخر وقت تک اس چراغ سے ضیاء بار ہوتے رہے ہر آنکھ اشک بار تھی بلکہ اس دن تو آسمان بھی اشکبار تھا کہ آنسو تھم نہ رہے تھے لوگ آپ کا دیدار کرنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے جس نے دیدار کیا وہ ایسے سرور سے آشنا ہوا کہ جس سے زندگی بھر آشنا رہے گا۔ آپ کے رخ انور پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی اور مسکراہٹ ایسی تھی کہ معلوم ہوتا ابھی گفتگو فرمائیں گے آپ کے چہرے کا اطمینان، سکون اور تبسم گواہی دے رہا تھا کہ:

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

زندگی کا دیا آخر کب تک موت کے اندھیرے کو زائل کرتا ہے اس کی لو تھرتھرانے لگی اور یہ روشنیاں بکھیرنے والا جانے کس گمنام بستی میں جا بسا یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سر پہ تپتی دھوپ ہو اور شجر سایہ دار کوسوں دور ہو۔ ہزاروں انسانوں کی آنکھوں کو انہوں نے وقت رخصت پرنم کیا لیکن ایک لفظ بولے بغیر خاموش مگر مسکراتے لبوں سے سب کو الوداع کہا معلوم نہیں موت نے اس پیکر علم و عرفان رشک کروبیان اور میر کاروان وفا کو کس ڈھب سے اپنی آغوش میں لیا ہو گا حرف آخر یوں ہے کہ خدا آپ کے درجات کو بلند کرے اور آپ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا رب کریم اپنے فضل کرم سے اس کو پر فرمائے اور آپ کے مشن کو تا قیامت جاری رکھے اور آپ کی ذات جو کہ ہمارے لئے ٹھنڈی چھاؤں کی حیثیت رکھتی تھی رب ذوالجلال اس سایہ کی برکات کو باقی رکھے (آمین)

☆☆☆☆☆

﴿بقیہ صفحہ نمبر 214﴾

اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کا صدقہ مفتی صاحب کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں برکتیں نازل فرمائے اور انکی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے انکے لواحقین اور طلباء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مفتی صاحب کی کمی ہر موڑ پر محسوس ہوگی۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اسیر ہے الفت رسول اللہ ﷺ کی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

استقامت کے پیکر............تاج اہل سنت

کنور فرمان، صدر مجلس گنج بخش، لاہور

آج بھی جب مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کا خیال آتا ہے تو یقین ہی نہیں آتا کہ آج وہ ہم میں نہیں ہیں مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی استقامت کے پیکر تھے۔ ''الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ استقامت کرامت سے اوپر ہے''۔ آج جب لوگ کسی کی بیعت کرنے جاتے ہیں تو اس شخص میں کرامت تلاش کرتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب بیعت کرنے سے بے نیاز تھے۔ مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے طالب علم ہی میرے مرید ہیں۔ مفتی صاحب علم وفضل، تقوی ولایت، بے لوث مجاہد، سنی رضوی غرض یہ کہ خدمات وکمالات کا منبع تھے۔ مفتی صاحب کا استقامت پر فائز رہنا ہی انکے صاحب کرامت ہونے کی دلیل ہے۔ مفتی صاحب محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آج شہر لاہور کی رونقیں بحال ہیں لیکن مفتی صاحب کے رحلت فرما جانے سے شہر لاہور ویران نظر آتا ہے۔ آج پھر پاکستان کے رہنے والوں کو بریلی شریف سے التجا کرنی ہوگی کہ ایک دفعہ پھر ہمیں حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تربیت یافتہ دو اشخاص مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ کی ضرورت ہے۔ آج پھر پاکستان پر احسان کریں کہ ایسے ہی دو اشخاص عنایت فرمائیں کیونکہ مفتی صاحب سید صاحب کے شاگرد اور محدث اعظم پاکستان کے مرید تھے۔ مفتی صاحب کے رحلت فرما جانے سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اسکا پورا ہونا ممکن نہیں کیونکہ بظاہر اسباب ایسے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔ میں مفتی صاحب کے پاس اکثر اوقات حاضری دیا کرتا تھا۔ مفتی صاحب اسلاف کی عظیم یادگار تھے۔

جب مجلس گنج بخش نے مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ کے دو رسائل فضائل شعبان اور اسلام اور پردہ شائع کئے اور میں نے مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کئے تو مفتی صاحب کے چہرہ سے مسرت کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا فرحان

صاحب آپ یہ ہی کام سنبھال لیں کہ بزرگوں کے رسائل شائع فرماتے رہیں تو آج کے اس دور میں یہ عظیم کام ہوگا۔

مفتی صاحب کے پاس ایک دفعہ میں بھی حاضر تھا کچھ لوگ وہاں حاضر ہوئے اور مفتی صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں امام وخطیب چاہئے مفتی صاحب نے فرمایا آپ کی مسجد کہاں ہے تو انہوں نے کہا شاہدرہ میں۔ مفتی صاحب نے فرمایا میں نے بھی وہاں نماز پڑھی تھی تو طالب علم حفظ کررہے تھے۔ مجھے دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی انہوں نے بتایا اب وہ چھوٹی مسجد عظیم الشان مسجد کی شکل اختیار کرگئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک مینار بنانا چاہتے ہیں تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ مینار پر دس لاکھ خرچ ہوگا آپکو اپنے مدرسہ پر توجہ دینی چاہئے پہلے آپ نے مسجد کے لئے چندہ مانگا اب مدرسہ کے لئے محلے داروں سے بچے مانگو تاکہ محلے دار کو اسکی آبادکاری کا بھی احساس ہوگا یہ ہے مدرسہ آباد کرنے کا طریقہ۔ مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے فرض سے کوتاہی کروں گا تو یہ استاذ بھی کوتاہی کریں گے میرا یہاں صبح سے شام تک بیٹھنا، استاذوں اور طالب علموں کو چست رکھتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے ایک دفعہ بچپن میں ہمارے گاؤں میں کچھ حضرات تشریف لائے تو انہوں نے بچوں سے پوچھا کہ تم بڑے ہوکر کیا ہوگے کسی نے کہا استاذ، کسی نے کہا پٹواری، اور کسی نے کچھ کہا جب وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا عبدالقیوم تم بڑے ہوکر کیا ہوگے تو میں نے کہا کہ میں مولوی بنوں گا۔ مفتی صاحب عقیدہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک پر سختی سے کاربند تھے اور عقیدہ میں کسی قسم کی رعایت کے قائل نہیں تھے۔ مفتی صاحب کے زمانے میں بڑے بڑے طوفان آئے کچھ مولوی حضرات پیسے کی لالچ میں اور کچھ عوامی نمود ونمائش حاصل کرنے کے لئے عقیدہ امام احمد رضا محدث بریلوی سے ہٹ کر ادھر ادھر ہوگئے۔ لیکن مفتی صاحب نے آخری دم تک ہر طوفان کا بڑی جرأت سے مقابلہ کیا اور سرخرو ہوئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ کا مہتمم بنا تو یہاں لوہاری منڈی میں شرابی جواری لوگوں کا اڈا تھا وہ میرے پاس آتے اور کہتے کہ عبدالقیوم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ہم تمہیں جان سے ماردیں گے مفتی صاحب فرماتے تھے کہ اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی کہ مجھے دین اسلام کی راہ میں شہادت نصیب ہوجائے آپ

نے بڑی صعوبتیں برداشت کیں لیکن مسلک اہل سنت وجماعت اور اعلیٰ حضرت سے اپنی نسبت اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ سے اپنی ارادت کو آخری دم تک نبھایا۔

مفتی صاحب حکومت کے اجلاسوں میں اہل سنت کی نمائندگی فرماتے تھے لیکن آج تک کسی صدر اور وزیر اعظم کے سامنے نہیں جھکے ہمیشہ اپنا موقف جرأت بہادری اور بے باکی سے پیش کیا اور اگر کوئی بات ناگوار گزری تو حاکم کے سامنے کہہ دی اور سرزنش بھی فرماتے تھے آخری وقت میں آپ کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ اہل سنت کی قیادت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا جائے اور آپ نے اس سلسلہ میں اپنا سب کچھ وقف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے مفتی صاحب کی اس خواہش کو پورا فرمادے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ 26 اگست 2003ء کو معمول کے مطابق صبح جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ میں تشریف لائے ایک بجے تک اسباق پڑھائے پھر شیخوپورہ تشریف لے گئے عصر کی نماز تک وہیں قیام کیا مغرب سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے گھر آ کر مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اپنے صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی کو فرمایا قہوہ بناؤ قہوہ بنایا گیا تو اس میں لیمون نچوڑنے کو کہا گیا جب انہوں نے لیموں نچوڑ کر قہوہ مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو مفتی صاحب داغ مفارقت دے گئے۔

مفتی صاحب کی نماز جنازہ قذافی سٹیڈیم میں ادا کی گئی نماز جنازہ قائد اہل سنت حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ العالی نے پڑھائی نماز جنازہ میں مفتی منیب الرحمٰن، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی، حضرت علامہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی، مفتی جمیل احمد نعیمی، حضرت علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی، حضرت مولانا محمد شریف رضوی، حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب، راولپنڈی، سمیت جید علماء کرام نے شرکت فرمائی، قذافی اسٹیڈیم میں انسانوں کا سمندر نظر آتا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی لوگ ہی لوگ تھے جب قذافی سٹیڈیم میں جگہ کم پڑ گئی تو لوگوں نے قذافی سٹیڈیم سے باہر صفیں باندھ لیں پھر مفتی صاحب کو شیخوپورہ میں قائم کردہ دینی مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں دفن کر دیا گیا۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی رحلت سے علم وفضل کا آفتاب غروب ہو گیا۔ مفتی صاحب اہل سنت کے وہ عظیم مجاہد اور سرمایہ تھے جن کی خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ ﴿بقیہ صفحہ نمبر 211 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہے کبھی جان اور کبھی تسلیم جان زندگی

از: محمد حماد سعید متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اس مختصر سے مختصر مصرے میں حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنی معجزہ بیانی سے زندگی کی حقیقت کو محض دو ہی لفظوں "جان اور تسلیم جان" میں سمو دیا۔ اس طرح انہوں نے ہمیں زندگی کے ایک ایسے اہم اور تابناک پہلو سے روشناس کرایا۔ جسے انسان کی کمال معراج کہا جاسکتا ہے۔ اس مصرع میں علامہ اقبال نے ہمیں بتایا کہ زندگی کوئی کھیل تماشا نہیں جسے ہنسی مذاق میں یا لغویات اور بیہودہ باتوں میں بسر کر دیا جائے اور نہ ہی زندگی عیش پرستی کا نام ہے کہ جسکو ہم دنیاوی خواہشات کے بل بوتے پر برباد کر والیں۔ بلکہ زندگی تو ایک سنجیدہ اور زندہ توانا حقیقت اور جہد تسلسل کا نام ہے۔ جس کو ہم خدا تعالیٰ کے پسندیدہ دین متین کی خدمت کے لئے دین اسلام کی اشاعت اور احکام خداوندی کو سب سے پہلے اپنے اوپر لاگو کریں۔ بعد ازاں خلق خدا کو اس کی طرف راغب اور مانوس کریں۔ تاکہ زندگی کا عظیم مقصد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے مصرے کے دو جز ہیں (۱) جان (۲) تسلیم جان۔ پہلی جز یعنی جان سے مراد یہاں سعی وعمل وحرارت توانائی کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی زندگی جہد مسلسل کا نام ہے۔ جان کا لفظ علامہ اقبال کے کلام میں بالعموم ایک خاص معنویت کا آئینہ دار ہوتا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے قالب خاکی میں جان پیدا کر

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے مصرہ کا دوسرا جزو اہم تسلیم جان ہے۔ تسلیم جان کے لفظی معنی ہیں "جان کو کسی کے سپرد کرنا" دوسرے لفظوں میں تسلیم جان سے مراد جان کو کسی عظیم اور پاکیزہ مقصد یا کسی عزیز ترین ہستی کی محبت میں قربان کر دینا ہے۔ یعنی حضور اکرم کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا زندگی کا اہم ترین اور عظیم مقصد ہے۔ اس مصرہ کا صحیح مصداق مفتی اعظم پاکستان مربی وشفیق محسن اہل سنت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جن میں یہ تمام تر خصائص کوٹ کوٹ کر پائے جاتے ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان سیرت وکردار اور عمل جہد تسلسل، جان لیوا

مشقت اور اپنی بھرپور قوتوں سے کام لیکر صفحۂ ہستی پر حسن عمل کے ایسے نقوش ثبت کر گئے ہیں۔ رشد وہدایت کے ایسے چراغ جلا گئے ہیں۔ جن کی تابانی نے انہیں بقائے دوام کا خلعت پہنا دیا ہے۔ چنانچہ قبلہ مفتی صاحب ایک حقیقت نگار شاعر کے اس شعر کے مصداق جمیل بن گئے ہیں:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قبلہ مفتی صاحب اپنے حسن عمل اور مسلسل جدوجہد سے سر کیے ہوئے تمام کرشموں کے سبب آج بھی وہ زندہ ہیں اور کل بھی وہ زندہ جاوید رہیں گے۔ بلکہ میرا تو یقین محکم یہ کہتا ہے کہ یہ نقوش یعنی آپ کے تمام قائم کردہ مدارس اور تنظیمات آپ کے حسن ذوق کی وجہ سے زندہ جاوید رہیں گے۔ گویا کہ مفتی اعظم پاکستان نے اپنی حیات مبارکہ کو دین متین اور اشاعت اسلام کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ روز و شب بلکہ ہر لمحہ ہر گھڑی رفعت دین اسلام وتحفظ ناموس رسالت کے لئے سربستہ رہے۔ جب مفتی اعظم پاکستان کی سیرت وکردار پر اور عمر پیری پر نظر دوڑائی جائے تو ہر صاحب ذی شعور وذی فہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس قدر بڑھاپا اور بظاہر ناتواں جسم مگر کام میں اتنی سرعت اور تیزی کہ اپنی جوانی پر نازاں نوجوان بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔

آپ کے تمام تر خصائص میں سے حق گوئی سب سے منفرد اور ممتاز وصف تھا۔ چنانچہ حق بات کہنے میں کسی کے مرتبے کو ملحوظ خاطر نہ لاتے خواہ صدر مملکت ہو یا وزیر اعظم، خواہ کسی بھی اعلیٰ عہدہ پر فائز ہی کیوں نہ ہو حق بات آپ انہیں مخاطب کر کے بلا جھجک ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیتے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کیوں کہ وہ فرمان خداوندی کے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کی عملی تفسیر تھے۔ اور فرمان نبوی "العلماء ورثۃ الانبیاء" کے صحیح مصداق تھے۔ اگر خوف اور خشیت تھی تو اس ذات کی تھی جو تمام پر غالب ہے۔ مفتی اعظم پاکستان کی جرأت مندانہ اور بہادرانہ مثالیں دیکھ اور سن کر ہمارے دل ودماغ بھی روشن ہو جاتے ہیں ہمارے دلوں میں بھی جرأت اور بہادری کی تڑپ اٹھتی مگر کسے خبر تھی کہ جرأت وبہادری کی داستانیں رقم کرنے والے اچانک ہی صدمہ ہجر وفراق دے جائے گا۔ اور ہمیں زار وقطار رلا جائے گا اور زندگی کے حسین لمحات کو غم وآلام میں

تبدیل کر جائے گا۔

بہرحال قارئین کرام زندگی کا پرشور دریا اپنی روانی اور تندی سمیت اپنے سفر میں مگن تھا اس پرشور دریا کے ساتھ تو کیا کچھ آتا ہے اور کیا کچھ بہہ جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر ہر کام پر آنکھیں تھوڑی دیر کے لئے ساقط ہو جاتی ہیں۔ وقت تھوڑا سا اور سرک جاتا ہے۔ مگر واقعات وحادثات اور سانحہ گرم خون کے قطرے کی مانند جم جاتے ہیں۔ میرے دل میں بھی ایسے ہی گرم گرم خون کے کئی قطرے گرے ہیں اور زندگی کے آگے بڑھتے ہوئے اس طوفان کے ہاتھوں ٹھنڈے ہو کر جم گئے ہیں۔

زندگی کے اس طویل سفر میں چند لمحوں کی ہمراہی اور قربت بھی وہ تاثر چھوڑ جاتی ہے جو ذہن پر مرتسم ہو جاتا ہے۔ وہ بھی ایک مختصر سا سفر چند لمحوں کا ہی سمجھئے یا چند ساعتوں کا مگر میرے دل ودماغ میں وہ ایسے نقش ثبت کر گیا ہے جن کو ضبط تحریر میں لانا محال ہے۔

قارئین کرام یہ وہ بے درد لمحہ تھا جس میں ہمارے شعبہ حیات کے روح رواں میری عقیدت ومحبت کے محور ومرکز مربی ومشفق پاسبان مسلک اور فکر رضا ہم سے تعلق علمی منقطع کر کے دار عافیت میں جاگزیں ہوئے۔ وہ کس قدر دردناک اور ہولناک گھڑی تھی۔ جسکو ہماری حالت زار اور خستہ حالت اور مضطرب کیفیت پر ذرا بھر بھی رحم نہیں آیا کہ اس نے ہمارے گوشہ داماں کی وسعت سے کہیں زیادہ غم وآلام کی بوچھاڑ کردی اور ہمارے سروں سے روحانی پدری سائے کو اٹھا لیا اور ہمیں بے سایہ اور بے سہارا کر دیا۔ اب کون ہمارے سروں پر سایہ علمی اور شفقت کا سہارا بنے گا۔ کئی لوگ تھے جو بچھڑ گئے کئی نقش تھے جو بگڑ گئے۔

کئی شہر تھے جو اجڑ گئے ابھی قلم کیا کوئی اور بھی ہے

گویا کہ یہ دنیا ویران سنسان اور خزاں رسیدہ سی لگتی ہے انکے بغیر اب میرا دل ان ویرانیوں اور تاریکیوں میں وحشت زدہ ہے۔ اب ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا لگتا ہے۔ اب ہر سو ظلمت اور تاریکیوں نے ڈیرے جمائے ہیں اب میں سراپا خوف ہوں۔

ہر ایک لمحہ میرا خوف کی گرفت میں ہے
محافظوں سے کون بچائے گا آکے مجھے

اب کس سے امید وفائے دین مصطفیٰ رکھوں کیونکہ یہاں پر اکثر دین مصطفیٰ کے باغی نظر آتے ہیں یہاں پر تو ہر کوئی اپنے مفادات کی جنگ لڑتا نظر آتا ہے اب کہاں سے ایسا مخلص دین لاؤں کہ جنہوں نے اپنے جسد کو ہر وقت ہر لمحہ ہر آن دین مصطفیٰ کے لئے وقف کر رکھا تھا آپ پوری حیات دین مصطفیٰ اور ناموس رسالت کی جنگ لڑتے رہے ہمیشہ گستاخان رسول کے ساتھ صف آرا رہے۔

مفتی اعظم پاکستان گستاخان رسول پر بہت زیادہ سختی، شدت اور نفرت کرتے تھے آپ کی محبت کا یہی معیار تھا، آپ نبی اکرم ﷺ کی محبت میں ہر وقت سرشار رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ راہ محبوب میں آنے والی مشکل کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے اور اس میں راحت محسوس کرتے تھے اور کبھی بھی زبان پر حرف شکایت نہ لائے۔ اپنے غم و درد کو کسی کے سامنے بیان نہ کرتے۔

غریبم درمیان محفل خویش
خود گو با کہ گو یم مشکل خویش
ازاں ترسم کہ پنہاں شود فاش
غم خود را نہ گویم بدل خویش

یعنی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے غم کو کس سے بیان کروں آپ کے سوا۔ میں تو اپنوں کی محفل میں بھی اجنبی رہتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا غم ظاہر نہ ہو جائے۔ اس لئے میں اپنا غم اپنے دل میں ہی چھپا کر رکھتا ہوں۔ مفتی اعظم پاکستان کا بھی یہی شعار تھا کہ اپنے غم کو اپنی جان پر ہی سہتے، شدت اور سختی غم کی سیرابی خون جگر سے کرتے اور چپ چاپ رہنا ان کی عادت ہوتی ہے کیونکہ محبت میں لب کشائی گناہ ہے۔ بقول اقبال:

زبان با غریباں از نگاہیست
حدیث درد منداں اشک و آہیست
کشادم چشم و بربستم لب خویش
سخن اندر طریق ما گناہیست

یوم وصال مفتی اعظم وسعادت من

از: قاری حضور بخش چشتی صاحب

26 اگست بروز منگل صبح 9 بجے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ حسب معمول جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے تو جامعہ میں لائٹ نہ تھی تو قبلہ مفتی صاحب کو سلام وزیارت کرنے کے بعد میں پڑھائی میں مصروف ہو گیا اور مفتی صاحب اپنے کمرے میں محو مطالعہ ہوئے تھوڑی ہی دیر بعد چہرہ زیبا پر نظر پڑی تو شدت گرمی سے چہرہ انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے دل میں خیال آیا کہ اس موقع کو غنیمت جان اور کچھ خدمت کر لے، تو کمرے کے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر اندر داخل ہوا تو آپ نے پوچھا کیسے آنا ہوا، میں نے عرض کی، حضور دستی پنکھے کے ذریعہ سے ہوا دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا! میں سردی گرمی کو تو برداشت تو کر سکتا ہوں لیکن تمہاری پڑھائی کا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور میں نے پنکھے کو اٹھایا اور ہوا دینا شروع کر دی۔ آپ حسب معمول اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے اسی دوران آپ نے میرا نام پوچھا اور علاقہ۔ بندہ نے عرض کی حضور نام حضور بخش، علاقہ ڈیرہ غازی خان۔ تو پوچھا کہ ڈیرہ غازی خان کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضور بزرگوں سے سنا ہے کہ دو بھائی تھے۔ غازی خاں، اسماعیل خان، گھریلو اختلافات کے باعث دونوں بھائی ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ ایک نے اپنے ڈیرے کا نام ڈیرہ غازی خان اور دوسرے نے ڈیرہ اسماعیل خان۔ یہ بات سن کر آپ نے تبسم فرمایا۔

اسی دوران استاذ العلماء، مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا گزشتہ روز مدرسہ نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ میری طبیعت خراب تھی، سردگرم ہو گیا۔ تو قبلہ مفتی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مولانا گھر جا کر سبزے کا قہوہ بنا کر اس میں لیموں ڈال کر قہوہ

پی لیں انشاء اللہ صحت یاب ہوں گے اور ساتھ ہی فرمایا میرا ابھی یہی معمول ہے اور ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میدان میں تو اکیلا ہے یعنی دیوبندی، نجدی، وہابی جس جگہ بھی سر اٹھاتے ہیں اہل سنت و جماعت والے تجھے پکارتے ہیں۔ فرمایا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے تدریسی فرائض بھی سرانجام دو اور انکا مقابلہ بھی کرو، اس میں سستی کا مظاہرہ نہ کیا کرو جہاں سخت ضرورت ہو وہاں جانا چاہئے صدیقی صاحب نے عرض کیا کہ میں نے تین چار پروگراموں کو اسی لئے ترک کیا ہے اگر اور بھی کوئی رابطہ کرے گا تو میں معذرت کرلوں گا۔ اس وجہ سے آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ پھر صدیقی صاحب نے کہا حضور دو تین آدمی میرے پاس آئے میں نے انکار کیا تو وہ آپ کے پاس آئے تو قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا جاؤ انکا عذر قابل قبول ہے۔

قبلہ مفتی صاحب نے ایک اور کتاب اٹھائی جس کی لکھائی باریک تھی وہ کتاب آپ سے کمرے کے اندر نہ پڑھی گئی، پریشان ہو کر فرمایا کہ میں نے واپڈا والوں سے بھی مطالبہ نہیں کیا کہ بل میں کمی کی جائے مدرسہ ہونے کے سبب۔ کتاب اٹھا کر قبلہ مفتی صاحب دروازے پر تشریف لائے اور مطالعہ شروع کر دیا بجلی نہ ہونے کے سبب اساتذہ، طلباء حیران ہوئے کہ اتنی گرمی کے باوجود مفتی صاحب مطالعہ کر رہے ہیں۔ قارئین کرام یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔

قبلہ مفتی صاحب اتنا محو مطالعہ تھے کہ مہمان تشریف لائے مگر مفتی صاحب کو یہ محسوس بھی نہ ہوا کہ کون آیا ہے۔ بندہ نے مہمانوں کے آنے کی خبر دی۔ سلام کرنے کے بعد آنے کا سبب پوچھا انہوں نے بتایا کہ حضور آپ کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ محترم اگر آپ داتا حضور علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے آتے تو آپ کی خالی جھولی بھر دیتے۔ مہمانوں سے ان کے کام کے بارے میں پوچھا ایک نے کہا کہ میں کاروبار کرتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں تو قبلہ مفتی صاحب مدرسہ کا نام سن کر بہت خوش ہوئے۔

پھر بجلی بھی آگئی فرمایا بیٹا جاؤ اور بہت زیادہ دعائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ اور ہم کو ان کے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ ایک گوہر نایاب

از قلم: غلام یٰسین تبسم، آزاد کشمیر

اگر تاریخ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انسانیت کا واسطہ ہر دور میں دو طرح کے لوگوں سے رہا، ایک تو وہ لوگ جو عام نوعیت کے حامل ہوتے ہیں، پیدا ہوئے گمنامی کی زندگی بسر کی اور کوچ کر گئے اور ان کے جانے کے ساتھ انکا نام بھی ختم ہو گیا، اور دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے لئے تاریخ نے اپنا دامن وسیع کیا اور ان کے عظیم کارناموں کی وجہ سے تاریخ نے انہیں اپنے دامن میں سمو لیا، جب بھی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو ان کا نام ہمیشہ سنہری و جلی حروف میں نظر آئے گا، بظاہر تو اس عالم فانی کو خیر باد کہہ دیا کیونکہ "کل نفس ذائقة الموت" کا قانون قدرت کائنات کی ہر تخلیق شدہ شے پر محیط ہے، لیکن اپنے پیچھے سنہری یادیں چھوڑ گئے، ان کے چلے جانے کے بعد انسانیت ان پر رشک کرتی ہے تاریخ انسانیت میں ایسے لوگ بھی گزرے جو اپنی ذہانت و فطانت اور جہد مسلسل کے ذریعے انسانیت کو اپنے وجود کا احساس دلاتے ہیں وہ لوگ انسانیت کی خدمت کر کے نہ صرف فخر انسانیت بن جاتے ہیں بلکہ رشک ملائکہ کا تاج بھی اپنے سر پر سجانے کا شرف حاصل کرتے ہیں جب ہم ایسے افراد کے بارے میں تفکر کرتے ہیں تو ایک عظیم نام لبوں پر آتا ہے جس کے سامنے نگاہیں ادب سے جھک جاتی ہیں اس شخصیت کو مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ، استاذ الکل حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علم و فیض والا مولانا عبد القیوم ہزاروی جب میدان عمل میں اترا تو تہلکہ مچا دیا اور تشنگان علوم دینیہ آپ کے در پر کشاں کشاں چلے آئے اور اپنی پیاس بجھائی۔

تدریس حضرت قبلہ مفتی صاحب کی پسندیدہ فیلڈ تھی، روزانہ پانچ چھ اسباق پڑھانا آپ کا معمول تھا، حدیث شریف جب پڑھاتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ایک محدث دوراں مسند تدریس پر جلوہ گر ہو کر درس حدیث دے رہا ہے، اور اب آپ سے بڑھ کر کسی عالم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے آپ نے جامعہ کے معیار تدریس کو اتنی علویت عطا کی کہ جب کوئی اپنے فرزند کو علوم دینیہ کا ماہر عالم بنانا چاہتا ہے تو کسی سے مدرسہ میں داخلے کی رائے طلب کرتا ہے کہ کس مدرسے میں داخل کیا جائے تو رائے دہندہ کی زبان سے جامعہ نظامیہ رضویہ کا نام بے ساختہ نکلتا ہے۔

تحریک نظام مصطفی ﷺ ہو یا ختم نبوت، بحالی جمہوریت کا معاملہ ہو یا آمریت کی منحوس کرسی، آپ نے ہمیشہ اول دستہ و سپہ سالار لشکر کی حیثیت سے کام کیا، آپ حق گو بھی تھے اور حق شناسائی کروانے والے بھی، آپ کی ذات نمود و نمائش سے پاک، منکسر المزاج اور زہد و تقوی کا منبع تھی، حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی پوری زندگی جانفشانی سے محنت کرنے، ہمتوں کے پل باندھنے اور پہاڑوں سے بلند حوصلہ رکھنے اور جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ کے پائے استقلال میں لغزش نام کی کوئی شے تک نہ تھی، حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک فرد واحد نہیں بلکہ ایک عالمگیر تحریک کا نام تھے، ان کی رحلت سے علمی دنیا کے سرسبز و شاداب گلستان میں خزاں آ گئی اور علم کے تناور درختوں کے پتے مرجھا گئے، آپ علمی میدان میں انقلابی جد و جہد کا درس دیا کرتے تھے، جس انقلاب کے نور نے کہنہ حیات کی ظلمتوں کا سینہ چیر کر ایک عالم کو روشن اور ایک نئے جہاں کو تعمیر کرنا ہے شاہراہ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں ہوا کرتی بلکہ پہلے کانٹوں سے پیار کرنا پڑتا ہے، تب عسر کے بعد یسر کی دولت سے ہمکنار ہوتا ہے۔

المختصر حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک گوہر نایاب تھے جنکی نظیر ملنا ناممکن ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی......عالم باعمل

از قلم: صاحبزادہ محمد امانت رسول، لاہور

حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب میں بہت چھوٹا تھا۔ اباجی قبلہ (مولانا محمد غلام رسول نوری رحمہ اللہ تعالی) شرقپور شریف حاضری کے لئے لاہور سے ہو کر جاتے اور مفتی صاحب سے ضرور ملاقات کرتے، اباجی کے ساتھ ایک دو مرتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں ٹھہرنے کا موقع بھی ملا۔ اس طرح لاہور مستقل آنے سے پہلے قبلہ مفتی صاحب سے میری نیاز مندی تعارف کی صورت میں قائم ہو چکی تھی۔

میری ان سے آخری ملاقات چار پانچ ماہ پہلے ہوئی۔ میں گیا تو فقط زیارت کے لئے تھا لیکن گفتگو کا ایسا سلسلہ چل نکلا کہ تین گھنٹے قبلہ ہزاروی صاحب کے پاس بیٹھا رہا، اسی دوران انہوں نے مجھے انگلش میں لکھا ہوا خط دیا کہ مجھے پڑھ کر سنائیں۔ وہ خط حکومت کی طرف سے تھا، جس میں جامعہ کے نظام تعلیم کے بارے میں چند باتیں تھیں، میں نے ان سے کہا ''آپ حکومت کی طرف سے ملنے والی مراعات و سہولیات لے لیں۔ اس میں حرج بھی کیا ہے فرمانے لگے اگر آج ان سے مدد لے لیں بکل یہ لوگ دخل اندازی شروع کر دیں گے۔ میں نے کہا حکومت تو فقط اتنا کہتی ہے درس نظامی کے ساتھ سکول کے مضامین بھی شامل نصاب کریں، ابھی مفتی صاحب نے جواب نہیں دیا تھا کہ کہیں دور دراز علاقوں سے علماء تشریف لے آئے ان کو نصیحتیں کرنے میں مصروف ہو گئے اور میں چائے پینے لگا۔ وعظ و نصیحت کے بعد مفتی صاحب نے علماء کو رخصت کیا اور فرمانے لگے۔ ''پیشہ ور خطیبوں، پیروں اور نعت خوانوں نے ہمارے مسلک کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے۔ دوسرے مسلک کے علماء اور عوام ان کے طور طریقے دیکھ کر یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارا مسلک یہی ہے جب کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی بدعات و خرافات کے سخت مخالف تھے۔

فاضل بریلوی کا علمی فکری سوادا بھی تک چھپ نہیں سکا، ہم بریلی شریف سے آپ کی کتابیں منگوا رہے ہیں اور ہمت کے مطابق چھپوا رہے ہیں، مفتی صاحب نے چند کتابوں کا ذکر بھی فرمایا۔

فتاویٰ رضویہ کی دوبارہ طباعت اور عربی عبارات کا آسان ترجمہ وتشریح بھی کیا گیا تاکہ عوام بھی اس علمی ذخیرے سے استفادہ کر سکے" میں نے عرض کی! مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خانوادوں کے افراد اس عظیم کام میں کتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔ وہاں بھی ماشاء اللہ خانقاہ ہے اور خانقاہوں پہ دن رات نذر و نیاز، نذرانے اور چڑھاوے چڑھتے رہتے ہیں مفتی صاحب نے میری یہ بات سن کر خاموشی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہیں دیا۔

میں گزشتہ سالوں میں جب بھی حاضر ہوا ایک ہی نصیحت فرمائی اور اب بھی وہی فرمایا۔ "بھتیجے! آپ نے درس نظامی پڑھا ہے کہیں کسی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھاتے کیوں نہیں؟ میں نے اس دفعہ جرأت کر کے عرض کی۔" ہر شخص اس لئے نہیں پڑھتا کہ مدرس و استاذ بن بیٹھے۔

اللہ نے ہر انسان کی فطرت جدا جدا تخلیق کی ہے ہر انسان اپنے رجحان صلاحیت اور رغبت کے مطابق شعبہ چنتا ہے۔ پاکستان میں ہر شعبہ اور ہر ڈیپارٹمنٹ با صلاحیت لوگوں کا متقاضی ہے۔ اور کسی شعبے میں بھی کام کرنا گویا کہ دین کی خدمت کرنا ہے"۔ میں جب اجازت لے کر اٹھنے لگا تو فرمانے لگے "اب ہمارے جانے کا وقت قریب ہے اب جوانوں نے کام کرنا ہے میں نے ہنس کر کہا" "آپ تو اب بھی جوانوں سے بڑھ کر کام کرتے ہیں،، فرمانے لگے" "بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر کرم ہے۔ 2001ء میں اباجی قبلہ کا انتقال ہوا تھا، ان کی وفات کے بعد ان کے ہم عصر ہم جماعت، علماء اور بزرگوں کی زیارت سے دل تسکین پا لیتا تھا، ان میں اباجی نظر آجاتے تھے، ایسا لگتا ہے ان بادہ کشوں کے اٹھنے سے اباجی قبلہ کی تصویر بھی دھندلی ہوتی جارہی ہے۔

ایک انسان اپنے علم، تجربہ، صلاحیت، ذہانت، مشاہدہ، مطالعہ اور نیت سے خاص نظریات کا خود کو پابند کر لیتا ہے، اب اس وعدہ و پابندی کے بعد وہ ان نظریات کے پرچار و اشاعت کے لئے سرگرم ہو جاتا ہے۔

وہ جتنا ان کی تبلیغ کرتا ہے دل سے اتنا ہی مخلص ہوتا ہے، مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بھی ایسی تھی، وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو دل سے کسی بات کو حق سمجھیں

اور زباں سے کہہ نہ سکیں اور جسے زباں سے کہیں اور دل اسے تسلیم نہ کرے، یوں کہیے وہ اقبال کے قلندر تھے جن کی زباں دل کی رفیق تھی اور دل زباں کا دوست تھا۔

ان کی باتوں میں جھلک تو پرانی تھی لیکن دھنک آج کی سنائی دیتی تھی، قبلہ مفتی صاحب محقق اور باعزم انسان تھے وہ فقط جامعہ نظامیہ کا نظام ہی نہیں چلاتے تھے بلکہ جامعہ میں باقاعدہ اسباق بھی پڑھاتے تھے، آنے والے وفود سے ملاقات بھی کرتے۔ پاکستان کے تمام جامعات سے رابطہ بھی استوار رکھتے اور ان کی سرکاری معاملات میں مدد بھی کرتے تھے، مذہبی جلسوں میں کم جاتے لیکن جہاں جانا ضروری ہوتا وہاں تشریف لے جاتے۔

حکومت ملنے سے پہلے عوام کے دکھوں کا احساس، مسند ارشاد پہ بیٹھنے سے پہلے بدعات سے نفرت، دولت آنے سے پہلے عوامی خدمت کا جذبہ، شہرت کے حصول سے پہلے خاموش مجاہد بننے کا ارادہ، معزز بننے سے پہلے انسانیت کا درد سب کو ہوتا ہے لیکن یہ سب کچھ ملنے کے بعد باوجود اکثر لوگوں میں اپنی اوقات میں رہنے کا حوصلہ بہت کم رہ جاتا ہے، تکبر سے بیزاری کسی متکبر کو دیکھ کر ہوتی ہے اگر یہی ہماری عادت شریفہ بن جائے تو ہم اسے "نزاکت" کا نام دے دیتے ہیں۔

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے پاس سب کچھ تھا لیکن جو ارادہ اور جذبہ پہلے تھا تادم آخر قائم رہا، مسند ارشاد پہ بیٹھے، بدعات سے نفرت کی، دولت جامعات میں بانٹ دی، شہرت بھی ملی لیکن خاموش مجاہد کا کردار ادا کیا اور بنیاد بن کر کمزور در و دیوار والی عمارتوں کو سہارا دیے رکھا۔

جنازے پہ ہر آنکھ اشکبار تھی، بے شمار لوگوں کو دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھا۔ کوئی کہتا تھا میرا باپ مر گیا کوئی رو رہا تھا کہ میرا مرشد دنیا سے رخصت ہو گیا کسی کو اپنے سرپرست کے بچھڑنے کا ملال تھا کوئی اپنے دوست کی رخصتی پہ آنسو بہا رہا تھا۔

نہ کوئی فال نکالی، نہ استخارہ کیا
بس ایک شام یونہی خلق سے کنارہ کیا

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ حیات وخدمات کے آئینے میں

تحریر: محمد تصدق حسین نقشبندی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اللہ رب العزت نے جب انسان کو تخلیق فرمایا تو اس کے مقصد تخلیق کو بھی بیان فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ اور اس کے بعد انسان کو اختیار و قدرت کا مالک بھی بنایا تا کہ لیبلوکم ایکم احسن عملاً کے متعلق بھی معلوم ہو یوں تو اس کائنات میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ان گنت انسان اس دنیا میں آئے اور دنیا کی چار دن کی زندگی گزار کر عالم برزخ میں جا بسے اور ان کے اجسام منوں مٹی تلے دب گئے ۔ ان انسانوں میں جہاں حسن وجمال کے پیکر تھے وہاں مال ودولت کے انبار رکھنے والے اشخاص بھی تھے، لیکن وقت کے دھارے نے بڑی بے دردی کے ساتھ ان کی قبروں کے نشانات تک مٹا دیئے اور یوں ان کا نام اس صفحۂ ہستی سے مٹ گیا لیکن اس کے برعکس وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کو ہی اپنا مال ومتاع سمجھا اور ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات لوگوں تک پہنچائے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حیات جاودانی سے سرفراز فرمایا اور تاریخ کے صفحات پر ان کا نام ہمیشہ کے لئے ثبت ہو گیا ان خوش نصیب افراد میں آفتاب علم وحکمت ،معرفت وعرفان کے سمندر جانشین محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بھی شامل ہیں ۔

آپ ہزارہ کی زرخیز زمین پر حضرت علامہ حمید اللہ صاحب مرحوم کے گھر پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور اس کے بعد اپنی علمی منازل کو طے کرتے ہوئے جامعہ حزب الاحناف میں قبلہ سید صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور اس کے بعد حضور محدث اعظم پاکستان سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اپنی تعلیم کو مکمل کرنے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ میں تدریس شروع فرما کر اپنی عملی زندگی کا آغاز

کی اور جوں جوں وقت گزرتا گیا رسول اللہ ﷺ کے اس غلام کے سینے میں خدمت دین متین کا جذبہ بڑھتا چلا گیا، 60ء کی دہائی میں اس وقت اچانک جامعہ نظامیہ کی ذمہ داری کا سارا بوجھ مفتی صاحب کے کندھوں پر آپڑا، جب آپ کے استاد محترم شارح بخاری حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب رحمہ اللہ حضرت محدث اعظم پاکستان کے وصال کے بعد فیصل آباد تشریف لے گئے تا کہ وہ جامعہ رضویہ کے انتظام وانصرام کو سنبھال سکیں ۔قبلہ مفتی صاحب کو اس کے بعد ہر طرف سے پریشانیوں نے آگھیرا ۔لیکن آپ نے ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اپنے استاد محترم کے انتخاب کو سچ ثابت کر دکھایا۔

آپ نے تدریسی مصروفیات کے باوجود تصنیف کے میدان میں قدم رنجہ فرمایا اور تاریخ نجد وحجاز، التوسل، العقائد والمسائل اور علمی مقالات جیسے شاہکار تصنیف فرمائے ۔ آپ کا علی حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ خصوصی قلبی لگاؤ تھا اور انہی کے نام پر تصنیف وتالیف کا شعبہ رضا فاؤنڈیشن قائم فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ کو جدید انداز میں شائع کرنے کا اہتمام بھی فرمایا جس کی چوبیس جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اس کے علاوہ الدولۃ المکیہ ، انباء الحی اور اعلیٰ حضرت کی دوسری کتب کی اشاعت کا بھی اہتمام فرمایا آپ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے صدر تھے اور اس کی بہتری کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں ۔ آپ نے اہلسنت کی علمی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سرزمین شیخوپورہ پر جامعہ نظامیہ رضویہ ہی کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جو کہ 45 کنال پر محیط ہے آپ نے اپنی ساری زندگی دین متین کی خدمت کے لئے وقف کر دی اور اپنے تلامذہ کو بھی ہر وقت یہی تلقین فرمائی کہ نظام مصطفیٰ کو لے کر پوری دنیا میں پھیل جاؤ ۔ آپ 26 / اگست بروز منگل کو نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور علم وعرفان کے اس سورج کے غروب ہونے سے دنیائے اہلسنت اپنے ایک عظیم محسن سے محروم ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم کے طفیل آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین

☆☆☆☆☆☆☆

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

از: حافظ محمد سلیم نقشبندی آف حافظ آباد

اگست کی ۲۶ تاریخ تھی منگل کا دن تھا اور سورج کی روشنی مدہم ہوتی جا رہی تھی اور سورج کی کرنیں اداس اور غمگین نظر آ رہی تھیں سورج جوں جوں ڈھلتا گیا اس کی روشنی ماند پڑ گئی۔ یہاں تک کہ وہ غروب ہو گیا لیکن جب آسمان کے سورج کے غروب ہونے کے بعد علم و عمل کا سورج بھی غروب ہو گیا لیکن جب آسمان کا سورج غروب ہوا تو روشنی ختم ہو گئی لیکن علم و عمل کا سورج جوں جوں ڈھلتا گیا روشنی بڑھتی گئی جہالت کا اندھیرا ختم ہوتا گیا جب یہ سورج غروب ہوا تو اسکی روشنی ختم نہیں ہوئی بلکہ اسی طرح برقرار رہی اور وہ علم و عمل کا سورج کون تھے جن کا نام زبان پہ آتا ہے تو زبان رشک کرنے لگتی ہے اور ہر آنکھ جو عشق اور محبت والی ہوتی ہے وہ جھک جاتی ہے اور وہ علم و عمل کا سورج مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء صدر تنظیم المدارس، چیئرمین سپریم کونسل، بانی و مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ تھے۔ جب ان کے بارے میں کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو ذہن میں خیال آیا کہ عقل چھوٹی ہے علم تھوڑا ہے ابھی میں پہلی کلاس کا طالبعلم ہوں ہاتھوں میں طاقت نہیں ذہن میں الفاظ نہیں کم علمی کا بھی احساس ہے اور کم عقلی کا بھی۔ لیکن پھر یہ سوچ کر دل کو تسلی دی ذہن کو تیار کیا کہ میں بھی اس عورت کی طرح جو حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے بازار میں جاتی ہے دھاگے کی ایک نلی لے کر۔ کسی نے کہا یوسف علیہ السلام کو کیسے خریدے گی تو اس بڑھیا نے جواب دیا یہ مجھے بھی معلوم ہے کہ میں یوسف علیہ السلام کو نہیں خرید سکتی محض اس نیت سے کہ جب قیامت کے دن یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو بلایا جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ میرا نام بھی آ جائے اسی نیت سے میں نے بھی اس ہستی کے بارے میں لکھنا شروع کیا کہ آج کے پرفتن دور میں ایک دن میں سو نہیں بلکہ ہزاروں اموات ہو رہی ہیں لیکن کچھ ایسی شخصیات بھی ہوتی ہیں کہ جب وہ اس دنیا فانی سے جاتے ہیں تو ہر آدمی کی تمنا ہوتی ہے کہ میں ان کی چارپائی کو کندھا دوں اور انکے جنازے

میں شرکت کروں ان ہستیوں میں مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے۔ جب ان کے وصال کی خبر سنی تو ہر آنکھ پرنم تھی زمین و آسمان افسردہ نظر آ رہے تھے۔

بلوں میں رہنے والی چیونٹیاں، سمندروں اور دریاؤں میں رہنے والی مچھلیاں، یہاں تک کہ جن و ملائکہ بھی اس ہستی کی موت پر رو رہے ہیں۔ پورے ملک حتی کہ بیرون ملک سے بھی لوگ جنازے میں شامل تھے جن میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور سیاستدان حتی کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان کے جنازے میں سسکیاں لے لے کر رو رہے تھے ہر طرف سے کلمہ طیبہ، قصیدہ بردہ شریف اور یارسول اللہ کی صدائیں آ رہی تھیں اور یہ آواز آ رہی تھی۔

عاشق کا تازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبت کا تقاضا ہے کہ لب چوم کے نکلے

آسمانوں سے ملائکہ اس ہستی کو الوداع کہنے تشریف لا رہے تھے میری محبت یہ کہتی ہے کہ سرکار مدینہ خود تشریف لائے ہوں گے۔

میرے جنازے پہ ہر سو شور مچ جائے گا دیکھو گے
کہنے الوداع خود سرکار تشریف لائیں گے

میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ جب مفتی اعظم پاکستان سے قبر انور میں فرشتوں نے سوال کیے ہوں گے کہ من ربک اور دوسرا سوال ما دینک تیسرا اور لازمی سوال ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل تو رسول کریم نے خود فرمایا ہوگا کہ فرشتو ٹھہرو اس سے نہ پوچھو کہ میں کون ہوں بلکہ مجھ سے پوچھو کہ یہ کون ہے یہ تو جامعہ نظامیہ رضویہ کا بانی ہے میری عظمت و رسالت کے چراغ جلانے والا مفتی عبد القیوم ہزاروی ہے کون مفتی اعظم پاکستان جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اسوۂ رسول پہ عمل کرتے ہوئے گزرا، ہر دن، ہر لمحہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

عالم اسلام کی عبقری شخصیت اور برصغیر کی انتہائی عظیم المرتبت مفتی عبد القیوم ہزاروی کے بارے میں کچھ کہنا اور ان پر کچھ لکھنا چاہتا ہو تو اگر چہ وہ اس دور کا بڑے سے بڑا عالم،

فاضل، مفتی، فقیہ، محدث، مفسر، متکلم، مصنف اور شاعر ہی کیوں نہ ہو مگر جب وہ استاذ العلماء مفتی عبدالقیوم ہزاروی جیسے علم وفضل اور تحقیق وتصنیف کے آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو دوسروں کا کیا ذکر وہ خود اپنے آپ کو بہت کوتاہ قامت اور پست شخصیت سمجھنے لگتا ہے ان پر بات کرتے ہوئے بڑے سے بڑے خطیب کی زبان لڑکھڑاتی ہے اور بڑے سے بڑے ادیب کی نوک قلم سے الفاظ ٹوٹ کر گرنے لگتے ہیں نہ زبان کی باگ ہاتھ میں رہتی ہے مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو بھی آفتاب علم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی شخصیت کی رنگ اپنے اندر دل ونگاہ کی جاذبیت کا سامان لئے ہوئے ہوئیں انکے بارے میں سن کر یا پڑھ کر زبان پر بے اختیار یہ آجاتا ہے:

کوئی تصویر نہ ابھری تیری تصویر کے بعد
ذہن خالی ہی رہا کاسۂ سائل کی طرح

علم کے دعویدار تو بے شمار نظر آتے ہیں مگر ناموس علم کے پاس دار بہت کم ہوتے ہیں اپنے علم کو بزم ناز کی زینت بنانے والے کسی دور میں کم نہیں رہے مگر اپنے سرمایہ علم کو بارگاہ نیاز میں منانے والے ڈھونڈنے سے خال خال ملتے ہیں۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ علم کے ساتھ ساتھ ناموس علم کا پاس رکھنے والے تھے۔ مفتی اعظم پاکستان کو مبرا فیاض نے علم وفن اگر منوں کے حساب سے دیا تو ذوق عشق بحمداللہ ٹنوں کی مقدار میں بخشا ذوق غلامی رسول اور عشق ذات مصطفی اجب وہ مسند افتاء پر ہوں تو بالغ نظر مفتی، حدیث پڑھا رہے ہوں تو عظیم محدث، فقہی مسائل پر گفتگو کر رہے ہوں تو فقیہہ اعظم، فن میراث زیر غور ہو تو ماہر علم المیراث دکھائی دیتے ہیں ان کی قامت پر ہر قبا خوب جچتی ہے مگر جب وہ کوچۂ نبوی میں ہوں تو ان کی نشان گدائی پر دارا وسکندر کو رشک آنے لگتا ہے جب وہ وقف ذکر رسول امیں ہوں تو وجدان درود پڑھنے لگتا ہے جب ان کے ہاتھ میں نعت کا کشکول ہوتا تو فرشتے بھیک مانگنے کو قطار در قطار زمین پر اترتے دکھائی دیتے ہیں جب ان کے لبوں پر نام مصطفی ہوتا ہے۔

تو شہد کی بارش ہونے لگتی ہے جب انکا موضوع سخن حضور　کا چشمہ فیض ہوتا ہے تو ساگر

دل چھلک چھلک جاتا ہے جب یار حبیب کا چاند انکے دل کے آنگن میں اترتا ہے تو شب ہجران چمک چمک جاتی ہے اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔

کون مفتی اعظم پاکستان جو صرف مسجد اور مدرسہ میں ہی نہ بیٹھے رہے بلکہ بڑی بڑی میٹنگوں میں بھی شرکت فرماتے تھے اور بڑے بڑے جلوسوں کی قیادت فرمایا کرتے تھے اور وقت کے حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہہ دیتے تھے آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ دین کی آبیاری اور ناموس رسالت کے لئے وقف تھا آپ اپنے مسلک کے ساتھ بہت ہی مخلص تھے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کی تفسیر تھے اور العلماء ورثۃ الانبیاء اس حدیث کے صحیح مصداق تھے موت العالم موت العالم کی حقیقت آپ کے وصال مبارک پر عیاں ہوتی ہے۔

آپ جانے سے جو خلا پیدا ہوا اسکا پر ہونا ناممکن ہے آپ نے دن رات اللہ اور رسول اللہ کی خوشنودی کے لئے دن رات کام کیا بہت سے دینی ادارے قائم کئے جن میں تاریخی کارنامہ جو سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے وہ جامعہ نظامیہ رضویہ کا قیام اور فتاوی رضویہ کا اشاعت ہے جو اس امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے۔ مفتی اعظم پاکستان نے ہر عظیم کارنامے سر انجام دے کر بعد میں آنے والوں کو یہ پیغام دیا کہ میں نے اپنے لئے کوٹھیاں نہیں بنائیں گاڑیاں نہیں خریدیں بلکہ مسجدیں بنائیں مدارس قائم کئے۔ محدود وسائل ہونے کے باوجود اگر مفتی اعظم پاکستان اتنے عظیم کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دن رات محنت کرکے پڑھیں اور اپنے اس عظیم محسن کی طرح کام کرنے کا عہد کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالی مفتی اعظم پاکستان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انکے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آہ! مفتی اعظم پاکستان، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ

ازقلم: ابوالطفیل عبدالعظیم قادری، جامعہ جنیدیہ غفوریہ پشاور

26 / اگست بروز منگل رات سوا نو بجے مجھے نماز عشاء سے فارغ ہوتے ہی فون کی گھنٹی بجی، جامعہ کے طالب علم نے ٹیلی فون اٹھایا اور مجھے کہنے لگا، لاہور سے محمد اسلام سعیدی صاحب ناظم مرکزی دفتر تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان بات کرنا چاہتے ہیں، محترم محمد اسلام صاحب کی زبانی مفتی صاحب مدظلہ کی اچانک موت کی خبر سنی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خاصی دیر تک اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ کل تک جو شخص اس قدر فعال اور متحرک تھا اپنے سارے کام خود نمٹا تا تھا، بیاری کچھ نہ تھی اچانک کیسے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

جامعہ کے تمام علماء نے اسباق ومطالعہ کو چھوڑ کر اکٹھے ہو گئے اور تمام طلبہ اس سانحہ فاجعہ سے آگاہ ہو گئے اس اچانک خبر نے میرے دل ودماغ پر غیر معمولی اثر کیا مگر فوراً جنازے میں شرکت کا خیال آیا اور بقول شاعر۔

بس اے امیر مژگان سے پونچھ آنسو
تو کب تک یہ موتی پہ روتا رہے گا

لاہور پہنچا، مرحوم کے جنازے میں شامل ہونے کے باوجود جنازے کا رقت آمیز منظر ایک خواب لگ رہا تھا، یادگار پاکستان سے متصل قذافی سٹیڈیم کے سبزہ زار پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد، دوست احباب کے علاوہ علماء ومشائخ کی کثیر تعداد ملک کے طول وعرض سے مفتی صاحب کا آخری دیدار کرنے کی غرض سے جمع تھی۔ مرحوم کے اعلیٰ کردار اور بلند پایہ شخصیت کا اندازہ ان کے جنازے میں شریک مقتدر شخصیات کی موجودگی سے بخوبی لگایا جاسکتا تھا جو وطن عزیزہ کے گوشے گوشے سے انہیں عقیدت پیش کرنے لاہور پہنچے تھے اور پھر جامعہ نظامیہ شیخوپورہ میں دوبارہ جنازہ اور دفن کے وقت رقت آمیز مناظر کلمہ طیبہ اور قصیدہ بردہ کے گونج اور علماء ومشائخ کے آہ وسسکیوں میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو دفن کر دیے گئے۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب کی ولادت باسعادت 29 / شعبان المعظم 1352ھ بمطابق 28 / دسمبر 1933ء بمقام میراہ پرتاول مانسہرہ (ہزارہ) میں ہوئی آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا حمید اللہ صاحب بلند پایہ کے عالم اور عارف تھے آپ کے والد صاحب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں فرائض امامت وخطابت انجام دے رہے تھے اس لئے آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت انہوں نے اپنی نگرانی میں یہاں پر جاری رکھی، قرآن کریم اپنے والد ماجد سے پڑھا جب آپ نے چوتھی جماعت پاس کر لیا تو والد صاحب نے پوچھا اب تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کہ میں فارسی اور عربی پڑھوں گا۔

سات آٹھ سال کی عمر میں والد ماجد نے آپ کو چیند حڑ شریف ضلع گجرات میں حضرت سائیں پیر گوہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخل کرایا پھر مختلف مدارس میں اکتساب علم کرتے ہوئے مدرسہ حزب الاحناف سے 1955ء میں سند فراغت حاصل کی اور 1956ء میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد سے سند حدیث اور دستار فضیلت حاصل کی۔

آپ کے جلیل القدر اساتذہ کرام میں سے حضرت علامہ حمید اللہ صاحب (والد صاحب حضرت علامہ محبوب الرحمٰن صاحب (چچا جان)، علامہ محب النبی صاحب علامہ محمد انور شاہ صاحب علامہ غلام رسول صاحب رضوی شارح بخاری، حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب چشتی قادری رضوی، حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی الوری، یہ وہی ہستیاں ہیں جن کی سایہ عاطفت میں آپ آگے جا کر ایسا نمونہ بن گیا کہ آنے والی نسلوں کے لئے منارہ نور بن گئے مسلک اہل سنت کے لئے آپ کی گران قدر خدمات اتنی ہیں کہ ایک ایک کر کے انہیں نہیں گنا جاسکتا۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے کارنامے اور دینی خدمات اتنی زیادہ ہیں جو تحریر میں لائے جانے والی نہیں۔

مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف سے 1955ء میں فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ حنفیہ قصور میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، درس وتدریس کیساتھ لگاؤ اور محبت کا پتہ اس

سے چلتا ہے کہ آپ یومیہ 22 اسباق بڑی عرق ریزی اور محنت سے پڑھاتے تھے، معمولی مشاہرہ کیساتھ ہر قسم کی آزمائشوں اور امتحانوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے، موچی دروازہ لاہور اور اسلام نگر (سابق کرشن نگر) میں تقریباً کئی سال تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی بنیاد جب مئی 1956ء میں بے سروسامانی حالات میں رکھی گئی کیا جاتا ہے کہ حضرت محدث اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد خان صاحب رضوی نے ہدایہ شریف کے سبق سے آغاز کیا حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب مہتمم جبکہ موصوف حضرت قبلہ مفتی صاحب مدرس وناظم مقرر ہوئے۔

1962ء میں جب علامہ غلام رسول رضوی صاحب واپس فیصل آباد تشریف لے گئے جامعہ کی تمام تر ذمہ داری آپ ہی کے کندھوں پر آن پڑی۔ اسی طرح تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان کا معرض وجود میں لانا بھی آپ کا عظیم الشان اور عدیم المثال کارنامہ ہے جس سے پورے پاکستان بمع آزاد کشمیر ڈیڑھ ہزار سے زائد اہل سنت وجماعت کے قابل ذکر مدارس ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں جبکہ طالبات کے سینکڑوں ادارے بھی تنظیم المدارس سے الحاق کرچکے ہیں، آپ ہی کی محنت اور سعی جمیلہ کی بدولت تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی اہمیت وحیثیت گورنمنٹ سطح پر تسلیم کی جاچکی ہے جس کی اسناد کی برکات اظہر من الشمس ہیں۔

بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ نے قرطاس وقلم کیلئے بھی خاصا وقت نکالا تھا، ہزار ہا فتاوی جاری کئے جبکہ علمی وتحقیقی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) التوسل (عربی) (۲) تاریخ نجد وحجاز (۳) علمی مقالات

(۴) العقائد والمسائل (۵) امام اعظم رحمہ اللہ کے اجتہادی قواعد واصول

فتاوی رضویہ جو پہلے بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل تھا حضرت قبلہ مفتی رحمہ اللہ نے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق، اور عربی، فارسی عبارات کے ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ ساتھ اس کی خوبصورت اشاعت وطباعت کا اہتمام فرمایا جو ابھی تک بائیس جلدیں شائع ہوچکی

ہیں یہ بھی حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کا وہ کارنامہ ہے جس پر آنے والی نسلیں فخر کرسکیں گی۔

حضرت مفتی صاحب کی اچانک موت نے جہاں ہزار ہا دلوں کو مغموم کیا اور لاکھ آنکھوں کو اشکبار کیا ہے وہاں علم ودانش کے میدان میں ایک ایسی خلاء پیدا کردی ہے جسے تادیر پُر نہیں کیا جاسکتا۔ وہ آج ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے کارنامے ہمیشہ یاد رکھے جائینگے۔

مرحوم ایک باغ وبہار شخصیت کے مالک تھے، جب بھی ملتے تو اتنی محبت سے پیش آتے کہ پھر الگ ہونا جی نہیں چاہتا، بڑے مطمئن اور قانع شخصیت تھی، اور مثبت دل ودماغ کے مالک تھے، آپ کی عادات اور طرز عمل سے شفقت ٹپکتی تھی آپ ایک صاحب بصیرت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ مخلص دوست اور اعلیٰ پائے کے منتظم تھے نہایت سادہ مگر پروقار زندگی گزارتے، حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایک غیر متنازعہ شخصیت کے مالک تھے جو بھی آپ سے ملتا تعریفی کلمات ادا کئے بغیر نہیں رہتا اور کیوں نہ ہو

طفیل علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک ومال
ہم سے خلاف ہوکے کریگا زمانہ کیا

آپ فرقہ وارانہ تشدد کے سخت خلاف تھے ان کے نزدیک فرقہ واریت اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی گھناونی سازش تھی، جس سے وہ ہر مسلمان کو بچانے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

آپ جیسا صاحب بصیرت اور دیدہ ور مدت بعد پیدا ہوتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی رہی
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ اپنی حیات مبارکہ جو کے شمسی حساب سے 69 سال 8 مہینے کی زندگی اس آب وگل میں گزاری پرکارنامے ایسے انجام دیئے کہ زمانے زمانے یاد رکھیں گے۔ الحمدللہ العظیم! آپ نے اپنی نسبی اولاد کے علاوہ روحانی اولاد ایسی چھوڑی کہ متلاشیان حق کیلئے نشانات ہدایت ہیں۔

EXPRESSION OF CONDOLENCE

ATRIBUE TO MUFTI AZAM PAKISTAN

MUFTI MUHAMMAD ABDUL QAYYUM HAZARVI [RA]

My heart wrenched with woe , when i heard about the sudden departure of Mufti Abdul Qayyum Hazarvi [RA] to his creater . The news of Mufti sahib,s demise spread like a jungle fire, not only in Pakistan but also abroad .Milat-i-Islamia deprived of a prominent religious scholar. Everyone was shedding tears ,particularly the student of Jamia Nizamia Rizvia felt a pang . The atmosphere that the Jamia was presenting was a gloomy picture One can do nothing againest the will of God , as every one has to go his creater sooner or later .Death is inevitable and we all have to taste it .The most beautifull thing on this earth live very short but their fragrance remains for ever .

I express my sorrows with the bereaved family ,Mufti Sahib's sons, brothers and entire team of the Jamia at Lahore -Sheikhupura .I pray to God Almighty to give strength to them to continue Mufti Sahib's misson to it's accomplishment . All my sympathies and cooperation will remain with them .

In so far as Mufti Abdul Qayyum Hazarvi [RA] personality and achievements are concerned,he was aparagon of virtues and unparalleled qualities . He was aman

of determination and iron will .In the beginning he had to face many vicissitude but he never give in . Owing to his unwiting efforts Jamia Nizamia Rizvia made much progress . Now by the Grace of God and by the efforts of Mufti Sahib's endeavours Jamia Nizamia Rizvia is functioning smoothly at Lahore -Sheikhupura with its branches Housing Colony ,Sheikpura and Abbotabad .Mufti Abdul Qayyum Hazarvi was embodiment of beauty and simplicity , very contented and selfless personality . His life was faster than computer . The first time I saw Mufti sahib on T,V in a meeting with the Minister of Religious Affairs ,one and half year ago . Very next day my elder brother who is in neighbour of Jamia Nizamia Seikhupura telling me about Mufti Sahib's personality .Meanwhile Mufti Sahib descends from a local wagon and starts walking outside the Jamia's wall,takes stock and entered the campus . I was really impressed that a man having his own conveyance but preferring local transport . At that time i was not acquainted with Mufti Sahib but inwardly i was really overwhelmed by his personality .

Mufti Sahib was a asset of Millit-i-Islamia and will remain in our hearts for ever .

My Allah shower his Blessing on Mufti Sahib,s grave

Ch. Muhammad Yaseen

Assistant Manager ,ABL,

Housing Colony,Sheikhupura ,

A Reminder of the Almighty

The honourable, mufti Abdul-Qayyum Hazarvi's personality is not one that requires any introduction. Possibly the most renowed, respected and honoured person amongst the scholars of the Ahle sunnat,of his time. So much so, that I feel that my words will never be able to totaly express my feelings about such an aluminated personality.

However, having known the deceased very close I feel it necessary to pay my respect to such an honourable saint.

The holy prophet (pbuh) has said

"The saint of allah is he who when looked upon reminds you of the Almighty"

I don't feel that I can add anything to these words then to say that anybody who was furtunate enough to have been blissed with the opportunity of meeting the honorable Mufti Sahib will agree that Mufti Sahib was a man of such virtues and qualities as stated in the above hadith.

To conclude I would like to quote a few words from my respectable father Molana Bashir Ahmed Sialvi, a close friend of the deceased.

" Today the whole of the Ahle-sunnah has become orphaned, but it is now our duty to continue Mufti Sahib's mission with the same determation as the deceased.

Insha Allah Mufti Sahib will be remembered till the day

of judgement because the Nizamia campus at Lahore and Shakhupura will always lare witness to the greatness of the grand Mufti of Pakistan.

Muhammad Shabbir Sialvi

student Jamia Nizamia Rizvia, Shakhupura.

☆☆☆☆☆☆☆

The demise of the Grand Mufti of Pakistan can only be term as a great loss and the fufilment of the almight's promise of leaving the world bare of knowlege and wisdom before the day of jugement.

Muhammad Jameel- student Jamia Nizamia (Lahore)

****

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کے سانحہ ارتحال سے تقریباً چھ سال قبل ستمبر 1997ء کے آخری عشرے میں یہ انٹرویو کیا گیا۔ اپنی اہمیت وافادیت اور کثیر معلومات کے باعث نظر نذر قارئین ہے

(ادارہ)

تنظیم المدارس پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

کا چشم کشا انٹرویو

محدث اعظم پاکستان کے حکم پر میں جامعہ نظامیہ لاہور منتقل ہوا

دینی مدارس کے سربراہ مستقل مزاجی سے اداروں میں بیٹھ جائیں تو ماحول بدل جائے گا

میرے جد اعلیٰ پائندہ خان نے بالاکوٹ میں سید احمد کو قتل کیا

بھٹو اور ضیاء کے دور میں، میں نے مدارس کے تحفظ کی جنگ لڑی

کیوں بن جاؤں میں شیخ طریقت؟

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ علم دین کے فروغ کے لئے مدارس کا کردار بنیادی اور اساسی حیثیت کا حامل ہے۔ جب ہم پاکستان بھر کی دینی درس گاہوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور پہلی صف کے مدارس میں نمایاں نظر آتا ہے۔ یقیناً اس کی کامیابی اور تعلیم کے اعلیٰ معیار کا سہرا جامعہ نظامیہ رضویہ کے سربراہ اور نامور عالم دین علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کے سر ہے آپ اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے حامل باعمل عالم

دین ہیں۔ مسلک اور ہم مسلک احباب سے محبت ان کی طبیعت ثانیہ ہے۔ درس وتدریس ان کا شغل بھی ہے اور شوق بھی، بلکہ تدریس سے انہیں عشق ہے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اس وقت تنظیم المدارس پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔

ان دنوں آپ نے شیخوپورہ میں اسی نام سے ایک اور وسیع وعریض مدرسہ بھی قائم کیا ہے اور وہ اسے جامعہ نظامیہ کی شاخ قرار دیتے ہیں۔ گذشتہ دنوں برادرم مولانا محمد اسلم شہزاد کے ہمراہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی سے کیا جانے والا انٹرویو نذر قارئین ہے۔

محبوب قادری

سوئے حجاز:۔ اپنے سن ولادت اور آبائی علاقہ کے حوالے سے آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

مفتی صاحب:۔ میری ولادت 1933ء میں ہزارہ کے علاقہ (موجودہ ضلع مانسہرہ) میں ایک گاؤں میراکلاں میں ہوئی۔ تناولی خاندان سے میرا نسبی تعلق ہے۔

سوئے حجاز:۔ آپ کا خاندانی پس منظر؟

مفتی صاحب:۔ ہزارہ میں تناولی خاندان، پٹھان قبیلہ اور سادات کرام اکثریت کے ساتھ موجود ہیں۔ ہمارے خاندان کے اجداد میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ تناولی قوم در حقیقت غزنوی قبیلہ کی ایک شاخ (سب کاسٹ) ہے۔ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ سردار کا نام پائندہ خان ہے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے بالاکوٹ کی جنگ میں نہ صرف حصہ لیا تھا بلکہ سید احمد (المعروف سید احمد بریلوی شہید) کو قتل بھی کیا تھا۔ ہماری چھ سال سکھوں کے ساتھ جنگ ہوتی رہی۔ ہم سکھوں سے لڑ رہے تھے ادھر دوسری طرف سے سید احمد وغیرہ نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ان کے حملے کا سبب یہ تھا کہ ہمارے جد اعلیٰ پائندہ خان نے سید احمد کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ جس پر مشتعل ہو کر انہوں نے شرک کے فتوے کے ساتھ ہمارے اجداد پر حملہ کر دیا۔ پائندہ خان نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنا بیٹا ان کے ہاں گروی رکھا

("تاریخ تناولیاں" میں اس کی تفصیلات موجود ہیں) پھر ان سے نمٹا۔

سوئے حجاز:۔ آپ کو دینی علم حاصل کرنے کا موقع کیسے ملا؟

مفتی صاحب:۔ ہمارے خاندان میں دو تین پشتوں سے علماء آرہے تھے۔ میرے ایک چچا نے مجھے علم دین حاصل کرنے کی طرف رغبت دلائی۔

سوئے حجاز:۔ آپ نے تعلیمی مراحل کہاں کہاں طے کیے؟

مفتی صاحب: عید گاہ شریف میں مولانا محب النبی سے پڑھتا رہا۔ پھر جڑانوالہ اور بعد ازاں جامعہ حزب الاحناف اندرون دہلی گیٹ لاہور میں حصول علم کا موقع ملا۔ حزب الاحناف میں اس وقت حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بہنوئی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب پڑھاتے تھے۔ میں نے ان سے کافیہ تک ابتدائی کتب پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث اعظم پاکستان نے مجھے ہارون آباد حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی کی خدمت میں بھیجا۔ اس وقت ہم چار طلبہ تھے۔ میرے علاوہ سابق خطیب دربار حضرت داتا صاحب مولانا سعید احمد، ڈسٹرکٹ خطیب مولانا فضل احمد اور اسلام آباد میں تاحال مقیم ہمارے ساتھی مولانا سید قاسم شاہ بھی تھے۔ ہم نے حضرت مولانا غلام رسول رضوی کے ساتھ ساتھ ہارون آباد، بورے والا اور حزب الاحناف لاہور میں کتب دوبارہ پڑھیں اور پھر فیصل آباد میں دورۂ حدیث شریف پڑھا۔

سوئے حجاز:۔ آپ کے اہم اساتذہ کے اسمائے گرامی؟

مفتی صاحب:۔ حضرت شیخ الحدیث پاکستان شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی، حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی، حضرت امام اہلسنت سید ابو البرکات سید احمد قادری اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ اجمعین۔

سوئے حجاز:۔ طریقت میں آپ کی بیعت کس بزرگ طریقت سے ہے؟

مفتی صاحب:۔ مجھے 1951ء میں فیصل آباد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد

رضوی محدث اعظم پاکستان کے دست مبارک پر بیعت کا شرف نصیب ہوا۔

سوئے حجاز:۔ آپ نے تدریس کا سلسلہ کب شروع فرمایا؟

مفتی صاحب:۔ فراغت کے بعد میری تقرری پیر محل ہوئی۔ میں ادھر جانے کو تیار ہو رہا تھا کہ میرے استاذ محترم مولانا غلام رسول رضوی نے لاہور میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی ابتداء کی اور حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو استاذ کے لئے خط لکھا۔ حضرت نے وہ خط مجھے دے دیا اور تین دن تک پوچھتے رہے کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ (اور یہی آپ کا انداز تھا) میرا جواب ہوتا کہ جو آپ کا حکم ہو، میں حاضر ہوں۔ اس پر حضرت فرماتے کہ لاہور میں اسباق تو تمہارے ذوق کے مطابق ہوں گے لیکن ویسے تنگ دستی ہوگی لیکن پیر محل میں اسباق تقریباً پورے پورے ہوں گے۔ بالآخر تیسرے دن مجھے لاہور آنے کا فیصلہ ملا۔ وہ بھی ایسے کہ حضرت صاحب نے آنکھیں بند کر کے ایک کیفیت کے ساتھ فرمایا۔...... لاہور جاؤ...... بس پھر میں یہاں آ گیا تو استاذ گرامی (مولانا غلام رسول رضوی) اس مسجد (خراسیاں) میں امام اور خطیب بھی تھے۔ مجھے ملے اور سیدھے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اور میں بھوکا پیاسا مسجد میں پڑا رہا۔ آخر میرے استاذ تھے مجھے ان کے معمولات کا پتہ تھا۔ میں نے یہاں ایک مسجد سنبھالی جو مجھے تیس روپے ماہانہ وظیفہ دیتے تھے۔ جب میں نے دو سال مکمل کر لئے تو تیسرے سال مجھے جامعہ کی طرف سے تیس روپے تنخواہ دی گئی۔

سوئے حجاز:۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کا بانی کون ہے اور اس کا اجراء کب ہوا؟

مفتی صاحب:۔ میں اور میرے استاذ محترم مولانا غلام رسول رضوی جامعہ نظامیہ رضویہ کے بانی ہیں۔ اس کا اجراء 1956ء میں ہوا۔

سوئے حجاز:۔ مولانا غلام رسول رضوی آج کل یہاں کیوں نہیں ہیں؟

مفتی صاحب:۔ 1962ء میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد استاذ العلماء علامہ غلام رسول رضوی صاحب قبلہ فیصل آباد تشریف لے گئے اور یہ ادارہ میرے سپرد فرما دیا۔

سوئے حجاز:۔ تنظیم المدارس کے احیاء کی کیا وجہ ہے؟

مفتی صاحب:۔ تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان، چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے دینی مدارس اہل سنت (بریلوی مکتب فکر) کی نمائندہ تنظیم ہے۔ جس کا بنیادی مقصد مدارس اہلسنت کو باہم مربوط رکھنا، انہیں ایک نصاب تعلیم کا پابند بناتے ہوئے امتحانات کے ذریعے طلبہ میں تعلیمی فروغ کا رجحان پیدا کرنا، مدارس کے حقوق کے لئے مساعی کو یکجہتی کا رنگ دینا اور مختلف اجتماعات کے ذریعے مل بیٹھ کر باہمی مسائل سے آگاہی ہے۔

ویسے تو یہ تنظیم مئی 1960ء میں قائم ہوئی مگر اسے فعال بنانے کے لئے 9 جنوری 1974ء کو اس کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ الحمد للہ تب سے اب تک شب و روز مصروف عمل ہے۔ اس کا ایک مرکزی اور چار صوبائی دفاتر ہیں جبکہ شعبہ امتحانات الگ ہے۔ سندات کا اجراء مرکزی دفتر سے ہوتا ہے۔ نصاب تعلیم، تنظیم المدارس کی نصابی کمیٹی تیار کرتی ہے اور مجلس عاملہ اس کی منظوری دیتی ہے اور بعد ازاں اسے مدارس میں لاگو کر دیا جاتا ہے۔

سوئے حجاز:۔ تنظیم المدارس کے امتحانات کا نظام کیا ہے؟ اور اس کی سند کی کوئی اہمیت بھی ہے؟

مفتی صاحب: ہمارے ہاں امتحانات کے چھ مختلف درجات ہیں جن میں چار درجے یعنی درجہ عالیہ، درجہ عالیہ، درجہ ثانویہ خاصہ اور درجہ ثانویہ عامہ طلبہ سے متعلق ہیں جبکہ دو درجات، درجہ ثانویہ عامہ اور درجہ ثانویہ خاصہ طالبات کے لئے ہیں۔ پاکستان بھر کی تمام یونیورسٹیوں اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے تنظیم المدارس کی سند "شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیۃ و الاسلامیۃ" کو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا ہے۔ یہ سند ہم درجہ عالیہ کا امتحان پاس کرنے والے طلبہ کو دیتے ہیں۔

سوئے حجاز:۔ مختلف مدارس تنظیم المدارس کے ساتھ کیسے منسلک ہوئے ہیں؟

مفتی صاحب:۔ کسی بھی مدرسے یا تعلیمی ادارے کو جب تنظیم المدارس کے ساتھ وابستہ

ہونا ہو وہ ہمارے مرکزی دفتر کو درخواست دے کر "الحاق فارم" حاصل کرتا ہے۔ اس فارم کے مندرجات کی تصدیق علاقہ کے کسی معتبر عالم دین سے کروا کر ہمیں بھجوا دیتا ہے۔ مرکزی دفتر ضروری کاروائی کے بعد اسے منسلک کر لیتا ہے۔

سوئے حجاز:۔ کیا آپ تنظیم المدارس کے نصاب تعلیم سے مطمئن ہیں؟

مفتی صاحب:۔ میں تنظیم المدارس کے نصاب تعلیم سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ میرے نزدیک اس کے ہوتے ہوئے عصری علوم کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا درس نظامی کا مجموعی طور پر 20 سالہ نصاب ہے اور اس میں سب کچھ ہے، ریاضی ہے، طب ہے، منطق ہے، حتیٰ کہ تمام علوم ہیں۔ جدید تعلیم کے حامی ڈاکٹر اور انجینئر اور فلاں فلاں سب جہالت کی پیداوار ہیں ان کا نظام امتحان بھی درست نہیں۔ "گیس پیپر سسٹم" نے پورے امتحانی ڈھانچے کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے اسلاف کے طریقے کو اپنایا جانا ضروری ہے۔ جب تک ہم اسلاف کا دیا ہوا نصاب اور طریق کار واپس نہیں لائیں گے اس وقت تک استعداد اور قابلیت پیدا نہیں ہوگی۔

سوئے حجاز:۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ درس نظامی کے فاضل اساتذہ انگریزی پڑھے بغیر جدید معاشرے میں دینی حوالے سے تدریس و تبلیغ کے سلسلہ میں کامیاب ہو جائیں گے؟

مفتی صاحب:۔ میرے خیال میں جن طلبہ نے انگریزی معاشرے میں جا کر کام کرنا ہو، انہیں انگریزی پڑھائی جائے۔ بلکہ وہ (انگریزی میں) عبور حاصل کریں۔ صرف انگریزی نہیں کوئی بھی زبان ہو سکھائی جانی چاہیے اور ضرور سکھانا چاہیے۔ واضح رہے کہ انگریزی زبان ہے علم نہیں ہے۔ علم تو درس نظامی میں ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ صدر ایوب خان کے دور حکومت میں مصر سے جمال عبد الناصر اسلامیہ کالج لاہور کے سالانہ جلسہ میں آئے۔ انہیں انگریزی میں تقریر کرنے کو کہا گیا حالانکہ وہ کرنل تھے اور انہیں انگریزی آتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ میں عربی النسل ہوں اور عربی میری زبان ہے۔ عربی ہی جنتی طبقے کی زبان ہے اس لئے میں عربی میں ہی تقریر کروں گا اور انہوں نے واقعی عربی میں ہی تقریر کی۔ بعد میں ترجمان سمجھاتا

رہا ترجمہ کر کے سناتا رہا۔ بیوروکریٹ ''انگریزی، انگریزی'' کا شور مچاتے ہیں اور حقیقت میں انگریزی انہیں بھی نہیں آتی۔ وہ تھوڑی بہت گٹ مٹ کر لیتے ہیں۔ بہرحال میرا موقف ہے کہ جہاں ضرورت ہو وہاں انگریزی پڑھانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوئے حجاز:۔ تصنیف وتالیف کے حوالے سے آپ کی خدمات؟

مفتی صاحب:۔ کیا خدمات ہیں میری؟ اللہ تعالیٰ اسی تدریس اور جامعہ کے کام میں برکت دے اور میرے لئے یہ کافی ہے۔ میں تو بس شب وروز اسی میں مصروف رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جو کر رہا ہوں یہ کس نے کیا؟ جامعہ نظامیہ ہے تنظیم المدارس ہے اور پھر فتاوٰی رضویہ کا کام ہے۔ میری زندگی کے لئے تو فتاوٰی رضویہ کا کام ہی کافی ہے۔ تصنیف وتالیف کے سلسلہ میں میرا شوق ہے کہ اپنے ساتھیوں کو آگے لاؤں۔ میری کئی کتب میرے ساتھیوں کے نام پر چھپی ہیں۔

سوئے حجاز:۔ آپ مرکزی زکوٰۃ کونسل میں کتنا عرصہ رہے اور آپ نے مسلک ومذہب کے لئے کیا خدمات سرانجام دیں؟

مفتی صاحب:۔ میں چھ سال پنجاب زکوٰۃ کونسل اور چھ سال مرکزی زکوٰۃ کونسل کا رکن رہا اور وہاں جانے کا مقصد اہل سنت کے حقوق کو قائم رکھنا اور حاصل کرنا تھا۔ اسی مقصد کے لئے میں نے تنظیم المدارس کو فعال بنانے کا بیڑا اٹھایا ورنہ اس سے پہلے وفاق المدارس والے سب کچھ لے جاتے تھے۔ ہم نے بھٹو دور میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب (جو اس وقت قومی اسمبلی کے رکن تھے) کے ذریعے جدوجہد کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ بالآخر جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہم نے باقاعدہ ''جنگ'' لڑی اپنے حقوق کے تحفظ کی۔ میں نے کوئٹہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری اور پشاور یونیورسٹی سے شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر قاضی غلام مصطفی پر مشتمل قائم کئے گئے بورڈ کے ساتھ مدارسِ عربیہ کی اہمیت پر گفتگو کی۔

بالآخر انہوں نے تسلیم کیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا کہ درسِ نظامی کے طلبہ جامع العلوم

ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل کی رپورٹ بھی آگئی جو مدارس نظامیہ کے حق میں تھی اس پر جنرل ضیاء الحق نے درسِ نظامی کے فضلاء کو ڈبل ایم اے کے مساوی قرار دیا۔

سوئے حجاز:۔ آپ نے فتاوٰی رضویہ کی اشاعت کے لئے کیا سبیل کی؟

مفتی صاحب:۔ ہم نے 1988ء میں فتاوٰی رضویہ اور اس جیسی نادر ونایاب اور انتہائی مفید کتب کی اشاعت کی غرض سے رضا فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔

ہمارا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ جس سطح کے مقتدر اور اجل عالم تھے ہم مجموعی طور پر ان کے کلام کی گہرائی تک ہی نہیں پہنچ سکتے پھر آج سے صدی پون صدی پہلے کا طرزِ تحریر اور اسلوب تحریر بھی قدرے پرانا خیال کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس کام میں پیرابندی اور ترجمہ وتشریح کا کام کرنے، اس کو عام فہم بنانے کے لئے اور اس کام کو جدید انداز میں پیش کرنے کے لئے رضا فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔

ہم نے نو سال میں فتاوٰی رضویہ کی گیارہ جلدیں شائع کی ہیں۔ فتاوٰی رضویہ میں میرے طلباء کا وظیفہ بھی ہے اور تربیت بھی۔ میں جب گزشتہ سال بیرون ممالک کے دورے پر گیا تو لندن میں پیر معروف حسین شاہ کے ہاں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے پروفیسرز بھی ایک تقریب میں جمع تھے انہوں نے فتوٰی رضویہ کو دیکھا تو عش عش کر اٹھے اور ان کے تاثرات یہ تھے کہ ''فتاوٰی رضویہ'' کی تو ایک ایک جلد پر پی ایچ ڈی ہو سکتی ہے۔ کیا یہ کام آپ کے اساتذہ کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں یہ کام ہمارے اساتذہ نہیں طلبہ کر رہے ہیں۔ اس سے ہمارے فضلاء کی قابلیت بھی خوب آشکار ہو جاتی ہے۔

سوئے حجاز:۔ آپ کے وسائل کے ذرائع کیا ہیں؟

مفتی صاحب:۔ یہ تو پتہ مجھے بھی نہیں کہ ہمارے وسائل کہاں سے آتے ہیں۔ دراصل ہمارے ساتھی اور معاونین ہی میرے وسائل ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ خود توفیق دے دیتا ہے اور

ہمت بھی۔ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بہانے سے بھیج دیتا ہے اور یہ تو ایک فطری بات ہے کہ جب ہم خدا کا کام خدا کی رضا کے لئے کریں گے تو وہ خود مدد و نصرت فرمائے گا۔ قانونِ قدرت ہے کہ من کان للہ کان اللہ لہ مجھے اس سلسلہ میں کبھی پریشانی نہیں ہوئی۔ البتہ جب سر پر قرض چڑھ جائے تو فکرمند ہو جاتا ہوں۔

سوئے حجاز:۔ فتاویٰ رضویہ کا کام کرنے والے حضرات کو آپ ان کے کام کی اجرت بھی ادا کرتے ہیں؟

مفتی صاحب:۔ بعض ساتھیوں کو معمولی سا اعزازیہ پیش کیا جاتا ہے۔ اجرت ادا کرنا دور کی بات ہے۔ اتنے وسائل ہمارے پاس کہاں ہیں۔ ویسے ان کے کام کو آخر میں۔ میں خود لفظ بلفظ پڑھتا ہوں اور تصحیح کرتا ہوں۔

سوئے حجاز:۔ مفتی محمد خان قادری صاحب کو فتاویٰ رضویہ کے کام کا اعزازیہ دیا جاتا ہے ؟

مفتی صاحب:۔ نہیں نہیں، مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب بالکل اعزازی طور پر کام کرتے ہیں، بڑے مخلص ساتھی ہیں ہمارے۔ ان کا تحقیقی کام معاشرے کی ضرورت ہے۔ عظیم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ خدا ان کو اجرِ عظیم عطا کرے بڑے مختصر وقت میں انہوں نے عالمی دعوتِ اسلامیہ اور اب کاروانِ اسلام کے حوالے سے معروف مُجد ہیں۔

سوئے حجاز:۔ آج کل ہمارے دینی مدارس میں خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا ہے اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے کیا اقدام کرنا چاہیے؟

مفتی صاحب:۔ اس میں جامعات کے سربراہ سکون سے مدارس میں بیٹھتے نہیں جس کی وجہ سے نتائج خراب نکلتے ہیں۔ معیارِ تعلیم گر جاتا ہے اگر اداروں کے سربراہ سکون سے اداروں میں بیٹھیں تو ادارے کامیاب ہوں گے اور معیارِ تعلیم بھی بلند ہوگا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں طلبہ کی بھرپور حاضری اور معیار کی بہتری کا سبب یہی ہے کہ میں یہاں سردی، گرمی، دھوپ، بارش میں

”ٹِک“ کر بیٹھتا ہوں۔ اب شیخوپورہ میں مدرسہ کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ تو ہفتہ میں صرف ایک دن یعنی جمعۃ المبارک کو وہاں جاتا ہوں۔

سوئے حجاز:۔ دن بھر میں آپ کے معمولات کیا ہوتے ہیں؟

مفتی صاحب:۔ دن بھر میں پانچ گھنٹے تدریس کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جامعہ کے جملہ انتظامات کی نگرانی کرتا ہوں۔ لائبریری ہے تعمیرات ہیں۔ نشر و اشاعت کا شعبہ ہے۔ اس میں تقریباً پروف ریڈنگ اور اصلاح سازی میں خود کرتا ہوں اور ہر روز سینکڑوں دستخط بھی کرتا ہوں۔

سوئے حجاز:۔ عصر حاضر میں علماء کا وقار کیوں ختم ہو کر رہ گیا ہے اس کو کیسے بحال کیا جا سکتا ہے؟

مفتی صاحب: عصر حاضر میں علماء کا وقار نہیں گرا یہ بھی ایک سازش ہے، کون کہتا ہے کہ علماء کا وقار گر گیا ہے؟ آج بھی حکومت صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور بیوروکریٹ سب علماء سے خوف زدہ ہیں۔ وہ چل کر ہمارے پاس آتے ہیں ہماری عزت و تکریم کرتے ہیں اور یہ سب کچھ دین کی برکت سے ہے۔ ہم نے اپنا کردار پیش کیا ہے۔ محکمہ زکوٰۃ کے لوگوں اور افسران سے پوچھیے کہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا کردار کیا ہے؟ با کردار اہل علم کی آج بھی قدر ہے لوگ آج بھی مولانا عبدالحکیم کو قبلہ شرف صاحب کے نام سے پکارتے ہیں۔

سوئے حجاز:۔ اہلسنت کے انتشار کے اسباب کیا ہیں اور ان کی وحدت کا راستہ کیا ہے؟

مفتی صاحب:۔ اب نورانی صاحب اور نیازی صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں اتحاد و اتفاق کے لئے کوئی نہیں مانتا۔ ہم نے اتحاد کے لئے کوششیں کیں ہم اتحاد کے لئے مولانا عبدالستار خان نیازی کے پاس اسلام آباد گئے۔ وہ نہ مانے ہم اتحاد کرانے میں ناکام ہوئے۔ شوقِ اقتدار، اتحاد اہلسنت کے راہ کی رکاوٹ ہے۔

سوئے حجاز: جامعہ نظامیہ رضویہ میں طلبہ اور اساتذہ کی کل تعداد کتنی ہے؟

مفتی صاحب:۔ ہمارے ہاں لاہور میں 650 طلبہ اور شیخوپورہ شاخ میں ساڑھے تین سو

طلبہ زیر تعلیم ہیں اور دونوں مقامات پر کل سٹاف 170 افراد پر مشتمل ہے۔

سوئے حجاز:۔ آپ کے اساتذہ کی تنخواہیں بہت کم ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

مفتی صاحب:۔ اساتذہ کی تنخواہیں اس لئے کم ہیں کہ ہمارے پاس وسائل تھوڑے ہیں اور ضروریات بہت زیادہ ہیں البتہ جتنے وسائل ہمارے پاس ہوتے ہیں۔ ہم خرچ کر دیتے ہیں بچا کر اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے اگر اللہ تعالیٰ ہمارے وسائل میں کشادگی پیدا کر دے تو ہم اساتذہ سمیت سارے سٹاف کی تنخواہیں بڑھا دیں۔

سوئے حجاز:۔ تدریس سے فارغ ہونے والے اساتذہ کے مستقبل کے تحفظ کے حوالے سے جامعہ نظامیہ نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟

مفتی صاحب:۔ کوئی تحفظ نہیں، نہ کوئی منصوبہ بندی کی ہے۔ انجمن امداد باہمی کے ذریعے اگر کسی کو کوئی مدد ہو جائے تو ہو جائے اس پر کوئی پابندی نہیں۔ ویسے علماء کے مستقبل کو کیا خطرہ ہے کہ تحفظ دیں۔ عالم جتنا بوڑھا ہو جاتا ہے اس کا علم اتنا جوان ہوتا ہے اس کی قدر بڑھتی ہے۔

سوئے حجاز:۔ موجودہ خانقاہی نظام کے حوالے سے آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

مفتی صاحب:۔ خانقاہی نظام اب کہاں رہا اب تو ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ نا اہل لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

سوئے حجاز:۔ اگر آپ شیخ طریقت بن جائیں تو؟

مفتی صاحب:۔ میں کیوں بنوں شیخ طریقت؟ رسول اللہ ﷺ کے دین کی برکت سے جب بڑے بڑے سجادہ نشین اور مشائخ آ کر میرے پاؤں چومتے ہیں۔ اصل خانقاہی نظام تو یہی ہے جو میں چلا رہا ہوں۔ علم دین سے بڑا کون سا مشن ہو سکتا ہے اور اگر اس معنیٰ میں دیکھو تو میں خود سجادہ نشین ہوں۔ اصل تصوف کا کام تو یہی ہے جو میں کر رہا ہوں۔ کسی جعلی کام کی مجھے حاجت ہے نہ ضرورت۔

سوئے حجاز:۔ اہلسنت کے مختلف ادارے اس وقت اجاڑ پڑے ہیں اور وہ اہلسنت کی

ملکیت ہیں، کسی ایک فرد یا خاندان کی ذاتی جاگیر نہیں، حزب الاحناف اور نعمانیہ جیسے مرکزی اداروں میں علم دین مفقود ہے اس کی بہتری کے لئے آپ نے یا تنظیم المدارس نے کیا لائحہ عمل مرتب کیا ہے؟

مفتی صاحب:۔ تنظیم المدارس کسی بھی ادارے کے داخلی اور اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی، یہ مقتدر اتھارٹی کا کام ہے کہ وہ ایسے مدارس کی آبادکاری کی تکمیل کرے اور ذاتی اجارہ داریاں ختم کرائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ حکومت بھی ڈاکو ہے اور عوام بھی سب کچھ لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ اب اگر حکومت ان اداروں کو اپنی تحویل میں لے بھی لے تو وہ انہیں اپنی آمدن کا ذریعہ بنائے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ ان مدارس پر قابض حضرات ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت سے ان کے نظام کو بہتر بنالیں۔ تاکہ ان کو ان کے اصل مقاصد کے لئے مصرف میں لایا جا سکے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔

سوئے حجاز:۔ آپ کے ہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت کا کیا نظام ہے؟

مفتی صاحب:۔ ہم جو کچھ پڑھاتے ہیں طلبہ کو اس پر عمل کی تلقین کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں دوران تدریس اس پر عمل کرواتے ہیں۔ اب معاشرے میں بے شمار خرابیاں ہیں۔ ان کے خاتمے کے لئے تو پورے معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اور صحیح عالم تو وہی ہے جو اپنے پورے علم پر قائم اور عامل ہے۔

سوئے حجاز:۔ موجودہ ارباب اقتدار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے سلسلہ میں کیا کریں گے؟

مفتی صاحب:۔ مخلص ہونا الگ ہے اور علم و عمل الگ۔ جاہل، اخلاص سے بھی کام کرے تو نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر حکمران مخلص ہوں بھی تو الٹے کام کریں گے۔ خدا انہیں ہدایت دے تو یہ علماء کو اپنا راہنما سمجھ لیں پھر کام ہو جائے گا۔ اسلام میں اعلیٰ اتھارٹی مفتی اور انتظامی اتھارٹی قاضی ہے۔ مفتی راہنمائی کرے اور قاضی قانون نافذ کرائے۔

سوئے حجاز:۔ نظام اسلام کے نفاذ کی رکاوٹیں کیا ہیں؟

مفتی صاحب:۔ علم اور جہالت کی ہر دور میں باہمی ٹکر رہی ہے۔ جہالت کو ختم کیا جائے یہی نظام اسلام کے راہ کی بڑی رکاوٹ ہے۔ جہالت ختم ہوگی تو علم کا نور پھیلے گا اور نظام مصطفی ﷺ کا راج قائم ہوگا۔

سوئے حجاز:۔ آپ کا پیغام قوم کے نام؟

مفتی صاحب:۔ بدقسمتی سے اس وقت پورے معاشرے کے تمام طبقات بے عملی اور بدعملی کا شکار ہیں اور دنیاوی حرص وہوا کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں انہیں فکرِ آخرت نہیں رہا اب میرا پیغام تو یہ ہے کہ ہر طبقہ اپنے فرائض منصبی کے سلسلہ میں ذمہ داری کا ثبوت دے تا کہ معاشرہ دوبارہ بحال ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اک آفتابِ نور تھا وہ بھی چلا گیا
عشقِ نبی میں چُور تھا وہ بھی چلا گیا

تحریر: غلام مصطفی مجددی ایم اے شکر گڑھ

حضرت شیخ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، آسمانِ علم وفضل کے ایک خورشید تاباں تھے، جس کی ضوفشانیوں سے ہزاروں دل روشن ہوئے، ہزاروں ذہن بیدار ہوئے، آپ نے ملکی اور بین الاقوامی تناظر میں فرزندانِ اسلام کی ایک سرگرم جماعت تیار فرمائی جو سیاسی، سماجی، معاشرتی، معاشی اور بالخصوص مذہبی میدانوں میں نمایاں کارنامے سرانجام دے رہی ہے، اس وقت ہزاروں علماء کرام ان کے دسترخوانِ علم کے ریزہ خوار دکھائی دیتے ہیں۔

اس بندۂ عاجز نے متعدد باران کی زیارت سے دل ونگاہ کو شادکام کیا، ہر باران کی شخصیت نے از حد متاثر کیا، آپ خلوص وللّٰہیت کا مجسمہ تھے، علم وادب کا شہ پارہ تھے، جلال وجمال کا حسین امتزاج تھے، ایسے ہی عظیم لوگ تاریخ میں اپنا نام ہمیشہ کے لئے محفوظ کر جاتے ہیں، جریدۂ عالم پر ایسے ہی افراد کے نقوش ثبت ہوتے ہیں، جن کو دیکھ کر منزلوں کا تعین آسان ہو جاتا ہے، درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، علم وفضل کے اس شجر سایہ دار کی معرفت کے لے اس کے ثمرات کو دیکھا جائے، ناموں کی ایک کہکشاں نظر آرہی ہے، حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری، حضرت مولانا محمد شرف قادری اور بھی بہت سے پیکرانِ فضیلت آپ کے خوشہ چین ہیں، کشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء، آپ نے ایک عہد ساز کارنامہ سرانجام دیا ہے، دینی تعلیم کے فروغ کے لئے، بہت سی درسگاہیں تعمیر فرمائی ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ آپ کی مساعی جمیلہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

عظیم شخصیات کی ایک یہ بھی نشانی ہوتی ہے کہ ان کی زندگی میں بہت سے لوگوں کو ان کے کام میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ان کے جانے کے بعد کوئی ان کا مخالف نہیں ہوتا۔ یہی حال حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ رونما ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان.........جانشینِ اعلیٰ حضرت

ازقلم: مولانا محمد اکرام اللہ بٹ، جلال پور جٹاں

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

اس دور میں ہر کوئی بزرگوں کے خلف ہونے کا دعویٰ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر کام کم اور غوغا زیادہ کا مصداق نظر آتا ہے۔ ریاکاری اور دکھلاوے کے اس دور میں نذرانے بٹورنے والے تو بہت ملتے ہیں مگر منزل کا صحیح تعین دینے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ مفت کی واہ واہ سننے والے تو ایک ڈھونڈو، ہزار ملتے ہیں مگر جان جوکھوں میں ڈال کر سمندر میں غوطہ زن ہو کر لعل و جواہر کے متلاشی خال خال ہی ملتے ہیں۔ سونے چاندی، بنگلہ گاڑی سے تو شاید ہر کوئی شہرت رکھتا ہے مگر سیم و زر سے تنفر غریبی میں نام کوئی کوئی ہی پیدا کرتا ہے۔ ظاہری شکل و صورت پر تو ہر کسی کی نگاہیں مرکوز ہوتی ہیں مگر مومنانہ فراست سے دلوں پر نظر کسی کسی کی ہی ہوتی ہے۔ ان تمام اوصاف جمیلہ کو یکجا جمع کیا جائے، تو جس شخصیت کی طرف توجہ اور دھیان جاتا ہے اور جو تصویر نظروں کے سامنے آتی ہے، وہ فقط مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ تعلیمات اعلیٰ حضرت کے آئینہ دار تھے۔

حسین چہرہ، خوبصورت داڑھی، اجلے کپڑے، سفید عمامہ، رنگ گورا، سنجیدگی و متانت کی تصویر، عاجزی و انکساری کا پیکر، علوم عقلیہ و نقلیہ کا ماہر، شیخ الحدیث، مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زیست کے 71 برس مکمل کر کے خالق حقیقی سے جا ملے۔

جو آیا ہے اس نے جانا ہے مگر کچھ لوگوں کے جانے سے ہزاروں لاکھوں دل بے چین اور بے سکون ہو جاتے ہیں ایسی عظیم الشان شخصیات میں سے ایک بلند مرتبہ ہستی مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔

مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی پوری زندگی دینی علوم کی ترویج و ترقی

میں بسر فرمائی۔ تیئس سال کی عمر میں مسند تدریس پر رونق افروز ہو کر زندگی کی آخری سانس تک پڑھنے پڑھانے میں ہی بسر کی۔ حتیٰ کہ روز وصال بھی مکمل اسباق پڑھا کر داعی اجل ہوئے۔ اپنے مشن سے اتنی دلچسپی کہ بڑے بڑے جلسے جلوسوں اور اہم میٹنگوں میں بھی نہ جاتے۔ شدید سے اشد بیماری میں جب کہا جاتا کہ استاد جی! آپ آرام فرمالیں تو پر سوز مبلغ دین کی طرح جواب عنایت فرماتے کہ آرام کرنے سے ایام زندگی بڑھ تو نہیں جائیں گے۔ زندگی کم اور کام زیادہ ہے کم زندگی میں زیادہ سے زیادہ کام کر جاؤں۔ تاکہ اللہ و رسول کے دربار میں سرخروئی حاصل ہو۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں انجمن اور تحریک تو تھے ہی مگر انہوں نے اپنے تلامذہ کی صف میں ایسی شخصیات تیار کی ہے کہ وہ بھی اپنی ذات میں انجمن اور تحریک کی حیثیت سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔

مانسہرہ کے پہاڑوں سے داتا کی نگری میں رونق افروز ہونے والے محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب بصیرت ہوتے ہوئے ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ایسے مرد درویش کے بارے میں علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

کوئی کسی بھی ارادے سے آتا اس کو نوازتے، علماء، دانشور، صحافی، ادیب، مفکرین اور طلباء کرام بھی آپ کی خدمت میں اپنے اپنے انداز میں حاضر ہوتے، مشورے لیتے، رہنمائی حاصل کرتے، مستفید ہوتے، مفتی صاحب سب کی سنتے، آپ رائے بھی دیتے اور حکم بھی سناتے، جہاں دھیمے لہجے کی ضرورت ہوتی وہاں کبھی کبھار مسکراتے ہوئے بھی کلام کرتے مگر سنجیدگی و متانت کو کسی لمحے بھی فراموش نہ کرتے۔ کھری اور سچی بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے۔ ایوان اقتدار سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیتے بلکہ ان پر چھا جاتے، حق بات جرأت و بہادری سے کہتے اکثر وزراء، گورنر اور اعلیٰ مناصب پر فائز آپ سے اکثر ڈرتے۔

یہ بات دنیا پہ عیاں ہے کہ آپ حکومتی عہدیداران سے ملنے کو اعزاز نہیں بلکہ تکلیف جان سمجھتے تھے۔ کلمۂ حق کہنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا کردار میں گفتار میں اللہ کی برھان کے مصداق تھے۔ زہد و تقویٰ میں معاصرین میں سب پر فائق نظر آتے۔ دنیا سے بے رغبتی اتنی کہ لوگ مال و دولت کے ڈھیر لے کر آتے مگر دیکھنا تو بڑی دور کی بات ہے آپ ان کی طرف نظرِ التفات بھی نہیں فرماتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہم اپنے مربی و محسن قبلہ استاذی المکرم مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء

مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کی علمی، تنظیمی، ملی، دینی اور مذہبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے فیض اور مرکز فیض کو تا قربِ قیامت جاری رکھے۔

اور جگر گوشہ مفتی اعظم پاکستان حضرت صاحبزادہ علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ہزاروی اور دیگر صاحبزادگان کو صبرِ جمیل اور آپ کی امانتوں کا امین بنا کر آپ کا مشن جاری رکھنے کی توفیق خاص عطا فرمائے۔ (آمین)

منجانب: حافظ محمد اعجاز احمد سعیدی

بانی و ناظمِ اعلیٰ کاروانِ سعیدی حج و عمرہ سروسز پاکستان
خطیب جامع مسجد خیر شاہ پنڈ دادنخان ضلع جہلم
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

مدرسہ: 0458.210496 ...... گھر 210141 ...... موبائل 0300.5269910

مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ

کی خدمت میں

شعراء کا خراجِ عقیدت و محبت

منقبت

کچھ یادیں..........کچھ باتیں

قاضی عبدالدائم دائم ہری پور ہزارہ

چھوڑ کے ہم کو مفتی صاحب چل دیے یکدم ، انا للہ !
لے گئے خوشیاں ساری اور دے گئے انمٹ غم ، انا للہ !

ڈھونڈ رہی ہیں ان کو نگاہیں ،گونج رہی ہیں سسکیاں ، آہیں
ڈوب رہی ہیں ہجر کے دکھ سے نبضیں پیہم ، انا للہ !

علم کے طالب آج حزیں ہیں اور مدرس بھی غمگیں ہیں
بزم نظامیہ ٹوٹی ، بکھری ، درہم برہم انا للہ !

تدریس کی مسند خالی ہے ، تنظیم کا اللہ والی ہے
لہرائے گا درسِ نظامی کا اب کون علم ، انا للہ !

مشہور ہوئے جو دنیا بھر میں " مفتی " اور " ہزاروی " سے
چل بسے آہ وہ فخر ہزارہ ، مفتی اعظم ، انا للہ !

آج ہے سارا جہان پژمردہ ہی کیا بلکہ مردہ
قول ہے برحق " موت العالم موت العالم " انا للہ !

کام فتاویٰ رضویہ کا اب کیسے چلے گا ،کیسے بڑھے گا
کون ہے اُن جیسا اس کے اسرار کا محرم ، انا للہ !

سوگ میں ڈوبے ہوئے اہل خانہ ،چاروں بیٹے ، پورا گھرانہ
دل ہیں شکستہ ، لب فریادی ، آنکھیں پُر نم ،انا للہ !

قاضی عابد اور شرف بھی ، صدیق ،سعیدی ،تابش بھی
ان کی جدائی سے ہیں اشک فشاں اور بے دم ،انا للہ !

آئی ندا " فردوس میں جلوہ گر و آباد ہیں مفتی صاحب"
۱۴۲۴ھ

دائم کو یقین ہے لیکن غم نہیں ہوتا کم ، انا للہ !

☆☆☆☆☆☆☆

منقبت

مولانا محمد منشا تابش قصوری

علم و عمل کا ایک بحر بیکراں عبدالقیوم
ملّت اسلامیہ کا پاسباں عبدالقیوم

اہل سنت کے امام و پیشوا و مقتداء
مفتیِ اعظم ، امیر کارواں عبدالقیوم

موت العالم ، موت العالم کی حقیقت ہے عیاں
آپ کے اٹھ جانے سے اے مہرباں عبدالقیوم

اہل سنت کے چمن میں تھیں بہاریں آپ سے
چھا گئی یک لخت اس پہ اب خزاں عبدالقیوم

ابتلاء و آزمائش کی گھڑی میں آپ کا
خضر راہ ہو ہر حرف ہر اک نشاں عبدالقیوم

خادمانِ دینِ حق کی رہنمائی کے لئے
کارگر ہو آپ کی ہر داستاں عبدالقیوم

تھی جنازے پہ ترے رحمت کی بارش ہر طرف
اس کے ہیں شاہد سبھی پیر و جواں عبدالقیوم

جاتے جاتے اہل سنت کو اکٹھا کر دیا
واہ کیا تیری کرامت تھی عیاں عبدالقیوم

آپ کی سوچوں کا مرکز ، حسنِ تدبر کی مثال
جامعہ ، تنظیم ، مسجد ، گلفشاں عبدالقیوم

تیری فرقت میں ہے ہر سنی کی آنکھیں اشکبار
رو رہے ہیں جامعہ کے طالباں عبدالقیوم

کون پوچھے غمزدوں کی داستاں اب دوستو
چل دیا جب غمزدوں کا مہرباں عبدالقیوم

کل تلک تھا چہرہ زیبا تیرا وجہ سکوں
آج ہے تربت تیری عنبر فشاں عبدالقیوم

چھوڑ کر تابش قصوری کو غم و آلام میں
خامشی سے چل دیئے سوئے جناں عبدالقیوم

ہدیہ عقیدت بحضور مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

(نتیجہ فکر......سردار احمد رضا اشرف القادری، لاہور)

کیا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا
رضویت کا مہر و مہ جاتا رہا

مفتی اعظم ہمارے اٹھ گئے
لطف سارا درس کا جاتا رہا

قلب مضطر جگر گھائل ہو گیا
جب سنا کہ شہ ہرا جاتا رہا

قوت ادراک و ہمت زور دل
اُن کے جاتے ہی میرا جاتا رہا

سنیت کو جن کے دم پہ فخر تھا
علم کا کوہ گراں جاتا رہا

نور علم و فضل لے کے آیا تھا
وہ بے کے وہ اپنی ضیاء جاتا رہا

خوب پہنچا تھا کمال اوج پہ
دفعتہً نظروں سے مہ جاتا رہا

پاسبانِ مسلک احمد رضا
پاسبانی کرتے ہی جاتا رہا

محدّث اعظم کو جن پہ ناز تھا
ناشرِ فکرِ رضا جاتا رہا

برکتیں پائیں ابوالبرکات سے
دے کے ہم کو وہ سخی جاتا رہا

منبع رشد و ہدایت شیخ ما
مصدرِ فیضِ رضا جاتا رہا

صبح تھا درسِ طحاوی زور پہ
شام کو یہ ہجرِ فن جاتا رہا

مشغلہ درس تھا کل اوج پہ
تاجور تدریس کا جاتا رہا

مسندِ تدریس سونی پڑ گئی
شیخ ما سوئے جناں جاتا رہا

قصرِ نجد و دیو میں تھا زلزلہ
جس کے نام پاک سے جاتا رہا

خدمتِ دینِ متین کی اس قدر
کر کے حیراں نجدیت جاتا رہا

ہاں صدارت اور نظامت کا مقام
اس کے بن ہو گا نہ وہ جاتا رہا

واہ جلالت اور وجاہت کا مقام
بانٹ کر اپنی چلا جاتا رہا

آج ہر دل غمزدہ ، مغموم ہے
کیونکہ سب کا مقتدا جاتا رہا

واہ مشرقؔ صدیوں کا جو کام تھا
چند دنوں میں کر کے وہ جاتا رہا

☆☆☆☆☆☆

ہدیہ عقیدت بحضور مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

سید بو علی بخاری وساجد امین، منتظم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

وہ عاشق رسول ولی نائب رضا
شیدائی و محبوب علی نائب رضا

کہتا ہے جن کو مفتی اعظم جہان یہ
تبلیغ دین جن سے چلی نائب رضا

تکلیف میں پکارا یا مرشد المدد
جب میں نے کہا پل میں ٹلی نائب رضا

انہی کا نام قریہ بہ قریہ ہے پھیلتا
ہر ایک بولتی ہے گلی نائب رضا

وہ کر گئے وصال نہیں مجھ کو یقین ہے
ہے آج بھی روشن وہ کلی نائب رضا

لاکھوں سلام ان پر یونہی بھیجتا رہوں
کہ جن سے شب کفر ڈھلی نائب رضا

تسبیح کے دانوں میں وہ تو ایک امام ہیں
مُزنا ہیں وہ ہیرے کی ڈلی نائب رضا

اے بُو علی یہ حضرت عبد القیوم ہیں
مفتی اعظم اسم جلی نائب رضا

☆☆☆☆☆☆

منقبت بحضور مفتی اعظم پاکستان

(محمد ثاقب افضل ثاقب) ماڈل کالونی گلبرگ تھری لاہور

ہر سو قبلہ مفتی صاحب ہی کا شہرہ ہے
ان کی رحلت سے ہر دل پر غم کا غلبہ ہے

محسن ، مشفق ، حق کے حامی ، باطل کے ماحی
ان کی سیرت میں اعلیٰ حضرت کا جلوہ ہے

حق سننا ، حق کہنا سنت پر قائم رہنا
یہ سردار و سید کے عاشق کا شیوہ ہے

دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا ان کا فیضان
بستی بستی ان کے علم و فن کا چرچا ہے

جس نے ان کی صورت دیکھی وہ یہ کہتا ہے
ہنستا ہنستا نورانی چہرہ ہے

ان کی میت پر رحمت کی برکھا برس رہی تھی
ثاقب ان کا مدفن جنت کا باغیچہ ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نذرانۂ عقیدت بحضور مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

نتیجۂ فکر: معین الدین نورانی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

منبع رشد و ہدایت چلا گیا
علم و عرفان کا مرکز چلا گیا

جس کے نام سے زلزلہ تھا دیوبند میں
وہ میر کارواں چلا گیا

جس کے نام سے ہیبت تھی نجد میں
وہ سرمایۂ ملت چلا گیا

جس کے نام سے لرز اٹھتے تھے ایوانِ کفر
وہ صداقت کا پیکر چلا گیا

حق گوئی بے باکی میں تھا نہ جس کا ثانی
وہ عظیم مرد قلندر چلا گیا

جاری تھا جس کی زبان سے قیل و قال
دنیائے تدریس کا شہ سوار چلا گیا

فکرِ رضا کے فکر کو کر کے عام
پیکرِ عشق و محبت چلا گیا

جس کو کہتی تھی دنیا مفتی اعظم
وہ ہزاروں مفتی بنا کے چلا گیا

جس پہ ناز تھا اہل سنت کو ہر پل
وہ شیخ الاسلام و المسلمین چلا گیا

یقیں آتا نہیں جس کی موت پہ معین
وہ ساری ملت کو ویراں کر کے چلا گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تو اب ....چلا گیا

طالب دعا: محمد اویس رضا۔ درجہ قاری۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

پیکر علم و عمل مرکز نورِ صفاء
دین کو دے کر چلا وہ تو اب چلا گیا

وقت رخصت کر گیا چہرے پہ مسکراہٹیں
ہم کو وہ رلا گیا وہ تو اب چلا گیا

مٹا دیں اسنے ظلمتیں جڑ کاٹ دی تھی ظلم کی
اٹھ گیا وہ علم دیں وہ تو اب چلا گیا

اس کا جانا ظاہری تھا اس جہان سے
تا قیامت ہو کے زندہ وہ تو اب چلا گیا

عبدالقیوم نے لگایا اک چمن علم دین کا
دے کے اس کا پھل ہمیں وہ تو اب چلا گیا

سب کو پڑھایا ہے سبق جرأت وشجاعت کا
دے کر ہمیں صبر حسین وہ تو اب چلا گیا

اس کے غم میں آ گیا آنکھوں میں اک سیلاب
چھوڑ کر روتا ہمیں وہ تو اب چلا گیا

وہ میدان علم کا اک تھا عظیم شہسوار
پیکرِ فکرِ رضا وہ تو اب چلا گیا

میٹھی میٹھی سادگی تھی اس کے قول و فعل میں
پیکرِ شرم و حیاء وہ تو اب چلا گیا

لرزاں تھے اس کے نام سے گستاخ اور نجد و یہود
شمشیر بے نیام تھا وہ تو اب چلا گیا

اس کے علم و عمل سے بھر تو جھولیاں اویسؔ
کر کے جاری فیض احمد وہ تو اب چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منقبت

سید غلام مصطفیٰ شاہ ریاض البخاری
مدرس جامعہ نظامیہ، شیخوپورہ

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر دے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

علم کے بحر بے کنار تھے مفتی عبدالقیوم
مسند تدریس کے تاجدار تھے مفتی عبدالقیوم

بد مذہبوں کے لئے ننگی تلوار تھے مفتی عبدالقیوم
گستاخوں کے لئے اک للکار تھے مفتی عبدالقیوم

دین حق کی یلغار تھے مفتی عبدالقیوم
مگر اپنوں کے لئے گلزار تھے مفتی عبدالقیوم

مجسم فکر و کردار تھے مفتی عبدالقیوم
مالک شستہ گفتار تھے مفتی عبدالقیوم

☆☆☆☆☆☆☆

ہدیہ عقیدت

بحضور قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ

از: شہزاد شاہد مرید کے

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی
سنیت کی دنیا آپ نے سنوار دی

گلشن نظامیہ کی ایسے آبیاری کی
جسے خزاں نہ آئے وہ بہار دی

عشق مصطفیٰ سے سیراب ہو کر
زندگی ساری اسی میں گزار دی

شمع علم سے ہر گھڑی آپ نے
خواب غفلت سے دنیا بیدار کی

زندہ ہے زندہ رہے گا یونہی
چرچا ترا اور ترے افکار بھی

قلب و نظر کو وہ سوز دیا
جگر میں روح فکر اتار دی

بصیرت پہ تیری احسان مند ہے دنیا
مرد قلندر نے کیسی زندگی گزار دی

شام و سحر درس حکیمانہ سے
ذرے ذرے کی قسمت پہ انوار بھی

فکرِ رضا کے لئے مسیحا ہوئے
عیاں کر دیئے پوشیدہ اسرار بھی

فیضان میسّر رہے شاہدؔ کو بھی تیرا
مہک بڑھتی ہی جائے ترے گلزار کی

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہدیہ عقیدت

فضل احمد سلطانی: متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

گئے جدوں دنیا توں مفتی اعظم پاکستان
ہر کوئی سی رویا نالے رویا آسمان

فکرِ رضا نوں جاری جناں رکھیا
ایہو جیا رضوی نہ کوئی دنیا تے نہ تکیا
خوش ہون ویکھ کے جنہوں احمد رضا خان
زندہ باد اے مفتیٔ اعظم ، مفتی پاکستان

وقار جنے رکھیا درس نظامی دا
ہٹ کے ایس توں راہ ہے ناکامی دا
اکہتر سال منافقاں نوں رکھیا پریشان
زندہ باد اے مفتیٔ اعظم ، مفتی پاکستان

ہاسے تے مزاح وچ سبق سمجھاندے سن
پڑھیا جناں اک واری چھڈ کے نہیں جاندے سن
ہوندا نہیں سی پڑھن ویلے کوئی پریشان
زندہ باد مفتیٔ اعظم ، مفتی پاکستان

ھدایہ الحکمت پڑھی نالے کنز الدقائق
سلطانی کولوں بیان ہوئے تھوڑے جنے حقائق
زندہ باد اے مفتی اعظم ، مفتی پاکستان
زندہ باد اے مفتیٔ اعظم ، مفتی پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منقبت

ریاض احمد رضا نورانی، دورجہ حدیث شریف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نائب محدّث اعظم ستودہ غزالی زماں
یادگار اعلیٰ حضرت مفتی اعظم پاکستان

دکھلا کر جوہر علم ہر کے حقیقت عیاں
لوچل دیئے اس جہاں سے مفتی اعظم پاکستان

قاطع شرک وبدعت ماحی بد مذہباں
کر گئے سنیت کو روشن مفتی اعظم پاکستان

کانپتا تھا جس کے نام سے نجد کا ہر پیر وجواں
چھوڑ گئے سطوت کے نشاں مفتی اعظم پاکستان

نڈر بے باک مخلص صاحب رعب و دبدبہ
پاگئے جلالت کے نشاں مفتی اعظم پاکستان

تدریس وتحقیق و تصنیف اور شہسوار ہر میداں
بن کر چلے روشن مثال مفتی اعظم پاکستان

کیوں نہ کرے ہر کوئی بھلا آہ و فغاں
دے گئے داغ مفارقت مفتی اعظم پاکستان

آخر تھا جن کی رحلت پہ سایہ فگن بھی آسمان
پا گئے رحمت کی بھرن مفتی اعظم پاکستان

خود جھوم کر جن کو فلک نے بھی کہا مرحبا مرحبا
جا ملے حضرت حق سے مفتی اعظم پاکستان

رہیں گے تا قیامت ان کے گلشن گل فشاں
جلا چلے کئی مشعلیں علم کی مفتی اعظم پاکستان

اللہ اللہ ان کا وہ انداز تدریس
دکھلا گئے جوہر تحقیق مفتی اعظم پاکستان

اللہ اللہ ان کا وہ ،انداز تکلم
بن گئے سب کے دلربا مفتی اعظم پاکستان

اللہ اللہ ان کا وہ انداز تبسم
کر گئے سب کو کشتگان مفتی اعظم پاکستان

ہنستا بستا رہے یوں ہی گلشن نظامیہ
کر گئے جس کو آباد و شاد مفتی اعظم پاکستان

اللہ اللہ انکا وہ انداز ظرافت
چل بسے ہنستے ہنساتے مفتی اعظم پاکستان

گلشن سردار کے تھے باقی ماندہ چند پھول
ان میں سے سوئے جنت چلے مفتی اعظم پاکستان

بس کر اے ریاض تجھ سے ممکن نہیں ان کی مدح
تعریف کا اک جہان روشن کر گئے مفتی اعظم پاکستان

☆☆☆☆☆

داغِ مفارقت مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ

ازقلم: عبدالحفیظ نورانی درجہ ثانیہ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

آہ ! میر کاروان حق چلے گئے
سپہ سالار احمد رضا چلے گئے

دستِ شفقت تھا جن کا ہر سنی پہ
وہ مثلِ نجمِ سحر چلے گئے

غیر بھی ہیں معترف جن کے علم کے
بچھڑ کر ہم سے وہ سوئے جنت چلے گئے

آئے تھے مثلِ شاہیں ایک آشیانہ بنا کر
ساری دنیا کو وہ پشیماں کر کے چلے گئے

دعائے حفیظ ہے بلند کرے ان درجات ربِ مصطفیٰ
جو داغِ مفارقت دے کر سب کو چلے گئے

☆☆☆☆☆☆☆

ہدیہ عقیدت بحضور مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

محمد عثمان رضوی (بھولے شاہ) جامعہ نظامیہ، لاہور

سوگ منا رہا ہے زمانہ مفتی اعظم چلے گئے
جن کا آنکھیں کرتیں تھیں دیدار وہ چلے گئے

کر کے نظامیہ کو ترقی اور عروج پہ گامزن
مفتی اعظم چلے گئے، نائبِ رضا چلے گئے

جن کی شہرت عام تھی چار سو
وہ بے مثل و بے مثال چلے گئے

تھی رنج والم کی کیفیت چار سو
وہ مردِ حق مردِ غازی شاہِ مرداں چلے گئے

جن کے وصال پہ روتا تھا آسماں بھی زمیں بھی
جانشینِ محدث اعظم چلے گئے

عمر بھر وہ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ لڑتے رہے
طارق و خالد کی ادا، ہم سے چلے گئے

وہ جلالِ رب کعبہ تھے اہلِ باطل کے لئے
وہ فنا فی المصطفیٰ ﷺ، ہم سے چلے گئے

فکرِ شاعر سے وریٰ اے عثماں جن کا مقام
قاطعِ رفض ونجد ہم سے چلے گئے

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان

محمد محب الدین، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

دین کی عظمت کے نشان مفتیءِ اعظم پاکستان، مفتیءِ اعظم پاکستان
رفعتِ دیں کے پاسبان مفتیءِ اعظم پاکستان، مفتیءِ اعظم پاکستان

علمِ رضا کیا بلند تو نے تا آسماں
اسی لئے جلتا ہے شیطان، مفتیءِ اعظم پاکستان، مفتیءِ اعظم پاکستان

خائف تھے تجھ سے وقت کے شاہان
تھے بالیقیں سلطانوں کے سلطان، مفتیِ اعظم پاکستان مفتیِ اعظم پاکستان

تیرے دم سے خوف تھا نجدیوں میں ہر آن
اے قوت و طاقت کے جہاں مفتیِ اعظم پاکستان، مفتیِ اعظم پاکستان

تا حشر باقی رہے ترا علم و عرفان
تاابد رہے جاری تیرا فیضان مفتیِ اعظم پاکستان مفتیِ اعظم پاکستان

رکھیں گے جاری مشن ترا اہلسنت کے جوان
محبّ کا ہے یہ پیمان مفتیِ اعظم پاکستان، مفتیِ اعظم پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جونہ کسی سے ڈر پایا وہ مفتی اعظم پاکستان

غلام قادر سعیدی (درجہ خامسہ) جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

اپنے کرم سے خالق نے، ارض و سما کے مالک نے
جس کی عظمت کو بڑھایا وہ مفتی اعظم کہلایا

بے دینی کا بندھن جس نے توڑا، حق کا دامن جس نے جوڑا
سارا باطل جس سے گھبرایا وہ مفتی اعظم کہلایا

جب ہونٹ تبسم کرتے ہیں، پھولوں کی طرح وہ لگتے ہیں
چہرہ جس کا نکھرایا وہ مفتی اعظم کہلایا

جس مجلس میں جاتے ہیں حق کھول کر بیان کرتے ہیں
جو کسی سے نہ ڈر پایا وہ مفتی اعظم کہلایا

رُخسار منور تارے ہیں وہ ابرو بہت پیارے ہیں
ماتھا جس کا گلھایا وہ مفتی اعظم کہلایا

جامعات کا نام روشن کیا، فتاویٰ رضویہ پہ جس نے کام کیا
اُن جیسا کوئی کام نہ کر پایا وہ مفتی اعظم کہلایا

اللہ نے روشن نام کیا، ان کے فیض کو عام کیا
سعیدیؔ نے بھی ان سے فیض پایا جو مفتی اعظم کہلایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دینِ حق کو کر کے زندہ وہ چلے گئے

حافظ محمد عبدالرشید چشتی ضلع اٹک بسال شریف

عشقِ مصطفیٰ کا دل میں جلا کے دیا
اُن سے کر کے وفا وہ چلے گئے

کر کے اک اک لمحہ قربان بہرِ اسلام
دینِ حق کو کر کے زندہ وہ چلے گئے

وہ تھے لاخوف علیہم کی تفسیر
ہو کے غمِ دنیا سے آزاد وہ چلے گئے

وقتِ رخصت آنکھیں تھیں سب کی اشکبار
سب تجھے تیرے ہی کرتے چلے گئے

اہلسنت کے تھے وہ عظیم ترجماں
کرکے مذہب پہ جاں فداہ وہ چلے گئے

دل رو رہا ہے ہمارا آنکھیں پُر نم ہیں سب کی پُر نم
وہ پیکرِ خلق و وفا ، جود و سخا چلے گئے

لگا گئے وہ علم کے دو عظیم گلستاں
کہ کھا کے جن کا ثمر ہزاروں علماء چلے گئے

جس کے لئے تھا رب نے پیدا انہیں کیا
لٹا کے علم کی دولت بیش بہا چلے گئے

وہ صبر و قناعت علم وعمل کی مثال تھے
ہمیں بھی یہی اسباق پڑھا کے چلے گئے

کروڑ رحمتیں ہوں ان کی مرقد پہ یا الٰہی
کرکے دعا مرقد پہ ہزاروں طلباء چلے گئے

صغیر و کبیر ، امیر وغریب ، چلے جائیں گے عنقریب
کون رہے گا دنیا میں جب سید الورٰی چلے گئے

ان کا ثانی نہ ملے گا ہمیں اس دنیا میں
دے گئے داغِ مفارقت ہو کے جدا چلے گئے

مجھے مشکلوں نے گھیرا کروں اب کہاں بسیرا
جن کے نام سے تھا نام میرا چھوڑ کے دنیا چلے گئے

کیونکر کروں میں ان کی مدح سرائی تحریر
کہ مفتی اعظم چلے گئے نائب رضا چلے گئے

آہ! وہ شام کتنی دردناک تھی رشید
جس شام کرکے وہ سب کو تنہا چلے گئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منقبت

حافظ عتیق الرحمان جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

عالم فاضل مفتی دانا قائد صلتاں والے
خوش اخلاق نال پڑھاون سبق نالے کرن بیان نرالے

خلق اخلاق خلوص وفا وچ اچیاں شاناں والے
کو واری جیہڑے آ کے جد ملدے ہو جاندے سن متوالے

بخشے سن اوصاف خدا نے سب توں سوہنے تے اُچے
سب توں وکھری ٹور انہاں دی بول سچے تے سُچے

اج اوہ ہسیا کھڑیا چہرہ نظر نئیں آوندا
اکھیاں نیر وگاون چھتے دل نوں غم پیا ستاوندا

دوست یار شاگرد پیارے نظراں سچے بھواون
شاید ہنڑ کے . پاسوں حضرت مکھ وکھلاون

موت کسی تو ٹلدی نئیں ایہہ قانون بڑا پکا
جو آیا اس جاناں ایں اک دن رہناں نئیں ایتھے سدا

آخر کار اوہ ویلا آیا ہوٹا دم دا سکیا
۲۶ اگست نوں مفتی صاحب دا اڈا پانڑی مکیا

دن منگل دے شیخوپورے کرن گئے نے مدرسے دا نظارا
بدھ والے دن اوتھے جا کے شاگرداں نے آپ نوں دفنایا

مدرسے وچ مسجد نال مزار انہاں بنایا
ہر ویلے کرن زیارتاں اساتذہ و طلباء نال پڑھن قرآن پیارا

قبر انہاں دی ٹھنڈی ہووے ہوون چہاں چکاراں
اچے درجے کر کے مولا بخشے بہشت بہاراں

پڑھن تے پڑھاون وچ ہوئی آپ دی زندگی دی ابتداء وانتہاء اے
قبر انہاں دی تے رحمت دے خاص ہوون برساتاں فقیق دی دعا اے

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

کا قدم مبارک جہاں پڑتا ہے وہاں سعادت وخوش بختی آپ کا استقبال کرتی ہے۔

محمد حبیب احمد، راوی روڈ لاہور

تاریخ وفات حسرت آیات حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

بانی ومہتمم وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور صدر تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ

۲۸/ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ / ۲۶، اگست ۲۰۰۳ء

نتیجہ فکر: علامہ محمد جلال الدین قادری محلہ لطیف شاہ غازی کھاریاں، ضلع گجرات

☆ گرامی عصر مفتی عبدالقیوم — ۱۴۲۴ھ
☆ راست گو ابوسعید محمد عبدالقیوم ہزاروی — ۱۴۲۴ھ
☆ بانی حسن حسین جامعہ نظامیہ — ۱۴۲۴ھ
☆ صاحب سلیقہ بانی جامعہ نظامیہ — ۱۴۲۴ھ
☆ مدرس خورشید — ۱۴۲۴ھ
☆ خورشید محققانہ — ۱۴۲۴ھ
☆ مرگ جام خورشید — ۱۴۲۴ھ
☆ نادر بزم خورشید — ۱۴۲۴ھ
☆ خورشید قدر/قدر خورشید — ۱۴۲۴ھ
☆ رہبر ذی وقار — ۱۴۲۴ھ
☆ لبیب فضیلت مآب — ۱۴۲۴ھ
☆ بحضور لم یزل رسیدہ بود — ۱۴۲۴ھ
☆ بحضور محبوب جہاں رسیدہ بود — ۱۴۲۴ھ
☆ بخشش رب ودود — ۱۴۲۴ھ
☆ اطلاع بخشش عام — ۱۴۲۴ھ
☆ غفران لباس — ۱۴۲۴ھ
☆ غفران لازم ہے — ۱۴۲۴ھ
☆ غفران الحمید — ۱۴۲۴ھ
☆ پاک قلب داخل خلد — ۱۴۲۴ھ

- ☆ نقشِ اُو با یقیں بود　۱۴۲۴ھ
- ☆ تاریخ گنجِ علم　۱۴۲۴ھ
- ☆ بدار القرار رفتہ　۱۴۲۴ھ
- ☆ غفر لہ الحکیم　۱۴۲۴ھ
- ☆ آہ آہ ارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ　۱۴۲۴ھ

....

- ☆ ذاتِ اقدس ابو سعید محمد عبد القیوم ہزاروی　۲۰۰۳ء
- ☆ عالی شان مفتی اعظم　۲۰۰۳ء
- ☆ انتقال پُر ملال بانی جامعہ نظامیہ　۲۰۰۳ء
- ☆ ذکرِ خیر کعبہ معنوی　۲۰۰۳ء
- ☆ حاتم روزگار، خورشید　۲۰۰۳ء
- ☆ چشمہ سعادت خورشید　۲۰۰۳ء
- ☆ خورشید حشمت دین و دنیا　۲۰۰۳ء
- ☆ الفراق! مفتی ذی شاں　۲۰۰۳ء
- ☆ تاریخ وصال عاشق صادق　۲۰۰۳ء

....

تاریخ لوح مزار و آستانہ مفتی محمد عبد القیوم علیہ الرحمۃ

- ☆ باغ مبارک! ابو سعید محمد عبد القیوم ہزاروی　۲۰۰۳ء
- ☆ دربار ذی وقار　۱۴۲۴ھ
- ☆ خانقاہ مبارکہ گلزار ارم　۱۴۲۴ھ
- ☆ ریاضِ فیضِ محمدی　۱۴۲۴ھ

☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ

مشائخ و علماء

اور

دانشوروں کی نظر میں

﴿تاثرات﴾

حروف غم

از...... قائد اہلسنت **مولانا شاہ احمد نورانی** صاحب مدظلہ العالی

صدر جمعیت علماء پاکستان وچیئرمین ورلڈ اسلامک مشن

استاذ العلماء حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کے جانکاہ حادثہ نے دنیائے اسلام کو ایک بڑے صدمے سے دو چار کر دیا ہے۔ وہ ہماری نظریاتی سرحدوں کے محافظ اور پیکرِ اخلاص تھے وہ باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ مرحوم نے جس حکمتِ علمی کے ساتھ دارالعلوم نظامیہ رضویہ لاہور اور پھر اس کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں تدریسی عمل کو جاری رکھا وہ ان کی انتھک محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے وہ اعلیٰ سطح کے منتظم تھے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

تدریس کی دنیا میں حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ نے طویل مدت تک گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس کے سبب وہ ہر طبقۂ خیال کے باشعور حلقوں میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

ان جیسے بالغ نظر، مخلص، انتھک اور محقق علماء مدتوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور تدریس کے وہ شائق تھے۔ مدرسہ ان کا مشن تھا اور وہ مدرسہ کی کامیابی ہی میں مسرور ہوتے تھے۔ جب بھی مجھ سے ملاقات ہوتی حضرت مولانا مرحوم رحمہ اللہ مدرسہ کی کارکردگی اور رضا فاؤنڈیشن کی خدمات کے حوالے سے ضرور آگاہ فرماتے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا امر ہر چیز پر غالب ہے وہ بھی امر ربی کے تحت اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین اور حضور پُرنور ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

صاحبزادہ حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

صدر جماعت اہلسنت پاکستان

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین. اما بعد.

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال اہل سنت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے ہم سنیوں کو ایسے وقت میں داغِ مفارقت دیا ہے جبکہ ان کی سرپرستی کی ہمیں سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ فقیر راقم الحروف کا حضرت مفتی صاحب سے تنظیم المدارس کے حوالے سے تقریباً تیرہ سال کی رفاقت رہی۔ میرے اس عرصہ میں حضرت مفتی صاحب کو بہت قریب سے دیکھا۔ حضرت مفتی صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ تنظیمی حوالے سے وہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے بے مثال منتظم تھے۔ دیانت، امانت اور تقویٰ کا جو معیار انہوں نے قائم کیا وہ ہم سب لوگوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

آج تنظیم المدارس کا ادارہ ہم اہل سنت کے لئے جو قابلِ فخر ادارہ ہے اس کا سہرا حضرت مفتی صاحب کے سر ہے۔ انہوں نے اپنی پرخلوص شبانہ روز انتھک کاوشوں سے تنظیم المدارس کو اس اعلیٰ معیار پر پہنچایا۔ اور مجھے اس بات پر اعتراف میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اگر حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی تنظیم المدارس کو حاصل نہ ہوتی تو تنظیم المدارس اس مقام پر نہ ہوتی جہاں آج ہے ان کے علمی کارنامے ان کی تصانیف، ان کے فتاویٰ اور ان کے عظیم المرتبت تلامذہ سے عیاں ہو۔

جامعہ نظامیہ کی جدید عمارت ان کی دینی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی وفات سے جو ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں نعمائے جنت پر حاضر فرمائے اور محلِ کرامت پر فائز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ پیر میاں عبدالخالق قادری

مرکزی امیر...... مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

دارالعلوم نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ ہے اور حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اس کی روح رواں تھے۔ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی رحلت کی اچانک خبر نے بے حد پریشان کر دیا۔ ان کا فیض صرف اہل لاہور تک کے لئے ہی محدود نہ تھا بلکہ وہ تو پورے پاکستان کے چاروں صوبوں، شمالی اور قبائلی علاقہ جات، آزاد کشمیر بلکہ اس سے بھی آگے ساری دنیا میں جہاں بھی اردو بولنے اور سمجھنے والے لوگ موجود ہیں حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، عقیدت مندان اور فیض یافتہ اہل علم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور وہاں بھی خدمتِ دین متین میں مصروف عمل ہے۔

حضرت مفتی صاحب مصنف بھی تھے وہ کتابیں تصنیف کرتے تھے لیکن اس سے بھی بڑا کام جو انہوں نے کیا وہ افراد سازی کا کام ہے۔ مفتی صاحب نے رجال کار تیار فرمائے۔ کتنے اور کتنو افراد نہیں بلکہ معاشرے کے لئے مفید اور فائدہ مند افراد کی کھیپ تیار فرمائی۔

جو خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار افراد ہیں۔ اس گئے گزرے مشینی دور میں صالح قیادت وقت کی اہم ضرورت ہے اگر تمام مدارس دینیہ مرحوم مفتی صاحب کے انداز میں افراد سازی پر توجہ دیں تو معاشرے میں نیکی کی قدروں کو اعلیٰ مقام ملے گا۔ بدی کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس پاک وطن میں ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کی بہار دیکھیں گے۔

مجلّہ النظامیہ" کو حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں شاندار اور مثالی نمبر شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دیانت داری سے سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضرت مفتی صاحب مرحوم کی تربیت کا اثر ہے کہ ان کے تلامذہ نے ان کی رحلت کے بعد یہ مثالی اور اہم کام کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نیکی کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

پیر طریقت سید محمد مظہر قیوم شاہ، سجادہ نشین بھکھی شریف

حضرت مفتی صاحب کے وصال مبارک کی خبر سننا کو گراں تھا کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت ہر ایک نے جانا ہے مفتی صاحب رحمۃ اللہ ایک انجمن، ایک جماعت کا نام تھا ان کی خدمات عالیہ اہل سنت و جماعت کیلئے بڑی خدمات ہیں، جامعہ نظامیہ، تنظیم المدارس، دیگر جماعت اہلسنت پر ان کے احسان عظیم ہیں، حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ کی مشن کے مکمل مبلغ تھے اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی، ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

آج جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں استاذ العلماء مفتی اعظم مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کی محفل میں حاضری ہوئی حضرت مفتی اعظم پاکستان مرحوم اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علمی حلقوں میں ان کے انتقال کے صدمہ کی شدت کو برسوں محسوس کیا جائے گا، اہلسنت و جماعت کے مدارس کو مربوط کرنے، امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ مبارکہ کی تسہیل، تخریج اور ترتیب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور شیخوپورہ کا تعلیمی نظام اور تعمیری سلسلہ کا عظیم الشان کام مفتی صاحب مرحوم کے عظیم کارنامے ہیں۔ ان کارناموں میں سے ہر ایک ان کے لئے ذریعہ بخشش و نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے اخلاف کو ان کے دینی کاموں کو اسی نہج پر آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ: جماعت اہلسنت پاکستان

حضرت العلامہ مفتی اعظم پاکستان محمد عبدالقیوم ہزاروی آسمان علم کا درخشندہ ستارہ تھے ملّتِ اسلام کو انکی رحلت سے جو نقصان ہوا اسکا اندازہ الفاظ میں پیش کرنا از بس دشوار ہے صحیح بات یہ ہے کہ مفتی صاحب نے فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کا حق ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صاحبزادہ محمد نور الحق قادری، ممبر قومی اسمبلی، لنڈی کوتل

حضرت مخدوم استاذ العلماء محسن اہلسنت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال تمام اہل کلمہ مسلمانوں کو اداس و غمزدہ کر دیا ہے۔

مرحوم کی خدمات ایک عرصہ تک یاد رکھی جائیں گی۔ اس درویش منش مفتی اور علامہ کی خدمات علمیہ، فکریہ، اسلامیہ، عملیہ ایک گرانقدر سرمایہ ہے اور ان کے اوصاف حمیدہ لاتعداد ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ سید شاہ تراب الحق شاہ قادری ، کراچی

آج جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوا، حضرت مرحوم کے صاحبزادگان سے ملاقات ہوئی، حضرت مفتی محمد عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ کی اہل سنت کے لئے بے شمار خدمات ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کی تدریس بے مثال اور خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی شائع جلدوں کی تدوین آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے آپ کی تمام خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی جمیل احمد نعیمی، کراچی

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ تصوف درس و تدریس اور فتویٰ نویسی میں کمال رکھتے تھے، بلکہ نظم وضبط اور طلبہ کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیا کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ سے موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کے اہل وعیال کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

دكتور خالق داد ملك. جامعة بنجاب بلاهور

قد اختار امام أهل السنة المفتي المحقق عبدالقيوم هزاروى عليه الرحمه جوار رحمته فإنا لله وإنا إليه راجعون. كان رحمه الله حقا من العلماء الإعلام العظام الذين قلّما يجود بهم الزمان. و قد كرّس حياته للعلم و خدمة دين النبي ﷺ ومازال يبذل قصارى جهوده لاستعارة مجد أهل السنة الماضي المجيد، وله مساعي مشكورة و جهود جليلة لتوحيد كلمة أهل السنة وتطوير مناهجهم الدراسية وفي تنظيم المدارس الدينية، فجزاه الله عن أهل السنة خيراً ورفع درجاته و أسكنه بجوار رحمته في فراديس الجنّة.

☆☆☆☆☆☆☆

الشيخ محمد الياس الرضوى الاشرفى، جامعة نصرة العلوم كراتشى.

الحمد لله الرحمن والصلوة والسلام على سيد الانس والجان وعلى اله وصحبه ماتعاقب الفرقدان وبعد فنعم قال: تعز فلاشي على وجه الارض باقيا ولا وزر مما قضى الله واقيا توفي استاذ العلماء المفتي محمد عبد القيوم هزاروى عليه رحمة المنان كان محمدثا فقيها بل بارعا في كل العلوم والفنون

ولکن الآن هو اللؤلؤ المکنون.

الحمد لله علی ذالک ان انواره العلمیة تنور اکناف العالم بصورة تلامیذه. ادعو الله تعالی ان یغفر له بالمغفرة الواسعة ویرفع درجته فی مقام الرحمة ووفق علماء اهل السنة والجماعة. آمین یا رب العلمین بجاه سید المرسلین.

☆☆☆☆☆☆☆

دکتور حامد اشرف همدانی، جامعه بنجاب بلاهور

إن الشیخ المفتی عبد القیوم الهزاروی کان مثلاً فی العلم والتعلیم واداء امانة العلوم الدینیه فرحمه الله رحمة واسعة.

☆☆☆☆☆☆☆

الشیخ ضیاء المصطفٰی القصوری، مدرس جامعه نظامیه.

موت العالم موت العالَم

انه أمض طول حیاته فی خدمةنشر تعالیم الکتاب والسنة، فجزاه الله تعالی احسن الجزاء و رحمه الله تعالٰی و غفرله و اسکنه فی فسیح جناته.. آمین بجاه سید المرسلین ﷺ.

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد جان نعیمی مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر کراچی

قال النبی ﷺ لله ما أعطی وله ما اخذ و عنده أجل مسمی.

آج کا دن عالم اسلام کے لئے نہایت ہی افسوسناک اور پریشان کن دن ہے، حضرت استاذ العلماء مخدوم اہل سنت حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سانحہ ارتحال یقیناً موت العالم ہے۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات دین، اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی اشاعت وتبلیغ کے لئے کاوشیں یہ ان ہی کا خاصہ تھا جو اللہ رب العالمین جل جلالہ نے ان سے یہ کام لیا، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ علیہ اہل سنت و جماعت کی جان اور پہچان تھے وہ اکیلے انجمن تھے کاش آج بھی علماء اہل سنت حضرت مفتی صاحب قدس سرہ العزیز کی زندگی کو اپنا شعار بنائیں۔

اللہ رب العالمین بطفیل حبیب کبریاء علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مفتی صاحب کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ اوران کی خدمات کو اہل سنت و جماعت کی ترقی اور اتحاد کا سبب بنائے۔ آمین

اس غم میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے تمام اساتذہ اور طلباء کرام برابر کے شریک ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مناظر اسلام علامہ محمد سعید احمد اسعد، فیصل آباد

حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ کا انتقال عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنی پوری زندگی جس اخلاص اور محنت کے ساتھ خدمت دین متین کی ہے اس کے فرات بالکل واضح اور عیاں ہیں۔ علوم اسلامیہ کی اشاعت، مدارس کا قیام اور اس کے لئے محنت یہ ان کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔

ہمیشہ ان کی گفتگو میں موضوع ہوتا اور جب کسی عالم دین کو اچھی طرح دین کا کام کرتے دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اگر کسی کاہلی اور سستی دیکھتے تو سرزنش کرتے اور اس بارے میں ذرہ برابر لحاظ نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمادے اور ان کے لگائے ہوئے پودوں کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے اور ان کے صدقات جاریہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سید وجاہت رسول قادری، صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ رحمت واسعہ کی ذات گرامی علماء میں ایک چراغ سی تھی جنہوں نے اس دور انتلاء میں علمائے اسلاف کے کردار کی جھلک دکھائی اور ان بزرگوں کی یاد تازہ کر دی، انہوں نے جذبہ عشق صادق کے ساتھ علم نافع کے فانوس کو منور کیا ان شاء اللہ تا صبح قیامت ان کے قائم کردہ دار العلوم سے علم و حکمت کے چراغ سے چراغ جلتے رہیں گے۔

ان کا دوسرا کارنامہ فتاویٰ رضویہ کی ۲۶ جلدوں میں اشاعت ہے جو تا قیامت اہلسنت پر بہت بڑا احسان ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ سے عقیدت و محبت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پاک پر تا حشر رحمت ورضوان کی بارش فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری آستانہ عالیہ شرقپور شریف

مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کا وصال فرما جانا اہلسنت کے لئے عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے جو تادیر پورا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے

☆☆☆☆☆☆☆

میاں سعید احمد شرقپوری سابق ایم۔ پی۔ اے

مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی منفرد الشان استاد اعلیٰ ترین دانشور اور اچھی سیاسی بصیرت بھی رکھتے تھے۔ مفتی عبدالقیوم نے علم دین پھیلا کر حضور کی سنت پر عمل کیا انہیں اللہ رسول سے بڑی محبت تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی، ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی

ایسی عظیم شخصیت تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی مستعار علوم دینیہ و اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں بسر کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ فرد واحد بھی اپنے سچے جذبے کے ساتھ کا خلوص وللہیت کے ساتھ اور حضور اکرم نور مجسم باعث کون و مکان کی سنت پر عمل پیرا ہو دین اسلام کی خدمت کرنا چاہے تو نہ صرف خالق کائنات اسباب ظاہری مہیا فرماتا ہے بلکہ اس کو ایسے رفقاء اور ساتھی بھی عطا فرماتا ہے جو اس کے مشن کو جاری و ساری رکھتے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ خالق کائنات نے تلامذہ کی شکل میں آپ کو ایسے رفیق عطا فرمائے ہیں جو آپ کی لگائے ہوئے گلستان و چمنستان علم" جامعہ نظامیہ رضویہ" کی نہ صرف آبیاری کرتے رہیں گے بلکہ اس ادارے کے تمام شعبہ جات کو بام عروج پر پہنچا کر مفتی اعظم محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل اور سعی پیہم کی جیتی جاگتی تصویر تھی، جو تمام وابستگان اور متعلقین کے لئے باعث تقلید ہے۔

خالق ارض وسما حضور اکرم ﷺ کے صدقہ جلیلہ ووسیلہ سے ہم کنار فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ ریاض الحسن قادری (دربار حضرت سلطان باہو)

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ جہاں ہزاروں علماء کے استاذ، کئی مشائخ کے استاذ پاکستان کے ایک بہت ہی بڑے جامعہ کی خدمت ساری زندگی کے کردار وعمل کا ایک پیکر تھے۔ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے دنیا میں اچھائی اور مشہوری کے سارے راستے ملتے ہیں دین کی تمام زندگی خدمت کرتے رہے۔ اس دور کے بہت بڑے حق گو صاحب کردار عالم دین تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ملت کے ولی کامل تھے۔

آپ نے علامہ مفتی عبدالحکیم شرف جیسے باکردار عالم دین تیار کئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

حاجی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی (گوجرانوالہ)

فقیر بسلسلہ تعزیت استاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ حاضر ہوا۔ حضرت مرحوم کا وجود بہت قیمتی اور بہت بابرکت وجود تھا۔ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور انکی خدمات جلیلہ کی بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ کا بہترین جانشین بننا نصیب کرے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ سعد رفیق (ممبر قومی اسمبلی)

جناب مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ مرحوم و مغفور لادینیت کی تاریکیوں میں دین کی شمع فروزاں تھے۔ ان کے گزر جانے سے رشد و ہدایت کا زریں باب تمام ہوا۔

خدائے بزرگ و برتر ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ ہمیں ان کے نقش پا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

سید فاروق شاہ سیالوی، ادارہ قمر الاسلام (برمنگھم UK)

قبلہ من حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا رحلت فرما جانا دنیائے اسلام کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے، علم دین متین کی تعلیم و اشاعت میں حضرت کی کاوشیں امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم منفعت تھی، اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت مفتی صاحب کو علو مرتبت عطا فرما کر اپنے قرب خاص سے نوازے اور دنیائے اہلسنت کو اس سانحہ پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نور محمد جرالی (امریکہ)

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی کی ذات ماضی اور حال کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتی تھی آپ اسلاف کی زندہ روایات کے امین تھے، دین متین کی تعلیمات کی ترویج کیلئے آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف ہوا ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہیں ہو سکے گا، اللہ رب العزت ان کے تعلیمی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

محمد ظفر اللہ شاہ نائب صدر حضرت سلطان باہو ٹرسٹ برطانیہ

دنیائے اہلسنت کے مربی، محسن، استاذ العلماء، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ یکتائے روزگار شخصیت تھے، علمی، تدریسی، تحقیقی، تنظیمی غرض ہر میدان میں آپ نے اہلسنت کی سرپرستی کی، جامعہ نظامیہ رضویہ آپ کی کاوشوں کا شاہکار ہے۔ اہلسنت کا ناقابل تلافی نقصان ہے بلکہ آج اہلسنت یتیم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد اکرم رضوی، شفیق حسین بخاری سیکرٹری زکوٰۃ عشر پنجاب لاہور

اخلاق احمد تارڑ سیکرٹری اوقاف۔ قیصر امین بٹ ایم پی اے

مفتی اعظم مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی ملت اسلامیہ کا گرانقدر اثاثہ تھے، آج وہ ہم میں نہیں مگر ان کے لگائے ہوئے بے شمار پودے تن آور درخت بن چکے ہیں۔ اور یہ عمل مزید جاری ہے۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے، علم کا نور پھیلتا ہے اور مفتی صاحب کا نام زندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ

میاں خالد حبیب الٰہی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، بشیر مینشن 2 ٹرنر روڈ لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ملتِ اسلامیہ خصوصاً سوادِ اعظم کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، حضرت مفتی اعظم باعمل اور باکردار عالم دین تھے، انہوں نے تحریک ختم نبوت تحریک نظامِ مصطفیٰ تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت اور عراقی عوام کے ساتھ یکجہتی اور امریکہ کے خلاف نفرت کے اظہار کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا۔

حضرت مفتی اعظم اتحادِ اہلسنت کے زبردست داعی تھے اور حالیہ دنوں میں اس سلسلہ میں سرگرم عمل بھی تھے، حضرت مفتی اعظم نے دینی تعلیم کے میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور متعدد مساجد کے علاوہ دو عظیم الشان ادارے جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے قائم کیے اور اس جواز کو ختم کر دیا کہ وسائل نہیں ہیں۔ انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں کام کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر کرم سے تعلیمی میدان میں اہلسنت کا لوہا منوایا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بزرگانِ دین کا تصرف بعد از وصال بھی جاری رہتا ہے جو کہ ان شاء اللہ جاری رہے گا۔

اب جامعہ نظامیہ رضویہ کی انتظامیہ کے لئے کڑا امتحان ہے کہ وہ حضرت کے تعلیمی معیار کو قائم رکھتے ہوئے ان کے قائم کردہ اداروں کو ترقی و توسیع ان کے مشن کو جاری رکھیں۔

سوادِ اعظم اہلسنت نے قبلہ مفتی صاحب کی صلاحیتوں اور خدمات کے اعتراف میں اس جماعت اہلسنت کی سپریم کونسل اور تنظیم المدارس کا چیئرمین منتخب کیا جو کہ آپ تاحیات رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے اداروں کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد عباس قادری سربراہ سنی تحریک

حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے اہلسنت میں ایک تنظیمی سوچ اور فکر عطا فرمائی۔ اس کے نقشِ قدم پر چلنا اہلسنت کو درپیش مسائل کا حل ہی ہے انہوں نے تنظیم، شریعت، طریقت اور تعلیم کے میدان میں عملی جدوجہد میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کی رحلت اہلسنت کا عظیم نقصان ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حاجی محمد حنیف طیب، صدر نظامِ مصطفیٰ پارٹی

مفتی اعظم پاکستان، علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، سربراہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، کے وصال پر جو علمی دنیا میں خلاء واقع ہوا ہے اس کا پُر ہونا تو ممکن نہیں ہے۔ البتہ ہم سب کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ دنیا میں ہر آنے والے کو جانا ضرور ہے لیکن جو عظیم شخصیت

☆ تنظیم المدارس اہلسنت جیسی عظیم تنظیم کو کامیابی سے چلائے۔

☆ جس نے فتاویٰ رضویہ پر علماء کے مشورے سے عملی کام کرا کے اس کو بہت خوبصورت انداز میں وقت کی ضرورت کے مطابق شائع کرائے۔

☆ جو ہر کارکن کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے۔

☆ جس نے ادارے قائم کرنے کی بہترین مثال قائم کی۔

اس کی یادگار ہمیشہ باقی رہے گی۔

اس درویش نے سرکاری حلقوں میں اہلسنت کی نمائندگی کی لیکن کبھی اہل سنت کی شان پر حرف نہیں آنے دیا۔ کبھی سرکاری مراعات پر نظر نہیں رکھی بلکہ ہمیشہ اپنا مؤقف پوری جرأت سے پیش کیا۔ انجمن طلباء اسلام پاکستان کے قیام کے سلسلے میں جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی۔

اسلام آباد میں تنظیم المدارس اہلسنت کے دفتر کے قیام کے لئے جب آپ وزارت

میں مجھے ملی ہوئی عارضی سرکاری کوٹھی میں تشریف لائے تو مجھے کام کی اہمیت بڑی محبت سے سمجھائی ،الحمد للہ وہاں کے دفتر کے لئے نامناسب جگہ کا انتظام ہوگیا۔

بہرحال، اب ان کے شاگردوں اور ان کے قریبی رفقاء پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حضرت کے مشن کے فروغ کے لئے کام کریں۔

موت اس کی ہے جس کا کرے زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

☆☆☆☆☆☆

میاں سلیم اللہ اویسی اسسٹنٹ ڈائریکٹر تحقیق و مطبوعات علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور

استاذی المکرم قبلہ مفتی اعظم ،عالمِ اسلام کی شخصیت ایک ایسے سایہ شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی تھی جو کہ اپنی خوشبو، مہک اور ثمر آفرین میں عہد ساز اور عہد آفرین تھی۔ علم و عمل اور اور اخلاص و وفا کا یہ پیکر مجسم ،عہد اسلاف کا زندہ تعارف تھا۔

دعا ہے کہ رب العزت ان کے روحانی و علمی فیوض و برکات کا یہ تسلسل عالمِ اسلام کے لئے بالعموم اور مسلک اہلسنت کے لئے بالخصوص قائم و دائم فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

محمد خالد حسن مجددی ، گوجرانوالہ

آفتاب علم عرفان آج غروب ہوا جس کی ضو سے بے پناہ لوگ مستفید ہوئے آج اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنت ادا کرتے ہوئے تہہ خاک جلوہ افروز ہوئے۔ تا دیر اہل علم میں یاد رہیں گے۔ اللہ کریم ان کی قبر کو منور فرمائے۔ موت العالِم موت العالَم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سید مصطفیٰ اشرف رضوی ناظم مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

حضرت مفتی اعظم پاکستان محمد عبدالقیوم ہزاروی اسلام کے عظیم مفسر اور محدث تھے ان کی خدمات کو تا قیامت عالم اسلام کو روشن و منور کرتی رہیں گی ۔ وہ مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات رحمہ اللہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب رحمہ اللہ کے نامور شاگرد تھے۔ ان کی اچانک رحلت اہلسنت کے لئے عظیم نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ درجات عطاء فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت صاحبزادہ سید محمد حسن شاہ گیلانی سجادہ نشین چک سادہ شریف گجرات

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بلاشبہ ایک عظیم عالم دین ہی نہیں بلکہ روحانیت کا سرچشمہ تھے۔ تمام زندگی باعمل اور تقویٰ سے گزاری۔ اللہ کریم ان کے لگائے پودے جامعہ نظامیہ رضویہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر آصف علی گیلانی سجادہ نشین شاہ قیم

مفتی صاحب کی رحلت عالم اسلام کے لئے بڑا دکھ ہے۔ روشن جنازہ بتا رہا ہے کہ مفتی صاحب کی وفات ایک دکھ اور افسوس کے سوا۔ ایسا سرمایہ چھوڑ گیا ہے جو ہمیشہ ملت اسلامیہ کا سرمایہ رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی غلام فرید ہزاروی، ممبر صوبائی اسمبلی گوجرانوالہ

بندہ ناچیز غلام فرید ہزاروی بڑی دیر سے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کو جانتا ہے۔ آپ کے پاس نظامیہ میں برادر حضرت علامہ محمد شریف صاحب تعلیم حاصل کرتے تھے، بندہ اس وقت جامعہ نعیمیہ میں استاذ العلام، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی صاحب مرحوم کے پاس پڑھتا تھا مگر کبھی کبھی بھائی سے ملنے جامعہ نظامیہ رضویہ جانے کا موقع

ملتا تو حضرت کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا بڑے پائے کے علامہ تھے، باکردار باعمل علماء میں سے تھے۔ مسلک کا درد سینے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، باخلاق با اخلاص خلوص کا پتلا تھے، اپنے دور میں اپنی مثال آپ تھے، اللہ تعالیٰ جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے، قبر کو منور فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اس خلاء کا پورا ہونا مشکل ترین امر ہے۔ باری تعالیٰ لواحقین واقارب کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ نبیہ الکریم ﷺ الی یوم الدین۔

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد عارف نوری، سبزہ زار لاہور

استاذ العلماء والفضلاء فخر المحدثین سند المفسرین مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نور اللہ مرقدہ امام رازی، امام غزالی، مولانا جامی کی روح انہیں کار فرما تھی۔ انہوں نے خدمات دین متین کا حق ادا کر دیا اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں مقام عطاء فرمائے تمام علماء اہلسنت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے امین

☆☆☆☆☆☆☆

محمد رفیق نوشاہی، صدر پنجاب نشنلائیز ڈ اسکولز ٹیچر ایسوسی ایشن لاہور

آپ مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب ایک انتہائی نیک دین دار مشہور مفتی، مدرس، محدث، محقق، اور عالم دین ہونے کے علاوہ پارسا، کم گو، نیک سیرت اور انتہائی بزرگ شخصیت تھے اللہ رب العزت ان کو اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے امین ثم امین

☆☆☆☆☆☆☆

قاری سید صداقت علی شاہ، لاہور

آج دنیائے اسلام بالعموم اور مسلک اہل سنت بالخصوص جس صدمے سے دو چار ہیں اس کا سبب سب پر آشکار ہے مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ ہم سب کو چھوڑ کر اس دار فانی سے چلے گئے مفتی صاحب بلاشک وشبہ اتحاد امت مسلمہ اور اتحاد اہل سنت کے داعی رہے تمام عمر اس مشن میں لگا دی کاش کہ ایسی دو شخصیات ہماری پاس ہوتیں تو اس طرح کا شیرازہ مسلک اہل سنت کا بکھرا ہوا ہے وہ کبھی نہ ہوتا مگر اب بھی ان کے جانے سے پہلے وہ خود ہی اتحاد مسلک اہل سنت کی شروعات بھی فرما گئے اور مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مفتی صاحب کے صدقے اور حضور کے تصدق سے اتحاد کی دولت سے سرفراز فرمائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد شفیع گولڑوی القادری، سیالکوٹ

فخر ملت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا خوبیوں ومحاسن کا مجموعہ تھی۔ مسلک اہلسنت وجماعت کے آپ سرپرست تھے، جرأت وشجاعت کے پیکر تھے اور اپنوں اور بیگانوں کے منہ پر کلمہ حق کہنا ان کی عظیم مجاہدانہ صفت تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ نے ہمارے مسلک کو عملاً سہارا دیا تنظیم المدارس کے قیام اور اس کی بقاء کے لئے آپ نے انتھک کوشش فرمائی۔ منصب نظامت پر سالہا سال کام کیا اور آخر میں اپنی قائم کردہ تنظیم کو صدارت کا اعزاز بخشا۔ تدریس، تقریر، تحریر، ہر میدان میں آپ نے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔

ماضی قریب میں آپ نے حکومت کیساتھ مذاکرات میں نہایت عزت اور پوری قوت وشدت سے ڈٹ کر بات کی، باطل پرست کو منہ پر باطل کہتے اور حکومت کو باور کرایا اور ثابت فرمایا کہ یہی لوگ فسادی ہیں ہم نے تو ہمیشہ امن وآشتی کو فروغ دیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ حق کے چراغ جلائے۔

الغرض علم وعمل کا یہ آفتاب ہم سے اوجھل ہوا ہے لیکن اس کی روشنی ہمیشہ باقی رہے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ سید خضر حسین چشتی، صدر جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ پنجاب

حضرت علامہ قبلہ استاذ العلماء مولانا محمد عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم دین، بہترین استاذ اور جماعتِ اہلسنت پاکستان کے پُر وقار قائد تھے۔ ان کے وصال سے جماعت اہل سنت کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

محمد اظہر لودھی، پاکستان ٹیلی وژن اسلام آباد

حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا اس فانی دنیا سے چلے جانا عالم اسلام کا عظیم نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

علامہ صادق عباس، جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

عالم باعمل، داعی اتحاد بین المسلمین حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی کی وفات حسرت آیات پر عالم اسلام ایک عظیم علمی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے، میں یہ دعا کرتا ہوں کہ دین مبین اسلام کیلئے ترویج واشاعت کیلئے خداوند تعالیٰ ان کی زحمات کو قبول فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے مین تمام مسلمانوں کو بالخصوص جامعہ ھذا کے اساتذہ وطلاب کی خدمت میں تعزیت وتسلیت پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ موسیٰ بیگ، جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور

الحمد للہ الصلاۃ والسلام علی رسولہ

ہم علامہ عبدالقیوم ہزاروی مرحوم کی وفات پر تمام مسلمانان کو تعزیت وتسلیت پیش کرتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قاضی حسین احمد امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے پورے پاکستان کے علمی حلقے سوگوار ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی رحلت فرمانے کے باوجود یہ امر باعث تسکین ہے کہ وہ اپنے پیچھے روشن چراغ چھوڑ گئے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور لاکھوں، کروڑوں عوام کے دلوں کو اللہ کے نور اور حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا فیض پہنچا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقرب بندوں میں اچھی عزت کی جگہ میں رکھے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد عبدالمالک ممبر قومی اسمبلی (جماعتِ اسلامی)

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت آفتاب علم کی رحلت ہے، ان کی جدائی علماء، طلباء، دینی مدارس، دینی تنظیمات، عامۃ المسلمین کے لئے، انتہائی صدمہ اور سانحہ ہے۔

حضرت مفتی صاحب عالم ربانی تھے، علمی رسوخ، عملی استقامت اور حق گوئی جسن

صورت اور حسنِ سیرت ان کا امتیاز تھے۔

وہ پاکستان کے صف اول کے علماء میں نمایاں اور ممتاز مقام رکھتے تھے، انہوں نے اپنی زندگی علومِ دین کے فروغ اور حق گوئی اور دین کی سربلندی میں گزاردی۔ آج پاکستان کے مدارس کی رونق، آبادی، طلبہ اور علماء کی چہل پہل میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ اور مدارس اہل سنت ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔ یقیناً آج یہ مدارس ان کے غم میں اداس ہیں بلکہ پاکستان کی پوری ملتِ اسلامیہ ان کی جدائی کے غم میں سوگوار ہے۔ آج پورے پاکستان کے مسلمانوں میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ میرے لئے تو ان کی جدائی ایک قابل فخر بڑے بھائی کی جدائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی حسنات قبول فرمائے۔ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اپنے نیک بندوں کی معیت سے نوازے۔

علماء ربانیوں کے لئے جو مقام اللہ کے ہاں مقدر ہے اس سے انہیں سرفراز فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل سے نوازے۔ ان کے صاحبزادگان کو ان کا سچا جانشین بنادے خاندان، تلامذہ، احباب ورفقاء کو اپنے دین کی سربلندی کے لئے رواں دواں رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ مولانا ظہور احمد، منڈی بہاؤالدین

حضرت علامہ مفتی صاحب نہایت ہی شفیق تھے، اس لئے اس تنظیم کو جو مسلک اہل سنت وجماعت ہے اس کو اپنی زندگی میں پروان چڑھایا۔

☆☆☆☆☆☆☆

پیر سید طاہر سجاد زنجانی آستانہ عالیہ خانوہانی شریف

آج کا دن پر غم ہے، لاکھوں لوگ شامل ہیں بندہ بھی اپنی بخشش کے لئے حاضر ہے۔

☆☆☆☆☆☆

پروفیسر محمد احمد اعوان، صدر انجمن اساتذہ پاکستان صوبہ پنجاب

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ انجمن اساتذہ پاکستان کے محسن و مشفق تھے حضرت کے وصال مبارک سے انجمن اساتذہ پاکستان ایک عظیم سکالر محسن سے محروم ہوگئی، حضور کا صدقہ مفتی اعظم کے درجات کو بلند فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ حافظ محمد ظہیر، جہلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی شخصیت ہمارے مسلک اہل سنت اس طرح کی شخصیت سے آج محروم ہو چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

سید محمد عبدالغفور رضا قادری رضوی ریٹی گن روڈ، لاہور

حضرت استاذ العلماء مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی رحلت سے صرف اہلسنت ہی نہیں بلکہ عالم اسلام نہ صرف یتیم ہوگیا ہے بلکہ ایک عظیم عالم دین سے محروم ہوگیا ہے۔ آپ کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا صدیوں پُر نہ ہو سکے گا۔ رب تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد جمیل رضوی، شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ!

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اہلسنت وجماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وشیخوپورہ ان کی دینی خدمات کو تاقیامِ قیامت واضح کرتا

رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت کو مرکز تجلیات بنائے۔ احقر العباد

☆☆☆☆☆☆☆

قاضی ابو سعید محمد عبدالوحید سعیدی ہزاروی

فاضل تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ فاضل مدینہ منورہ یونیورسٹی، سعودی عرب فاضل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ حال خطیب پی او ایف مرکزی جامع مسجد واہ کینٹ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے فرمان!

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الآیہ

کی سچی پکی صادق و مصدوق مصداق تھے اور ہمیں اور اپنے لواحقین و متعلقین کی صورت میں قیامت تک رہیں گے۔

ایسا عالم باعمل اپنی زندگی میں میں نے مفتی صاحب سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ اپنے بھائیوں میں پیار و محبت اور صلہ رحمی ان پر اپنی حدود سے بھی آگے تھی۔ توکل علی اللہ مفتی صاحب کی فطرت عادت میں شامل تھی۔ طلباء کو فرماتے اللہ پر بھروسہ کر کے پتھر پر بھی بیٹھ جاؤ گے۔ تو دنیا و آخرت آپ کے لئے ہوگی اور میں ان کا چھوٹا بھائی اس سچائی پر گواہ ہوں۔

جو کچھ فرما دیتے وہ ہو کر رہتا، یہ بات میں نے ان کی موجودگی میں بھری مسجد اور نکاح کی تقریب میں بیان کی جس پر آپ مسکرا گئے اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

یہ مجلس گاؤں بلولیاں اپر تناول (ضلع مانسہرہ) میں وہی جب میں نے لوگوں سے سوال کیا کہ یارسول اللہ مسلمان کہیں گے یا کافر، تو لوگوں نے جواب دیا کہ مسلمان، میں نے چھ دفعہ دہرا کر کہا کہ کافر تو یارسول اللہ نہیں کہیں گے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ میری ان باتوں پر آنے تک ٹھاپڑا لگاتے رہے اور خوش ہوتے رہے اور فرمایا کہ یہ کس نے آپ کو سکھایا تو میں نے عرض کی۔ آپ نے۔ آپ بہت ہنسے اور فرمایا کہ بہت خوب؟۔

مفتی صاحب کے لئے اگر سب کچھ جو وہ تھے لکھوں تو مجھے تکلیف کرنے کی ضرورت

نہیں میں ان کی زندگی کی تعبیر میں صرف قرآن و سنت کو پیش کروں تو اتنا کافی ہے۔

قرآن و سنت کی عملی صورت! حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میری دعا یہ ہی ہے کہ: اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں جہانوں کو آپ کے نام فرما دے۔ آمین

آپ کے مشن کو اور آپ کے بچوں، اور طلباء و عزیز و اقارب کے ذریعہ قیامت تک قائم رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ احسان اللہ قادری، مانسہرہ

سیدی وسندی حضرت مفتی اعظم پاکستان کا سانحہ ارتحال نہ صرف ان کے تلامذہ، خاندان اور عقیدتمندوں کے لئے عظیم صدمہ ہے بلکہ ان کے انتقال پر سارا عالم اسلام سوگوار ہے

ان کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے، آپ نے اشاعت دین کے لئے ساری زندگی وقف فرمائی اور آخری وقت تک اس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

☆☆☆☆☆☆☆

قاضی سعید الرحمان قادری، چکری روڈ راولپنڈی

مفتی اعظم پاکستان ایک فرد نہیں ایک ملت تھے، ایک وقت نہیں ایک زمانہ تھے، آپ ملت اسلامیہ کی اس کشتی کے ملاح تھے، جسے کبھی تو محدث اعظم پاکستان سہارا دیتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجدیت و وہابیت کے طوفانوں میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ رہنمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے ملت اسلامیہ کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کو رہتی دنیا یاد رکھے گی، آپ نے ملت کے ہر محاذ پر کام کیا، اللہ آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اور آپ کی محنتوں کو قبولیت عطاء فرمائے۔ اور بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ابوالشریف فضل محمد جمالی دارالعلوم فیض محمدیہ گڑھی خیرو ضلع جیک آباد

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کا پر ہونا نظر نہیں آتا۔ آپ علیہ الرحمہ کے غم میں ع بکت العیون فی ہواک دما کے مطابق تمام مدارس اہلسنت اور مساجد میں صف غم بچھی ہوئی ہے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کے الفاظ ہر زبان پر جاری وساری ہیں۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون،،

ہر کہ آمد دریں جہان فانی　　　لاجرم رفت بملک ربانی

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، نائب ناظم مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

محسن اہل سنت مفتی اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر بڑا ملول ہوا قبلہ مفتی کی زندگی مسلک حق اہل سنت وجماعت کے لئے عملی جدوجہد سے عبارت تھی۔ آپ نے صرف جامعہ نظامیہ لاہور/شیخوپورہ کی صورت میں ہزاروں تشنگان کو سیراب نہیں کیا بلکہ تنظیم المدارس اہل سنت کے شاندار اور جاندار پلیٹ فارم سے ملک بھر کے دینی مدارس کی راہنمائی کر کے ملک وملت کی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ افتاء اور تحقیق کے میدان میں آپ کا کردار مثالی اور قابل تقلید ہے اہل علم اور طلب علم کی راہ کے مسافروں کی ہر موڑ پر حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ ان کے کارہائے نمایاں کی ایک طویل فہرست ہے۔

اس غم وکرب کی حالت میں قبلہ مفتی صاحب کے فراق کا احساس صرف آپ کے صاحبزادگان عزیز واقارب، مدرسین جامعہ نظامیہ اور آپ کے تلامذہ ہی کو نہیں بلکہ آج تمام اہل سنت اس غم میں شریک ہیں اور مفتی صاحب کے صاحبزادگان اور جامعہ نظامیہ کے جملہ احباب تعزیت گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کو فردوس کے بالاخانوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر انوار الحق بندیالوی

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ عظیم علمی شخصیت تھے ان کی ملکی، ملی، مذہبی اور سماجی خدمات تاعمر یادرہیں گی۔ انکے پایہ کے علماء ہمارے درمیان کم رہ گئے ہیں وہ ہر اعتبار سے اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔ اہل سنت وجماعت، مسلک امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی کا عظیم مینار اور پہچان تھے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کو اپنی شبانہ روز مساعی جمیلہ سے ایک مرکزی ادارہ کی حیثیت دلوائی

ان کے ہزاروں شاگرد پوری دنیا میں رسول خدا ﷺ کے دین مبین کی خدمت کر رہے ہیں اور اس کا اجر وثواب قیامت تک حضرت قبلہ مفتی صاحب کو ملتا رہے گا اور انکے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

استاذ العلماء پیر طریقت علامہ محمد عبدالحق بندیالوی (مہتمم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف) نے جونہی مفتی صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سنی تو اس قدر پریشان ہوئے کہ کم از کم میں نے زندگی میں کبھی انہیں اتنا پریشان نہیں دیکھا۔ سرد آہ کھینچی اور فرمایا "اہل سنت کے سر سے ایک بلند پایہ باعمل عالم دین کا سایہ اٹھ گیا۔ مفتی صاحب جیسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے" ان کی خدمات کا بڑی دیر تک تذکرہ فرماتے رہے۔ فوراً مفتی صاحب کے ایصال ثواب کی محفل کے لئے طلباء کو حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار میں جگہ عنایت فرمائے پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اور انکے تلامذہ واولاد کو ان کے عظیم مشن کی خدمت دین کی مزید توفیق رفیق بخشے آمین۔

میں آج جامعہ نظامیہ رضویہ حاضر ہوا تو طلباء مدرسین کثیر تعداد میں دیکھے تو بار بار یہ میرے شعر ذہن میں گونجا:

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی ہے جو تہہ مزار چلا گیا

☆☆☆☆☆☆

علامہ مفتی محمد عبدالحلیم (جامعہ نعیمیہ لاہور)

حضرت علامہ مفتی پاکستان مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ عالم اسلام کی عظیم شخصیت تھے۔ دینی خدمات ان کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جامعہ نظامیہ کی تاسیس۔ اب تک قریب سے ان کی شخصیت کو دیکھنے کا موقع ملا۔ ایسی شخصیتیں مدت مدید کے بعد ہی پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ آپکو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ عزیز و اقارب اور جامعہ کے متعلقین کو اس صدمہ کو برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

انجینئر محمد سلیم اللہ خاں (صدر جمعیت علمائے پاکستان)

مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کا اس عالم سے کوچ کر جانا موت العالم کے مصداق ہے لاہور کا ایک مینارہ علم ہم سے رخصت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

محمد اقبال اظہری (شجاع آباد، ملتان)

اللہ تعالیٰ کے عظیم بندے اور پیارے رسول ﷺ کے محبوب امتی جلیل القدر ممتاز اور باعمل عالم دین استاذ العلماء زبدۃ الصلحاء، عمدۃ الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات سے بیحد قلبی صدمہ ہوا ہے، آپ میں مومن کامل اور مرد صالح کی جملہ صفات موجود تھیں، علم دین کی اشاعت اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کی حفاظت کے لئے اپنی زندگی وقف فرمائی ہوئی تھی، غرضیکہ آپ سواد اعظم کا عظیم سرمایہ تھے اتحاد اہل سنت کے لئے بہت درد رکھتے تھے ہمیشہ اپنے ملنے والوں کو تدریس اور دینی علوم کی اشاعت کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ کے انتقال پر ملال سے جو خلا ہوا ہے، اس کا پر ہونا محال ہے، میری دعا ہے کہ اللہ کریم جل شانہ بطفیل نبی کریم ﷺ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ علماء ومشائخ کو حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے عظیم دینی اور روحانی مرکز جامعہ نظامیہ رضویہ کو تا قیامت قائم رکھے اور صاحبزادگان والا شان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین

☆☆☆☆☆☆

قاری اللہ بخش نوری

حضرت علامہ ومولانا استاذ العلماء جناب قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہر لحاظ سے جامع تھی۔ ان کی علم وعمل میں جو خلوص تھا، محنت تھی اور لگن وہ کسی اور شخصیت میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆

محمد شریف سعیدی، بہاولنگر غفرلہ

حضرت قبلہ مولانا مفتی پاکستان استاذ العلماء محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ دین وملت کی عدیم المثال اور عظیم الشان خدمات سرانجام فرماتے ہوئے ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ کو واصل بحق ہوئے۔ اس قحط الرجال دور میں آپ کی ذات گرامی پر اہل اسلام کی نظریں مرکوز تھیں۔

آپ کے انتقال پُر ملال پر بے حد صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆☆☆☆

حاجی عبدالمجید۔ اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور

نہایت لائق استاذ اور محسن استاذ ہمدرد اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اللہ

رب العزت ان کے صدقے ہم پر رحمت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حاجی محمد افضل۔ اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور

ساڑھے دس بجے مجھے انتقال کی اطلاع ملی تو عظیم دھچکا لگا، نہایت ہی ملنسار اخلاق کے مالک اور بہترین استاذ تھے آپ انسان کی شکل میں ایک فرشتہ تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

الشیخ محمد شوکت علی سیالوی، خانیوال

انا أقول عند هذه الصدمة العظيمة (ألهق صدمة وفاة سيدنا المفتي الاعظم باكستان الحضرة العلامة أستاذ الأساتذه الأعلام محمد عبدالقيوم القادری الهزاروی رحمة الله تعالىٰ عليه رحمةً واسعةً آمين) كما قال فقهاء عند وفاة سيدنا ابد وفيهم المتوفی ۹۶ھ لم يعرف خلفة مثله "أعلى الله درجاته فيحضرته. آمين. لقدعرفنا قدر الحيوة بفضله وحيوته العظيمة.

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد نصر اللہ جان ہزاروی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

استاذ العلماء مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کا وصال عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ آپ کے وصال کی وجہ سے اہلسنت وجماعت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا ناممکن ہے۔ آپ کو مسلک حق اہلسنت وجماعت کے ساتھ جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ کیونکہ کوئی بھی موقع ہو آپ کہیں بھی کسی بھی جگہ ہوں، کوئی مجلس ہو، کوئی بھی ملک ہو آپ کی گفتگو سے ہمیشہ دین اسلام کا درد واضح طور پر ہر کوئی محسوس کرتا تھا یقیناً ان کی رحلت اہل اسلام کے لئے ایک بڑا

صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مشن کو آگے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد عبد اللطیف (جامعہ نعیمیہ لاہور)

غمزدہ کیا لکھے جس پر قدرے اعتماد تھا وہ بھی جاتا رہا حضرت مولانا کی حیات مستعار تمام تر جد وجہد سے عبارت تھی۔ قلبا دعا ہے کہ حضرت کو اپنے اکابرین سے ملادے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر حافظ محمد شاہد حسین

(ڈویژنل کنوینئر سنی تحریک لاہور (رکن پنجاب کمیٹی، آف تھوری)

شجر رستوں سے کٹتے جا رہے ہیں
سائے سروں سے ہٹتے جا رہے ہیں

حضرت قبلہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ پاکستان ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی عظیم شخصیت تھے، آپ کی علمی وروحانی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہ کیا جا سکے گا، آپ کی اہل سنت کے لئے بے پناہ خدمات ہیں آپ کے وصال سے پیدا ہونے والا خلاء صدیاں بیت جانے پر بھی شاید پورا نہ ہو سکے۔

آپ عظیم عاشق رسول اور مسلک حق اہل سنت کے لئے تحفظ وبقا کے لئے دن رات کوشاں رہے، اللہ عزوجل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے آپ کے درجات بلند کرے اور ان کے وسیلہ سے کل بروز حشر ہماری بھی نجات فرمائے۔ انشاء اللہ

☆☆☆☆☆☆☆

عبدالحق ظفر چشتی (لاہور)

جہاں پاؤں کبھی ڈالے تھے اس نے　　　وہاں پانی سنہرا ہو گیا ہے

میرے مربی و محسن شیخ القرآن عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست پر استاذ المکرم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ خدائے حی وقیوم کے بندے نے مردہ اہل سنت میں زندگی کی راعنائیاں پیدا کیں، اور ملت اسلامیہ کی بہر نوع نہ صرف راہنمائی فرمائی بلکہ اسوۂ حسنہ کی بہترین مثال پیش فرمائی۔

تحریر، مدرسہ، جامعہ تحریر و تصنیف اور اعلیٰ حضرت کے فتاوی کے حوالہ سے ہر عمل قابل رشک، قابل تقلید اور باعث فخر ہے خدائے حی وقیوم ان اور ان کے علاوہ دیگر وہ امور جو زندگی بھر رضائے الٰہی کی خاطر آپ کرتے رہے، ان کا صدقہ اخروی زندگی میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆☆☆

عطا محمد گولڑوی (لاہور)

اما بعد: استاذ العلماء والفضلا جامع المعقولات والمنقولات سند المحققین عمدۃ المفسرین رئیس المتکلمین حضور مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی رحلت موت العالم موت العالم کی حقیقی مصداق ہے آپ کے وصال سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا بڑا مشکل نظر آتا ہے حضور قبلہ مفتی صاحب خشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے۔

حب رسالت مآب ﷺ کا دوسرا نام ہے مظہر فیضان غوثیت وحنفیت کا دوسرا نام ہے، فیضان اعلیٰ حضرت کا دوسرا نام ہے، فیضان مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات قادری کا دوسرا نام ہے۔ فیضان محدث اعظم پاکستان فیصل آبادی کا دوسرا نام ہے۔

آپ کی ذات گرامی میں تمام اوصاف حمیدہ تھیں جو عالم ربانی میں ہوتی ہیں، آپ کی

رحلت سے وہی خلاء پیدا ہو گیا ہے جو ایک عالم ربانی کی رحلت سے ہوتا ہے۔

اب ہم اہل سنت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور لگائے ہوئے باغات وعرفان مہکتے رہیں اور دنیا کو معطر کرتے رہیں۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی

حضرت استاذ العلماء مفتی محمد عبدالقیوم قادری قدس سرہ العزیز کی رحلت تمام عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ والیہ ہے، ہمارے تمام اکابر علماء ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں اور جو چلا جاتا ہے پھر اس کا کوئی بدل نہیں ملتا حضرت مفتی صاحب کی ملتِ اسلامیہ کے لئے بہت عظیم خدمات ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی اور شیخوپورہ تعمیر کر کے انہوں نے اہلسنت کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

تنظیم المدارس انہوں نے انتہائی اخلاص وجانفشانی کے ساتھ قائم کی۔ اگر وہ یہ تنظیم قائم نہ کرتے تو ہمارے پاس وفاق المدارس کا کوئی جواب نہ ہوتا اور احساس کمتری وندامت سے ہمارا سر جھکا رہتا۔ فتاوی رضویہ میں انہوں نے عربی عبارات کا ترجمہ کرایا، فقہی عبارات واحادیث کی تخریج کرائی یہ وہ منفرد کام ہے جس کو ہندوستان و پاکستان کے تمام وابستگان امام احمد رضا میں سے کوئی نہ کر سکا۔ اعلیٰ حضرت کے نام پر جلسے کرنا اور نعرے لگوانا تو بہت آسان کام ہے لیکن اپنے خون جگر سے ایسا تحقیقی کام منصہ شہود پر لانا بہت مشکل ہے۔

آپ کے تو وہ والدِ گرامی وشفیق استاذ تھے لیکن ہمارے لئے وہ بہت کچھ تھے، وہ اپنی ذات میں ایک بہت بڑا ادارہ تھے، وہ چلتے پھرتے لوگوں کو اہم مہمات پر لگا دیتے تھے، انہوں نے کتنے ہی مدارس بنوائے کتنی کتابیں تصنیف کرائیں، مجھے تو تذکرۃ المحدثین لکھنے کی طرف انہوں نے ہی متوجہ کیا تھا اور نہ جانے دین ومسلک کے کتنے کام انہوں نے کرائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اپنے والد کا جانشین بنائے اور جو کام وہ کرنا چاہتے تھے اللہ

تعالیٰ آپ کے ہاتھوں وہ کام مکمل کروائے۔ یہ کہنا تو ایک رسمی سی بات ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے حقیقت میں ایسی تاریخ ساز شخصیت پر صبر کرنا بہت مشکل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مفتی صاحب ایسا ولولہ اور مسلک کے لئے کام کرنے کی اور دین کی خدمت کرنے کی ایسی لگن اور دھن عطا فرمائے اور آپ کے ہاتھوں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچے۔ دارالعلوم نعیمیہ کے تمام اراکین، اساتذہ اور طلباء آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کے لئے عزم واستقامت کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ سید محمد محفوظ الحق چشتی، بورے والا ضلع وہاڑی

استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال صرف آپ کے لئے ہی نہیں پوری دنیائے سنیت کے لئے اعظم المصائب میں سے ہے۔

آپ کی خدمات دینیہ ارباب علم وفضیلت کے لئے مینارۂ نور ہیں۔ اہل اللہ تو دنیا سے سفر کرنے کے باوجود مٹتے نہیں، زندۂ جاوید رہتے ہیں لیکن علوم اسلامیہ کی عظیم درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ۔ تنظیم المدارس کا انعقاد اور مجدد مأۃ حاضرہ وسابقہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے حق وصداقت پر مبنی افکار کی اشاعت اور علی الخصوص فتاویٰ رضویہ کی اشاعت آپ کی وہ یادگاریں ہیں جنہیں ملتِ اہل سنت پر بلکہ دنیائے اسلام پر عظیم احسان کی صورت میں بھلایا نہیں جاسکتا۔ آپ کے ان فیوض وبرکات کو صدیوں تک یاد رکھا جائیگا۔

شک نہیں کہ حضرت مرحوم ومغفور کی پر عزم قیادت اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے جلیل القدر وعظیم المرتبت معلمین کرام کی پر خلوص اور باصلاحیت رفاقت اہل سنت کا بہت بڑا سرمایہ ہیں جو کہ حقیقت میں لائق تحسین وتقلید ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کو رجال اللہ کے مرتبۂ رفیعہ سے نوازے اور جنت الفردوس میں مجاہدین اسلام اور محافظین ناموس رسالت سید عالم ﷺ کی صف میں جگہ بخشے۔ پسماندگان بلکہ سب

اہل سنت کو صبر واجرِ عظیم سے نوازے...... اور جامعہ نظامیہ رضویہ سدابہار گلستان کی صورت میں مہکتا رہے اور بار آور رہے ان کی اولاد کو ان کی روحانی ایمانی امانتوں کا استحقاق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صاحبزادہ حامد رضا (وزیر ٹرانسپورٹ، عشر وزکوٰۃ)

حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ چیئرمین سپریم کونسل جماعت اہل سنت وصدر تنظیم المدارس پاکستان وناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شریف امت مسلمہ کے عظیم سرمایہ تھے، آپ نے ملک وملت کے لئے بے شمار خدمات انجام دیں، عالم اسلام آپ کا مرہونِ منت ہے۔ آپ نے دینی علوم کی اشاعت، اسلامی اقدار کے احیاء اور اعلیٰ حضرت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے ملتِ اسلامیہ کو بالعموم اور اہل سنت وجماعت کو بالخصوص ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ جب بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شریف جانے کا اتفاق ہوتا آپ بڑی شفقت ومحبت سے ملتے۔ مجھے فرماتے کہ تم میرے استاد صاحب کے صاحبزادے ہو پھر قبلہ والد گرامی استاذی المکرم استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا ذکر کرتے مجھے فرماتے کہ سب کاموں سے زیادہ ترجیح دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ کو دو جو کہ حضرت کا لگایا ہوا باغ ہے۔ اس کی طرف بھرپور توجہ دو۔

یہ قبلہ مفتی صاحب کی دین سے محبت اور دینی اداروں کے قیام کے لئے جذبہ تھا، آپ اپنے شاگردوں کو سرکاری نوکروں سے زیادہ دینی اداروں کے قیام کے لئے تلقین فرماتے۔

آپ نے جامعہ نظامیہ لاہور شریف اور شیخوپورہ میں جو دین کی شمع روشن کی ہوئی ہے اس کی روشنی شہر شہر نگر نگر پھیل رہی ہے۔ ان شاء اللہ رہتی دنیا تک ملت اسلامیہ ان اداروں سے فیض یاب رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کے فیضان کو جاری وساری رکھے اور آپ کے تلامذہ واحباب بالخصوص صاحبزادگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے اور آپ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابوسعید سید محمد حبیب الرحمٰن (قاضی محکمہ قضاء آزاد جموں وکشمیر)

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مفتی اعظم پاکستان، زیب مسند علوم وفنون، جامع معقول و منقول، حاوی اصول وفروع، شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قدس اللہ سرہ العزیز ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ وچیئرمین سپریم کونسل جماعت اہل سنت پاکستان وصدر تنظیم المدارس پاکستان کا سانحہ ارتحال عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان جیسے عالم دین کی موت موت العالِم موت العالَم اور آثار قیامت میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

ان اللہ یقبض العلم بقبض العلماء۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مسلک اہل سنت کے ترجمان اور افکار امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے امین اور حضرت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفضل سے مستنیر ماہتاب تھے۔

آسمان علم وعمل کا یہ ماہتاب اپنی پوری تابانی اور مکمل درخشندگی کے ساتھ ایک عالم کو منور کر رہا تھا، اور محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات کو دنیائے اہل سنت میں تقسیم فرما رہا تھا، مگر دیکھتے ہی دیکھتے آن کی آن میں حضرت مرحوم ہم سے جدا ہو گئے۔ آپ کی رحلت وہ حادثہ جانکاہ ہے، جس نے شہر سونے سونے اور بستیاں سنسان کردی ہیں، ہر جگہ سناٹا معلوم ہوتا ہے اور علم وفضل کا یہ ماہتاب کیا غروب ہوا کو دنیائے اسلام اور مذہب حقہ اہل سنت وجماعت میں صف ماتم بچھ گئی اور سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔

العین تدمع والقلب یحزن و ما نقول الا ما یرضی ربنا انا للہ وانا الیہ راجعون.

راقم الحروف کا حضرت موصوف کے ساتھ زمانہ طالب علمی سے تعلق رہا ہے حضرت امام اہل سنت ملک العلماء امام المتکلمین رئیس المحدثین، سند الفضلاء والاتقیاء سیدی وسندی محدث

اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ زمانہ طالب علمی سے لے کر جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃ ثانیہ اور امام المناظرین شیخ المناظرین، شیخ القرآن والحدیث ابوالحقائق حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ہزاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت اور پھر غزالی زمان رازی دوراں حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تنظیم المدارس کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن کی حیثیت سے کام کرنے کی سعادت اور حضرت مفتی صاحب کی ہم رکابی نصیب ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان کے مشن کے جامع وکامل مرقع تام تھے، آپ حضرت محدث اعظم پاکستان کے افکار ونظریات کے محافظ اور اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے صحیح نقیب تھے۔

آپ نے علوم دینیہ اور دین حنیف اور مسلک اہل سنت کے لئے بے مثال خدمات انجام دیں، اعلیٰ حضرت کی تصانیف بالخصوص فتاویٰ رضویہ کی جدید ترتیب وتدوین اور ترجمہ وتخریج کے ساتھ اشاعت آپ کے زریں اور اہم کارناموں میں سے ایک ہے۔ الغرض مرحوم کی دینی علمی ملی خدمات اور عالم اسلام کے لئے آپ کے کارہائے نمایاں تاریخ میں ہمیشہ درخشاں و تاباں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک، نبی الانبیاء، الذی کان نبیا وآدم بین الطین والماء علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثناء کے طفیل حضرت مفتی اعظم پاکستان قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادگان اور آپ کے جملہ تلامذہ ومتعلقین ومعتقدین کو اس حادثہ فاجعہ پر صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں حضرت کے مشن کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سردار محمد سیاب خان سپیکر قانون ساز اسمبلی آزاد جموں وکشمیر

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سن کر دکھ ہوا، مرحوم بانی ومہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، عالم اسلام کے عظیم مذہبی پیشوا تھے، آپ کی دینی وقومی خدمات ناقابل فراموش ہیں، آپ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، علوم دینیہ کے فروغ اور اتحاد بین المسلمین کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں، آپ کے

وصال سے عالمِ اسلام ایک عظیم عالم دین، دانشور اور قابل قدر شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے، جملہ پسماندگان کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہو اور لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

راجہ محمد عبدالقیوم خان وزیر خوراک آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ملتِ اسلامیہ کے عظیم مفتی اور محدث تھے، آپ نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، علوم اسلامیہ کے فروغ، اتحاد بین المسلمین کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ شیخوپورہ آپ کی عظیم یادگار ہیں، جہاں سے بے شمار حفاظ قراء، علماء علوم دینیہ سے مالا مال ہو کر اس وقت ملک و بیرون ملک اسلام کی خدمت کر رہے ہیں حضرت مرحوم عالم اسلام کے عظیم سرمایہ اور آسمان علم و عمل کے درخشندہ ستارہ تھے۔ ان کی وفات سے عالم اسلام ایک بلند پایہ محقق، سکالر، دینی راہنما و عظیم روحانی پیشوا سے محروم ہو گیا ہے، اس دور میں آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے اس سچے عاشق و محب کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان وتلامذہ کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی منصور الرحمان (وزیر جنگلات، اکلاس و سیاحت آزاد کشمیر، مظفر آباد)

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مرحوم کا تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ میں اہم کردار رہا ہے۔

آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو فروزاں رکھنے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد اور دینی مدارس کی بقاء کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ آپ ہی کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہیں، جہاں سے بے شمار رجال کار پیدا ہوئے ہیں، جو اس وقت دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی عالم اسلام کے عظیم سرمایہ اور علم و تقویٰ کے آفتاب و مہتاب تھے۔ جن سے ہزاروں ذرّے چمکے۔ آپ کا تعلق علمائے حق کے اس گروہ سے تھا جنہوں نے پاکستان بنانے میں اہم کردار ادا کیا، آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم مذہبی قائد و روحانی مقتداء سے محروم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین وتلامذہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کا حوصلہ و ہمت سے نوازے اور مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

قاضی محمد مظفر اقبال مصطفوی رضوی، چیئرمین سنی ایکشن کمیٹی، پاکستان

آج میں بڑے دکھی اور بوجھل دل کے ساتھ یہ چند سطور تعزیت و نصیحت آپ کو لکھ رہا ہوں، حضرت مولانا کا اچانک انتقال پُر ملال کوئی معمولی سانحہ نہیں، یہ ایک عظیم المیہ ہے، جس سے صرف آپ کو ہی نہیں بلکہ ہر شئی اپنے اپنے تعلقات کی بناء پر رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوا ہے۔ اس صدمہ کے اثرات تادیر قائم رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے سامنے کسے دم زدن کی مجال ہے؟ وہ اپنے کاموں کی حکمت خود ہی بہتر طور پر جانتا ہے کسی کی رسائی وہاں تک نہیں۔

وہ میرے دیرینہ ملکی، مسلکی و مشنی ساتھی تھے تحریکوں میں بھی، میں ان کے ہمسر رہا۔

انہوں نے از اول تا آخر منظم زندگی گزاری، بلکہ یوں کہا جائے تو بہت بہتر ہوگا کہ انہوں نے زندگی کے مقصد کو جان لیا، پہچان لیا، بلکہ پالیا، انہوں نے عزیم دینی خدمات کا اعزاز حاصل کر کے اپنی آخرت کو سنوار لیا۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل ان کی تمام مساعی جمیلہ محمودہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اعلیٰ علیین میں انہیں اعلیٰ انعام واکرام سے نوازے۔ آمین ان کی رحلت کے بعد ان تمام ذمہ داریوں کو "سپوت" بن کر بطریقِ احسن سرانجام دینا آپ پر بہت بڑا قرض ہے۔

اس وقت سب سے اہم ضرورت اور دولت اتفاق واتحاد کی ہے۔ جملہ برادران ودیگر خورد وکلاں آپس میں شیر وشکر اور متحد ومتفق رہیں اور اس دار الاتفاق میں کہیں بھی دراڑ نہ پڑنے دیں، بڑے چھوٹوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھیں اور چھوٹے بڑوں کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں، یہی سب سے بڑی طاقت وعزت ہے۔

ز　اتفاق　مگس　شہد　میشود　پیدا
خداچہ　لذت　شیریں　در　اتفاق　نہاد

☆☆☆☆☆☆☆

پیر مشتاق احمد الازہری، پرنسپل دار العلوم محمدیہ غوثیہ نواب کالونی سرگودھا

پیکر خلوص ومحبت، وارث علوم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وصال پر ملال پر صرف میں ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام اشکبار ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مشن پر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ قربان کرنے والی شخصیت جہاں اپنی ذات کی محرومی سے دوچار کر گئی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ ہزاروں بلکہ بالواسطہ لاکھوں اہل علم کا ایک جم غفیر پیدا کر کے جا رہے ہیں جن کی زبان سے قبلہ مفتی صاحب کا پیغام اسلام امت محمدیہ تک پہنچتا رہے گا۔ اور عاشقان دین مصطفیٰ کا یہ خوبصورت ہجوم امت مسلمہ کی تقدیر کو بدلنے میں انشاء اللہ موثر ہوگا اور آئندہ آنے والے وقت میں مفتی اعظم کا یہ حصہ بھرپور حصہ ہوگا۔ فقیر نے جب مصر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر سب سے پہلا ایم فل کا مقالہ تحریر کیا تو اس فقیر کی حوصلہ افزائی کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں خصوصی تقریب منعقد کروائی گئی اور جن خوب صورت الفاظ میں اس فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس فقیر کو چھ سال کے دوران آنے والی

ساری پریشانیاں ختم ہوگئیں اور یہ حوصلہ افزا کلمات آخری سانس تک فقیر یاد رکھے گا۔ حقیقت میں ایسی روحانی شخصیات کے اس خوبصورت پیار کی وجہ سے گلشن اسلام میں بہار رہتی ہے۔

مولا کریم اپنے محبوب کریم کے صدقے اہل سنت وجماعت اور دینی خدمات کے بدلے مفتی صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

صاحبزادہ پیر محمد اقبال ہمدمی ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ حنفیہ چھانگا مانگا

حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علم دینی اور روحانی کا عظیم بحر بے کراں تھے ان کی اس دار فانی سے رحلت سے اہل سنت کو عظیم نقصان ہوا اس کی تلافی ناممکن ہے۔ دعا ہے کہ خدا ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے صاحبزادگان اور تلامذہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمد نصیر الدین نوری جامعہ نوریہ تعلیم القرآن وٹہ الہ دیال شاہ، شاہدرہ

استاذ العلماء مفتی اعظم شمس العلماء فخر اہل سنت حضرت علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ آپ اہل سنت وجماعت کے عظیم سپوت اور جماعت اہل سنت کے عظیم علمی روحانی شخصیت تھے ان کے وصال سے علمی اور روحانی میدان میں جو کمی واقع ہوئی ہے۔

وہ ہزاروں سال میں پوری ہونا ناممکن ہے اور ایسی عظیم شخصیات کی کمی بے حد محسوس کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کے مزار پر انوار پر لاکھوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے دینی علمی مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

سیٹھ محمد بخش، ننکانہ ضلع شیخوپورہ

زندگی انسان کی ہے مانند مرغ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا کوئی دم، چہچہایا، اڑ گیا

زندگی کی شاخ کتنی نازک ہے لیکن یہ ثمر آور اور بار برو ہونے کی بناء پر دائم وقائم رہتی ہے اور اپنے خلوص، عمل اور جہد مسلسل سے تادیر یاد تازہ رکھتی ہے اور اس سے ایک زمانہ فیض یاب ہوتا ہے۔ قبلہ مفتی عبدالقیوم صاحب کی ذات ستودہ صفات ہمہ تن اخلاص واخلاق کا مرقع تھی جس سے زمانہ فیض یاب ہوا اور ان کے علمی کارناموں اور دینی کاوشوں سے سارا عالم اسلام مستفید ہوتا رہے گا۔ اور ان کا فیض اور سرچشمہ اخلاص وعمل ہمیشہ یاد رہیگا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ انکی موت، عالم کی موت ہے۔ لیکن اس میدان میں ہر کوئی بے بس ولاچار ہے۔ ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمد شریف جمالی، جیکب آباد، سکھر

ثبات نے ندارد جہاں اے پسر
بغفلت مبر عمر مردے بسر

موت العالم موت العالم، حضور قبلہ مربی ومرشدی استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب، سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ'' اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف راہسفر اختیار کرنا یہ ایک ایسا خلاء ہے جس کا ہزاروں سالوں میں بھی تلافی ناممکن ہے۔ یوں سمجھئے کہ حضور کے دم سے پورا پاکستان علوم البلاد ہے، اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس)

☆☆☆☆☆☆☆

علامہ عبدالخالق صدیقی، باغبانپورہ لاہور

مفتی اعظم پاکستان کے ساتھ میں نے کافی وقت گزارا ہے آپ سے متقی پرہیزگار کم دیکھے۔ میرے ساتھ لیبیا میں سفر گزارا مالٹا میں سوئٹزر لینڈ میں بھی۔

مولانا محمد واحد بخش سعیدی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

آپ کو علوم حدیث پر پوری دسترس حاصل تھی۔ اور آپ کو خداوند تعالیٰ نے جو علمی ملکہ عطا فرمایا تھا شاید پوری دنیا کے علماء کو نصیب نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا صوفی غلام سرور قادری، مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور

جس سے بہار تھی وہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور تنہا بے سروساماں چھوڑ کر چل بسے مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال نے پورے جہاں کو غم سے نڈھال کر دیا ہے۔

قاری محمد اسلم نقشبندی خطیب جامع مسجد لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے عبارت تھی وہ آسمان علم کا درخشاں ستارہ تھے، جامع معقول ومنقول تھے، دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وشیخوپورہ ان کی علمی یادگار ہے۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان ان کا تنظیمی شاہکار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد یعقوب رضوی، ناظم اعلیٰ اسلامک سنٹر، گجرات

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ کے وصال سے مجلس علم وعمل ویران سی ہوگئی ہے

تعالیٰ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ کے درجات کو بلند تر فرمائے۔ ورثاء کے صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ اہلسنت کا یہ نقصان ایک عرصہ تک پورا نہ ہو سکے گا فقیر اس غم میں شریک ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد طاہر سیالوی شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی

ہمارے مربی و محسن بے پناہ مشفق، راہنما نڈر، مدرس گیر اور نجانے کن کن خوبیوں کے مالک نہایت ہی محبت فرمانے والے ہر شاگرد کے کام پر نظر رکھنے والے تدریسی معاملات پر کسی بھی اہم میٹنگ کو ترجیح نہ دینے والے جامعات کے ہر ناظم کو اپنی نظر میں رکھنے والے رضویت کا درد بلکہ پاس رکھنے والے استاذ گرامی جس طرح عظیم شاگرد تھی اسی طرح عظیم شاگرد تھے اسی طرح عظیم استاذ بھی تھے۔

اپنے استاذ گرامی سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جو شاگرد آپ سے زانوئے تلمذ طے کرتا آپ کا گرویدہ و دیوانہ ہو جاتا اور اس بات پر فخر کرتا کئی لڑکے ایسے بھی ہیں جو آپ سے اسباق تو نہ پڑھ سکے مگر آپکے تدریسی انداز سے واقفیت رکھتے تھے انکو اس عظیم سانحہ ارحال پر دوہرے غم میں مبتلا دیکھا بہذا اگر مدرسہ میں آنے سے پہلے یہ ضرور سوچتا تھا کہ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ مصروفیات کے بارے پوچھیں گے تو کیا جواب ہوگا یہ شخص یہی سوچتا تھا کہ قبلہ مفتی صاحب کی مجھ پر نظر ہے مفتی صاحب کے چلے جانے سے جس طرح سنیت کے نظم کو دھچکا لگا ہے مجھ جیسے ناکارہ لوگ بھی بے لگام ہو جائیں گے تدریسی عمل میں مفتی صاحب کا ڈر کم ہو جانے کے خوف کو دور کرنے کیلئے اپنے روحانی باپ کو اپنا پیشوا بنا کر ہم اپنا غم غلط کر سکتے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کا روحانی سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور انکا فیض جاری فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

مولانا نثار احمد شاکر، مدرس جامعہ عربیہ حنفیہ چھانگا مانگا

حضرت قبلہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک مجسمہ تنظیم و تحریک تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یہ استقامت کا پہاڑ علوم دینیہ کا کوہ گراں، مجسمہ شرافت و کرامت پیکر شفقت و محبت اچانک یہ علم کا سورج ہم سے چھپ گیا اللہ تعالیٰ نعم البدل ہم کو عطا فرمادے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حافظ سجاد احمد ہریالوی، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ

میرے استاذی المکرم حضرت مفتی اعظم پاکستان عاشق رسول حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ ایک عظیم عالم دین تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں انکے شاگرد وطن عزیز میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں خدمت دین متین سرانجام دے رہے ہیں۔

ان کے چلے جانے سے اہل سنت یتیم ہو گئے ہیں۔ خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ اللہ کریم ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماتے۔ آمین

لحد میں عشق محمد کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمد صدیق سعیدی، چکری شریف، راولپنڈی

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلک اہلسنت کا وہ پرچار کیا کہ دور حاضر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت و ترویج کے لئے دو عظیم گلستان جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور / شیخوپورہ کی صورت میں دنیائے اہلسنت کو مرحمت فرمائے

،انشاءاللہ وہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے اور تشنگان علم ان سے سیراب ہوتے رہیں گے۔

قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہائی مشفق انسان تھے، آپ کی ذات تعصب اور بے جا مخالفت کی بو سے منزہ و مبرا تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مرقد انور پر باران رحمت کا نزول فرمائے۔ آمین

میرے حوصلوں کو بڑھانے والا کوئی اور بھی مل جائے شائد
لاؤں مگر کہاں سے تیرے جیسا مخلص راہنما

حافظ افتخار احمد جٹ، لاہور

مفتی اعظم پاکستان ہمارے استاد ہی نہیں تھے بلکہ بڑے مشفق اور مہربان بھی تھے، ان کے وصال فرمانے سے ہم ایک شفیق اور مہربان سے محروم ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمد رضاء الحق، لاہور

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشفق اور مونس اور غمخوار انسان تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حافظ محمد شہزاد ہاشمی، لائبریرین جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ایک فرد واحد کا نام نہیں ایک انجمن، اور ایک تحریک کا نام ہے اسی طرح آپ کی موت بھی فرد واحد کی موت نہیں بلکہ موت العالم موت العالم کے مطابق ایک جہان کی موت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ علیہ

کے وصال پُر ملال پر

اندرون وبیرون ممالک سے

موصول ہونے والے تعزیتی خطوط

وی اوی و گریہ می آید مرا
ساعتے بانشیں . کرباراں بگورد

شہزادہ گرامی منزلت زید مجدہ

السلام علیکم ! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر کو معلوم نہ تھا، آپ سے تعارف نہ تھا، محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب نے بتایا تو معلوم ہوا سخت قلق ہوا کہ ابتک آپ کی تعزیت نہ کرسکا، ضعف وعلالت کی وجہ سے حاضر بھی نہ ہوسکا۔

آپ کے والد ماجد کی اچانک مفارقت ہم سب کے لئے سوہان روح ہے۔ حیف۔

زخم وہ دل پہ لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپا لیں تو چھپائے نہ چھپے

وہ پیکر اخلاق تھے، وہ عمل پر یقین رکھتے تھے، نمود وریا سے بیزار تھے، وہ ایسے متحرک تھے کہ ایسا متحرک کوئی عالم نہ دیکھا، وہ پیکرِ حیات تھے، وہ ہم سب کے لئے باعثِ افتخار تھے تحریر وتصنیف، تدریس وتقریر، تعمیر وتزئین اور انتظام وانصرام میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے، ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

ان کا اٹھ جانا جہاں کا اٹھ جانا ہے، ہر آنکھ اشکبار، ہر سینہ داغدار، وہ یہاں سے چلے گئے مگر وہاں اسی عیش وآرام میں ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا...... جہاں نہ غم ہے نہ خوف، خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔

وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون.

اللہ نے اپنے بندوں کو تنہا نہ چھوڑا، وہ خود ساتھ ساتھ ہے، اس کے محافظ فرشتے ساتھ ساتھ ہیں، اس کی معیت ہوتے ہوئے پھر مفارقت کا کیا غم !...... مصائب وآلام توجہ الی اللہ کا اہم وسیلہ ہیں، مصائب وآلام سے انسان اللہ کے قریب ہو جاتا ہے، یہ دولت اللہ نے اپنے محبوبوں کو عطا فرمائی، جو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کو سب سے زیادہ عطا فرمائی، اس لئے یہ سینہ سے

لگانے کے قابل ہے۔ حضرات اہل اللہ کو انعام سے زیادہ ایلام میں لذت ملتی ہے کہ یہ شائبہ حظ نفس سے خالی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رکھے۔ آمین!

فقیر کی طرف سے والدہ محترمہ مدظلہا، برادران وہمشیرگان، تمام متعلقین اور محبین سے دلی تعزیت کردیں۔ فقیر آپ سب کے غم میں برابر کا شریک ہے بلکہ یہ غم تو فقیر کا اپنا غم ہے، حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ رہ رہ کر یاد آرہے ہیں۔

دم لیا تھا نہ قیامت نے ھنوز
پھر تیرا وقت سفر یاد آیا

مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے جوار اقدس میں مقام رفیع عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر واستقامت۔ آمین! سب کی خدمت میں سلام پیش کردیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

ادارہ مسعودیہ کراچی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بملاحظہ گرامی مکرمی مولانا محمد منشا تابش قصوری زید مجدہ

مکرمی زید عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نہ پیوستم دریں بستاں سرا دل
زبند این و آں آزادہ رفتم

چو باد صبح گردیدم دمے چند
گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

مفتی صاحب ہم میں نہیں مگر وہ ہماری آنکھوں میں ہیں، ہمارے خیالوں میں ہیں، ہمارے دلوں میں ہیں، ہماری یادوں میں ہیں۔

خیالك فی عینی و ذکرك فی فمی
و حبك فی قلبی فکیف تغیب

وہ پیکر حیات تھے، ان کو دیکھ کر حوصلے بڑھتے تھے، ہمتیں بلند ہوتی تھیں ...... وہ تھوڑے وقت میں بہت کچھ کر گئے، بہت سے سبق دے گئے ...... ان کے نشانِ قدم ستاروں کی طرح اندھیروں میں راہیں دکھاتے رہیں گے، وہ علم و دانش کا آسمان تھے، وہ حوصلوں کا ماہتاب تھے۔ وہ ہمتوں کا آفتاب تھے، وہ بڑھاپے میں جوانوں کے لئے نشانِ راہ تھے، ان کو دیکھ کر بڑھاپا نہیں جوانی یاد آتی تھی ...... ان کی جدائی کا غم نہ معلوم کب تک رلاتا رہے گا ......

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو
رونا ہے یہ کوئی ہنسی نہیں ہے

وہ رہ رہ کر یاد آرہے ہیں، رہ رہ کر یادوں کے چراغ جل رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے، ان کی خدمات کو قبول فرما کر بلندیاں عطا فرمائے اور ہم سب غمزدوں کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ آمین دعاؤں میں یاد رکھیں، حاضرین مجلس کو سلام کہہ دیں سب اساتذہ کرام اور طلبہ کو سلام کہہ دیں اور فقیر دلی تعزیت اور سلام پیش کرتا ہے۔ فقط والسلام

ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارہ مسعودیہ کراچی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم و مکرم زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مفتی صاحب کی اچانک جدائی سے اہل سنت پر ایک قیامت گزر گئی،

انا للہ وانا الیہ راجعون.

یہ فرد یا افراد کا غم نہیں یہ جماعت کا غم ہے، کون کس کے غم میں شریک ہو، کون کس کے سامنے آنسو بہائے کہ سب ہی اشکبار ہیں۔

آئے بھی اور گئے بھی دل بھی وہ لے کر غمگین
ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

خالق و مالک مارتا بھی ہے جلاتا بھی ہے ...... ہنساتا بھی ہے، رُلاتا بھی ہے ...... غم والم میں بھی اس کا انعام ہے ...... یہ غم برداشت کے قابل نہ تھا ...... اس کا کرم ہے کہ غم دیا اور غم کے ساتھ ساتھ قوتِ برداشت بھی دی۔

تیرا کرم کہ تو نے دیا دل کا دکھا دیا

مفتی صاحب سراپا عمل تھے، وہ اسلاف کے لئے باعثِ افتخار اور اخلاف کے لئے شمع فروزاں تھے ...... اللہ کرے شمع جلتی رہے، روشنی پھیلتی رہے ...... اندھیروں میں اجالا ہوتا رہے۔ آمین

فقیر کی طرف سے مفتی صاحب کی اولاد امجاد، اساتذہ کرام اور وہ طلبہ جو اشک بار و سینہ فگار ہیں سب کی دلی تعزیت فرمادیں۔ مولیٰ تعالیٰ مفتی صاحب کو اپنے مقام قرب میں بلند سے بلند درجے عطا فرمائے اور سب محبین و مخلصین و متعلقین کو صبر و استقامت ارزانی فرمائے ...... آمین

مولائے کریم ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رکھے اور صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے آمین، صبر کا کتنا عظیم اجر عطا فرمایا، اپنی معیت کی خوشخبری سنائی۔ بے شک وہ ہمارے ساتھ ہے، جہاں ہم ہیں، وہ ہمارے ساتھ ہے، اپنے کرم سے ہم کو تنہا رکھا ہی نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ احساسِ معیت سے دلوں کو بیدار رکھے۔ آمین!

وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں
جب ہمارا پتہ نہیں ہوتا

دعاؤں میں یاد رکھیں، اپنی یادوں سے مفتی صاحب کی یاد کو تازہ رکھیں، تمام اساتذہ کرام اور حاضرین مجلس کو فقیر کا سلام کریں۔

فقط والسلام: شریکِ غم

ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی)

محترم ومکرم مزید مجدھم ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

لاہور سے ایک عزیز نے فون پر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی خبر دی ...... دل رنج وغم میں ڈوب گیا ...... یقین نہ ہوتا تھا ...... سیدی استاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی زبانی بھی سنا تو یقین ہوا ...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہیں ...... حضرت مفتی صاحب کی اچانک مفارقت ایک عظیم المیہ ہے، رب کائنات درجات عالیہ عطا فرمائے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

اہل سنت پر مرحوم کے بڑے ہی احسانات ہیں۔ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مشن سے تو سرفروشانہ لگاؤ تھا اور اسی مشن کی تکمیل میں آپ نے جان بھی دے دی۔

۲۴/اگست سن ۲۰۰۳ء کو آپ کا گرامی نامہ فقیر کے نام موصول ہوا۔ ساتھ میں ایک استفتاء کا جواب بھی تحریر ہے۔ نامعلوم یہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا آخری مکتوب اور آخری فتویٰ ہوا ...... فقیر پر بڑا کرم فرماتے تھے، فقیر بھی ان سے برابر مراسلت رکھتا تھا ...... دوران تصنیف و تالیف پیش آنے والے اشکال پر آپ ہی سے رجوع کرتا اور بعض امور پر استفتاء بنا کر فتویٰ بھی حاصل کرتا۔

فقیر رات کو مدرسہ تعلیم القرآن فیض رضا ناظم آباد کراچی میں اعزازی مدرس کی حیثیت سے تعلیمِ بالغاں کے طور پر احباب کو قرآن کریم اور علوم اسلامیہ پڑھاتا ہے، خبر ملتے ہی تدریس روک کر قرآن خوانی شروع کر دی گئی، پھر تین دن کی تعطیل کا اعلان کر دیا گیا، صبح فقیر حضرت مسعود ملت مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اظہار افسوس کیا۔ حضرت مسعود ملت نے فرمایا کہ مفتی صاحب کا جانا اہل سنت کا ایک بڑا نقصان ہے وہ بہت عظیم کام کر رہے تھے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ علم پرور شخصیت کے مالک تھے، وہ علماء وطلبہ سب پر شفقت فرماتے تحریری و تصنیفی کام کرنے والوں کو سبقت دیتے، خصوصی توجہ اور برابر حوصلہ افزائی

فرماتے خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے کسی بھی تصنیفی و تحقیقی کام پر بے حد خوشی کا اظہار فرماتے اور مزید کام کرنے کی لگن اور جذبہ پیدا کر دیتے تھے، اسی نسبت سے فقیر پر بھی بڑا کرم فرماتے تھے۔

جب جدید فارسی سیکھنے کی غرض سے فقیر نے خانہ فرہنگ ایران میں داخلہ لیا اور قبلہ مفتی صاحب کو دعا کے لئے عریضہ لکھا اور ساتھ ہی ایک خواہش کا اظہار کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور تحریر فرمایا کہ ضرورت کے لئے غیر مسلم سے زبان سیکھنا جائز ہے .... ابھی تک میرے علم میں نہیں کہ کسی نے کنز الایمان کا ترجمہ فارسی میں کیا ہو یا کر رہا ہو ...

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا ہر مکتوب ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا کرتا تھا کسی نے فقیر سے متعلق تنقیدی خط برو جہ شر بنا کر ملک بھر میں تقسیم کرایا جب یہ حضرت مفتی صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ کام کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے آپ کسی کے جواب وسوال اور جواب در جواب میں نہ پڑیں۔ پہلے کی طرح کام کرتے رہیں مخالفین و حاسدین خود شرمندہ ہو کر خاموش ہوں گے۔ کیونکہ فقیر ان سب مراحل سے گزر چکا ہے۔

ستر سال کی عمر ہو چکی تھی مگر جوانوں کی طرح چاک و چوبند نظر آتے، خوش مزاج وضع دار طبیعت پائی تھی، چھوٹا ہو یا بڑا ہر کسی سے ملتے، حوصلہ افزائی فرماتے اور معقول مشوروں سے نوازتے۔ نہایت سادہ سفید لباس زیب تن فرماتے جس سے سنت کا نور اور علم کا جاہ وجلال نمایاں ہوتا۔

فقیر لاہور حاضر ہوتا تو قدم بوسی کرتا، نہایت شفقت فرماتے، نئے نئے عنوانات پر کام کی طرف توجہ مبذول کراتے، حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے رضوی شیر ہیں ...... فقیر تو کسی گنتی میں نہیں آتا مگر یہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی صفت علم پروری کی چھوٹی سی جھلک ہے ......

مولائے کریم کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، اپنے حبیب کریم ﷺ کی شفاعت و رفاقت عطا فرمائے۔ آمین ...... فقیر آپ سب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور تعزیت پیش کرتا

ہے...... ان کی یادیں ان کی باتیں، ان کی ملاقاتیں سب رہ رہ کر یاد آتی ہیں......

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں

آہ ! یہ کس کی یادگاری ہے !

یہ غم کسی خاندان کا نہیں، یہ اہل سنت کا غم ہے، ان کی شخصیت شرافت وعلمیت کا پیکر تھی اوران کی صحبت باغ و بہار کی مانند تھی، افسوس یہ بہار نذر خزاں ہوگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مرحوم علیہ الرحمہ کی تربت پاک کو اپنے انوار وتجلیات سے معمور فرمائے۔ ان کے سب اہل خانہ اور تمام اہل سنت کو اس صدمۂ جانکاہ پر صبر واستقامت عطا فرمائے۔ آمین　　پسماندگان اور حاضرین کو سلام

والسلام علیکم　　اقبال احمد اختر القادری

گلشن احمد رضا، کراچی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم المقام حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب، حضرت مولانا غلام فرید صاحب

قاضی عبدالوحید صاحب، مولانا حافظ جمشید صاحب

سلام مسنون......!

استاذ الاساتذہ، محسن اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدنا الکریم قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی کا وصال شریف دنیائے اسلام کے لئے عموماً اور اہل سنت کے لئے خصوصاً عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل قبلہ مفتی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ اور متعلقین کو صبر جمیل کی نعمت سے نوازے۔

۲۸، اگست ۲۰۰۳ء بروز جمعرات دارالعلوم پریٹوریا جنوبی افریقہ میں تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں قبلہ مفتی صاحب مرحوم کے عظیم کارناموں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور ایصال ثوب کے لئے قرآن خوانی ہوئی۔ ان شاء اللہ قرآن خوانی کا یہ سلسلہ چالیسویں تک جاری رہے

گا۔ صاحبزادگان اور اقارب کو میری طرف سے تعزیتی کلمات پیش فرمانا۔ والسلام

محمد اکبر ہزاروی خادم دارالعلوم پریٹوریا

جنوبی افریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ رضوی ہزاروی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ　　بفضل ایزدی فقیر بعافیت ہے۔

رات 26/8/03 منگل کو جامعہ نظامیہ رضویہ کے متعلم حافظ قاری محمد ہارون چشتی صاحب نے ایک کمر توڑ خبر فون پر سنائی کہ مفتی اعظم پاکستان سرمایہ اہلسنت یادگار محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اس دارالفناء سے 49 سال تک درس حدیث پڑھا کر آج دارالبقاء کی جانب رحلت فرماتے ہوئے اپنے رب کریم جل جلالہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب یہ خبر انتہائی صدمہ کن تھی تاہم قانون خداوندی حق وسچ ہے انسان بے بس ہے اف کرنے کی بھی مجال نہیں اور پھر ہمارے مفتی صاحب دیگر صالحین تو دنیا سے زیادہ قبر میں پہنچ کر فیضان عطا فرماتے ہیں وہ آخری لمحات ناقابل برداشت ہوتے ہیں ہر اولاد کے لئے مگر آپ حضرات ہمارے بزرگ اور صابرین کی جماعت کے سربراہ ہیں آپ کو صبر کیلئے کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

صبر ہمارا طرۂ امتیاز ہے ہی پھر مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کو کون بھول سکتا ہے یقیناً مفتی صاحب نم کنومۃ العروس کے مصداق ہو چکے اہلسنت ایک عظیم دینی روحانی شخصیت سے محروم ہوگئے۔ عالم کی موت واقعی عالم کی موت ہے۔ خبر سن کر ہم نے بھی دیار غیر میں قرآن خوانی، فاتحہ خوانی دعائے خیر کا اہتمام کیا مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرت استاذ العلماء علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب دیگر جامعہ نظامیہ

رضویہ کی انتظامیہ لواحقین کے اس غم میں فقیر اور دیگر احباب شریک ہیں ۔ سب کو السلام علیکم مولائے کریم مفتی صاحب کے صدقے ہماری آخرت اور دنیا اچھی کرے ۔ حضرت کے فیض وکرم سے مستفیض فرمائے ۔ اور حضرت کے درجات بلند فرمائے ۔

فقط والسلام مع الاکرام ۔ محتاج الدعا الفقیر ابوالنصیر محمد بشیر چشتی گولڑوی

خطیب مرکزی جامعہ مسجد ویکفیلڈ ، انگلینڈ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بخدمت گرامی قدر حضرت صاحبزادہ صاحب وعلامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ..... مزاج گرامی

مدینہ کہاں اور کہاں میری قسمت
یہ سب انہی کی مہربانیاں ہیں

المعروض اینکہ کل میرپور سے بچے نے فون کیا کہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب (جنہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے قلم بھی لرزاں ہے) رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے ہیں (سن کر سکتے کی کیفیت طاری رہی) انا للہ وانا الیہ راجعون. اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے ، ان کے درجات بلند فرمائے ، اوران کی دینی وعلمی اور مسلکی خدمات کا فیضان جاری رکھے نیز ان کے خاندان کے احباب جامعہ نظامیہ رضویہ کے اساتذہ کرام اوران کے تلامذہ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین

راقم بے نوائے روضہ رسول کریم کی حاضری کے وقت نہ صرف خود دعاء ایصال ثواب کی بلکہ اپنے پاکستانی آشنا وعشاق رسول جو جو ملے ان سے بھی دعائیں کروائیں ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین پاسبان مسلک اہلسنت ، حضرت علامہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی موت بمصداق ” موت العالِم موت العالَم “ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے لگائے ہوئے پودوں کو پروان چڑھائے ۔ آمین بجاہ جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

جمیع متوسلین کے علاوہ جامعہ کے حضرات اساتذہ عظام و(مہمانان مصطفیٰ) طلباء کرام اور تنظیم المدارس اہلسنت کے حاضر حضرات کی خدمت میں بھی السلام علیکم کے بعد اظہار تعزیت ۔

والسلام

دعاجو ودعا گو خادم الاسلام محمد بشیر مصطفوی عفا اللہ عنہ

نزیل بمدینۃ المنورہ

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ العالی اور جملہ معلمین ومتعلمین (جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ مرکز الاولیاء لاہور) کی خدمات میں غم واندوہ میں ڈوبا ہوا پرسوز سلام ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ، الحمد للہ ربّ العلمین علی کل حال ۔

یہ لکھتے وقت میں پاکستان سے باہر ہوں ، کسی اسلامی بھائی نے بتایا کہ میں نے انٹرنیٹ پر مفتی صاحب کے وصال کی خبر پڑھی ۔ سن کر دل غم میں ڈوب گیا ، آہ ! پاکستان میں علم کا آفتاب غروب ہوگیا ۔ سرمایہ اہلسنت حضرت استاذ العلماء ، شیخ الحدیث والفقہ ، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی پاکستان کے صفِ اوّل کے علماء میں سے تھے ۔ اللہ عزوجل مرحوم کو غریق رحمت فرمائے ۔ ان کی اوران کے صدقے ہم سب کی مغفرت فرمائے ۔ آپ سب کو صبر جمیل پر اجر جزیل مرحمت کرے ۔ اللہ عزوجل مرحوم کی خدمات اسلامی بالخصوص فتاویٰ رضویہ شریف کی اچھوتی خدمت کو شرف قبولیت بخشے ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

دعوت اسلامی کے اسلامی بھائیوں کی طرف سے حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے لئے ایصال ثواب

قرآن پاک 4ہزار 99

درود پاک 3 کروڑ 60لاکھ 31ہزار

سورۃ الملک	3ہزار7سو69
سورۃ یاسین شریف	2ہزار6سو58
سورۃ مزمل	2ہزار8سو69

محمد الیاس قادری

امیر دعوت اسلامی پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بشرف نگاہ: جناب مولانا عبدالستار سعیدی صاحب (جامعہ نظامیہ رضویہ)

مدرسۃ المدینہ (217) شاخوں کے اساتذہ وطلباء کی جانب سے تنظیم المدارس پاکستان کے صدر اور شیخ الجامعہ وناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جناب قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے وصال پُرملال پر ہدیہ ثواب برائے ایصال پیش خدمت ہے۔

ھدیہ ثواب

قرآن پاک	2,317
درود شریف	1 کروڑ39لاکھ40ہزار

اللہ عزوجل تمام علمائے اہلسنت کا سایہ تادیر قائم رکھے اور قبلہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے آمین بجاہ النبی الامین

حاجی محمد رفیق پردیسی، چیئرمین مدرسۃ المدینہ (ٹرسٹ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم ومکرم جناب صاحبزادہ صاحب دام ظلکم العالیہ

السلام علیکم!......! بعد از ادعیہ معروض ہے کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ہزاروی کی جدائی سے صرف آپ نہیں بلکہ جو سنیت کا درد رکھنے والا دل ہے وہ افسردہ اور پریشان ہے وہ اپنی ذات

میں انجمن تھے، ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ فروغ عشق رسول کے لئے وقف تھا مسلک کا سچا ہمدرد اور غم خوار دینی مدارس کا عاشق زار انسان ہونے کی وجہ سے قیامت تک آپ مینارہ نور کے مالک ہیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین بطفیل رحمۃ للعالمین جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔

بندہ احقر نے جنازہ کے موقع پر کوشش کی کہ آپ سے ملاقات ہو جائے مگر شومئی قسمت آپ سے نہ مل سکا، اللہ کریم کا کرم ہوا کہ جنازہ میں شمولیت ملی۔

فقط ابو ساجد غلام سرور ہزاروی، ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان صوبہ سرحد

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جناب مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب۔ السلام علیکم

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی رحلت میرے علاوہ ان لاکھوں افراد کے لئے بھی عظیم صدمہ ہے جو حضرت صاحب کی شخصیت سے واقف تھے۔ ایک ہمہ جہت شخصیت جس نے اپنی تمام عمر دین کے لئے وقف رکھی۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ حضرت صاحب پندرہ کروڑ پاکستانیوں میں سے بہترین تھے۔ میرے اس یقین کی بنیاد اللہ کے آخری رسول حضور نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے۔ حضرت صاحب نے اپنی تمام عمر اس مقصد کے لئے وقف رکھی۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات باری حضرت صاحب کے صدقے ہم جیسے گنہگاروں کی بھی بخشش فرمادے۔ آمین۔ اور یہ بھی دعا ہے کہ اللہ آپ کو، آپ کے رفقائے کار کو، حضرت صاحب کے شاگردوں اور ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

ظہور قریشی

فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان

☆☆☆☆☆☆

محترم مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبارات کے ذریعہ محترم مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی رحلت کی افسوسناک اطلاع ملی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

ہمارے لئے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز میں یہ خبر اس لئے بھی گہرے صدمے کا باعث ہے کہ ادارہ مفتی صاحب جیسے مخلص دوست اور ہمہ وقت تعاون پر تیار ایک اچھے سرپرست سے محروم ہو گیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام بالخصوص دینی مدارس کے مقاصد واہداف کی تکمیل کے ضمن میں جاری تحقیقی کام کے لئے آپ کی سرپرستی ہمارے لئے بڑی اہمیت اور حوصلہ افزائی کا باعث تھی۔ چند سال قبل اس موضوع پر ہمارے دوروزہ پروگرام کے ایک اجلاس کی آپ نے صدارت بھی فرمائی تھی۔ ہم سب اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ان کی تمام دینی خدمات قبول فرماوے اور انہیں اس کی بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

آپ کی خدمت میں آئی پی ایس کی کتاب ”دینی مدارس کا نظامِ تعلیم“ کا ایک نسخہ منسلک کر رہا ہوں۔ اس کتاب میں صفحہ نمبر 39 سے 57 تک مفتی صاحب کی جامع گفتگو شامل ہے۔ آپ خواہش فرمائیں تو اس کے مزید نسخے بھی آپ کے ریکارڈ کے لئے ارسال کروا دیں گے۔ ہماری جانب سے مرحوم مفتی صاحب کے اہل خانہ سے بھی تعزیت کر دیجئے گا۔

والسلام — خالد رحمٰن

ایگزیکٹو ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔

☆☆☆☆☆☆☆

بخدمت جناب مولانا غلام فرید صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے غمزدہ بھائی! آج حضرت مفتی مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک اور غم انگیز خبر پڑھ کر انتہائی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور اپنے نیک بندوں اور علماء حق کی معیت میں جنت الفردوس کا ٹھکانہ نصیب فرمائے۔ آمین

حضرت مفتی صاحب راسخ العقیدہ، راسخ العلم اور راسخ العمل شخصیت کے مالک تھے۔ دین کے لئے دل دردمند رکھتے تھے۔ ان کی معیت میں ان کی سرپرستی میں جنرل پرویز مشرف کے سامنے مجھے بھی کلمۂ حق کہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

میں آپ سے، حضرت مفتی صاحب کے بیٹوں، بیٹیوں، گھر والوں، اعزہ واقارب اور ان کے تلامذہ، تنظیم المدارس ومدارس اہل سنت اور مریدین ومسترشدین سے تعزیت کرتا ہوں۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ اللھم ادخلہ الجنۃ الفردوس۔

افسوس: بروقت اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے جنازہ میں شرکت کا شرف نہ حاصل ہو سکا۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ کے مہتمم مولانا فتح محمد اساتذہ اور طلبہ نے جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل کیا ہے۔

والسلام مع الاکرام

عبدالمالک

ایم این اے (جماعت اسلامی)

پارلیمنٹ لاجز۔ اسلام آباد

☆☆☆☆☆☆☆

اک شخص زندگی میں ملا لاجواب تھا

محترم جناب مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب وجملہ صاحبزادگان مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم......!

یہ خبر فکر وغم کی آندھیوں کے ہمراہ بجلی بن کر گری کہ مفتی اعظم پاکستان آبروئے رضویت، حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ہم کو بے سہارا چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے خاموشی کے ساتھ کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

چراغ بجھتے چلے جارہے ہیں سلسلہ وار
ہماری بزم اندھیروں کی زد میں ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور موجودین کو خدمتِ دین کا مخلصانہ جذبہ عطا فرمائے۔ مفتی صاحب مرحوم نے طویل عرصہ تک اسلام اور سنیت کی فکری علمی، قلمی، تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

مفتی اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی وفات کی خبر سن کر یوں محسوس ہوا۔ جیسے مسلک حق اہلسنت کی مضبوط طناب ٹوٹ گئی ہے۔

اب ایسے لوگ زمانے میں روز روز کہاں
وہ عظیم شخصیت تھے ان کی صحبت میں زندگی بنتی اور سنورتی تھی۔

بہار اب جو گلشن میں آئی ہے
یہ سب پود ان ہی کی لگائی ہوئی ہے

امام العلماء، ماہر اسرار شریعت، اہلسنت کی علمی صفوں میں اتحاد، نظم وضبط پیدا کرنے والی شخصیت فتاویٰ رضویہ کو نئے انداز میں منظر عام پر لانے والی شخصیت، تنظیم المدارس کو منظم کرنے، مدارس اہلسنت کے وقار کو بلند کرنے والی شخصیت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کی جمیع حیات کا احاطہ قلم وقرطاس کے بس کی بات نہیں تاہم حضرت کی حیات مستعار کا اجمالی جائزہ ان کے محبین متعلقین کے پیغامات، تاثرات اور اظہار محبت وعقیدت کے جذبات کو مرتب کرکے ماہنامہ النظامیہ کے شیخ الحدیث نمبر ترتیب دیں۔ میرا مشورہ ہے۔ اب ہم جیسے نکلے کن شخصیات سے رابطہ کرکے مسلک حق اہلسنت رضویت کے بارے میں معلومات لیں گے یہ سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان کے کس کس شاگرد سے اظہار افسوس کروں ہمت ہی نہیں ہوتی کیا لکھوں۔ حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب سے کیسے اظہار افسوس کروں، مولانا

عبدالستار سعیدی صاحب سے کیسے افسوس کروں، مولانا خادم حسین رضوی صاحب سے کیسے بات کروں، کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آپ سب کی اب یہی ذمہ داری ہے کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان کی یادگار جامعہ نظامیہ لاہور/شیخوپورہ کو محنت اور قربانی دے کر اسی معیار پر قائم رکھنے کی کوشش فرمائیں جس پر مفتی اعظم چلا رہے تھے۔ اللہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے یادگار مفتی اعظم (جامعہ نظامیہ) کو زمانے کی گرم ہوا سے محفوظ رکھے یہ گلشن اسلام یوں ہی پھلتا پھولتا رہے۔

میرے خیال میں جو کام انڈیا مبارک پور میں جامعہ اشرفیہ کے بانی حضرت علامہ عبدالعزیز مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا۔ اسی طرح پاکستان میں حضرت نے جامعہ نظامیہ رضویہ کی شکل میں سرانجام دیا۔ مختلف شعبوں میں کام کیا وہ فکرِ رضا کے امین تھے۔ مفتی اعظم نے سینکڑوں، ہزاروں فکر رضا کے امین کی فوج تیار فرمادی جو فروغ افکار رضا کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ درسی کتابوں کی شروحات لکھی جاتی رہیں گی۔ جس طرح مفتی اعظم چاہتے تھے کام جاری رکھنے کی کوشش کریں تو ان کی روح مبارک خوش رہے گی۔

اللہ حضرت کے صاحبزادگان، آپ حضرت کے ساتھیوں کو حضرت کے فلک شگاف مشن پر چلنے کی توفیق، استقامت بخشے، جملہ صاحبزادگان مفتی اعظم اور احباب مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے میری جانب سے اظہار افسوس کریں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر اور مصطفیٰ کریم ﷺ شافع ہوں۔

میں آج کل بیمار ہوں۔ صحت کافی خراب ہے، سفر کرنا مشکل ہے۔ افسوس ہے کہ مفتی اعظم پاکستان کے سفر آخرت کے موقع پر حاضر نہ ہوسکا۔ صحت ٹھیک ہوئی تو حضرت کی تربت پر حاضری کا ارادہ ہے جو یادگار مفتی اعظم شیخوپورہ میں ہے۔

والسلام: آپ کے غم میں شریک

دعا گو: راجہ محمد طاہر خان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ملتِ اسلامیہ کے بطلِ جلیل، عظیم عالمِ دین اور اتحادِ ملتِ اسلامیہ کے عظیم داعی تھے، آپ کی ملی ودینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے اور مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے انتھک کوششیں فرمائیں۔ علوم اسلامیہ کے فروغ اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول، محبّ اہلبیت تھے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے متعلقین اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی سید نزاکت حسین کاظمی، مفتی برائے فقہ جعفریہ نظامت امور دینیہ

آزاد حکومتِ ریاست جموں وکشمیر

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب قدس سرہ العزیز کے وصال سے ہر شخص درد سے نڈھال نظر آتا ہے۔ اہل پاکستان کے لئے یہ سانحہ یقیناً کسی قیامت سے کم نہیں ہے۔ پوری امت مسلمہ مفتی صاحب کے وصال سے بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ مفتی صاحب کی پوری زندگی اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا پیکر تھی، آپ نے صحیح معنوں میں خدماتِ دینی کا پرچار کیا اور مسلم امہ کو صحیح سمت دکھائی۔ ان کے کارنامہائے خیر کو ہمیشہ عقیدت ومحبت کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا۔ ملی، ملکی اور دینی خدمات ان مٹ نقوش ہیں جو مفتی صاحب نے دیئے ہیں آپ پائے کے عالم دین، عظیم محدث، معلم بے مثل، دانشور، ادیب، مفکر اسلام یعنی ہمہ جہت شخصیت تھے۔ خدا آپ کے فیضان کو تادمِ آخر جاری اور ساری رکھے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے آمین اور پسماندگان کو یہ عظیم حادثہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وزیر فیض محمد (ریٹائرڈ ڈی۔ایس۔پی) ناظمِ اعلیٰ مدرسہ غوثیہ نقشبندیہ گوریکوٹ

تحصیل استور ضلع دیامر، گلگت شمالی علاقہ جات

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مجاہدِ اسلام، نباضِ عصر، سرمایہ ملتِ اسلامیہ تھے۔ آپ نے صحیح معنوں میں اسلام کی عظمتوں کو چاردانگ عالم میں منوایا۔ اور ایسے علماء کرام پیدا فرمائے جو حقیقی معنوں میں دردِ اسلام اپنے سینوں میں رکھتے تھے اور ہیں۔ آپ نے تعلیمات اسلامیہ کا فروغ بڑی جانفشانی سے سرانجام دیا ایسے ایسے رجال کار پیدا فرمائے جو حقیقتاً اسلام کے متبع تھے اور ہیں۔

آپ نے مسلک حق اہلسنت وجماعت کی مدد واحساس کیا اور امن کے تحفظ وبقا کے لئے سرتوڑ بازی لگائی۔ مسلک حق مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کے فروغ واشاعت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

آپ کی وفات سے ملتِ اسلامیہ ایک عظیم قائد ومذہبی پیشوا سے محروم ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ملتِ اسلامیہ اور آپ کے تلامذہ واحباب واقارب کو یہ عظیم سانحہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولوی محمد بشیر مہتمم مدرسہ صدیقیہ ناصرہ آباد (گلگت شمالی علاقہ جات)

☆☆☆☆☆☆☆

حب السمو، لائق تکریم حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد از دعوات وتسلیمات مسنونہ معروض آنکہ ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ کے توسط سے یہ دلخراش اور کربناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ برضائے الٰہی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے! اناللہ وانا الیہ راجعون۔

صاحبزادہ والا شان! یقین فرمایئے اس المناک خبر نے سارے وجود کو مضمحل کردیا، قلب وذہن پر غم ودکھ کا کوہ گراں ٹوٹ پڑا۔ موت العالم موت العالَم!۔

دل مان نہیں رہا تھا کہ سرمایۂ ملت، محسنِ اہلسنت، مشفق ومربی، استاذ الاکرم اس

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ملتِ اسلامیہ کے بطل جلیل، عظیم عالم دین اور اتحاد ملتِ اسلامیہ کے عظیم داعی تھے، آپ کی ملی و دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لئے اور مقام مصطفی کے تحفظ کے لئے انتھک کوششیں فرمائیں۔ علوم اسلامیہ کے فروغ اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول، محبّ اہلبیت تھے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے متعلقین اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی سید نزاکت حسین کاظمی، مفتی برائے فقہ جعفریہ نظامت امور دینیہ

آزاد حکومتِ ریاست جموں وکشمیر

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب قدس سرہ العزیز

کے وصال سے ہر شخص درد سے نڈھال نظر آتا ہے۔ اہل پاکستان کے لئے یہ سانحہ یقیناً کسی قیامت سے کم نہیں ہے۔ پوری امت مسلمہ مفتی صاحب کے وصال سے بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ مفتی صاحب کی پوری زندگی اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا پیکر تھی، آپ نے صحیح معنوں میں خدمات دینی کا پرچار کیا اور مسلم امہ کو صحیح سمت دکھائی۔ ان کے کارنامہائے خیر کو ہمیشہ عقیدت ومحبت کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا۔ ملی، ملکی اور دینی خدمات ان مٹ نقوش ہیں جو مفتی صاحب نے دیئے ہیں آپ پائے کے عالم دین، عظیم محدث، معلم بے مثل، دانشور، ادیب، مفکر اسلام یعنی ہمہ جہت شخصیت تھے۔ خدا آپ کے فیضان کو تادم آخر جاری اور ساری رکھے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے آمین اور پسماندگان کو یہ عظیم حادثہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وزیر فیض محمد (ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی) ناظم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ نقشبندیہ گوریکوٹ

تحصیل استور ضلع دیامر، گلگت شمالی علاقہ جات

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد اسلام، نباض عصر، سرمایہ ملتِ اسلامیہ تھے۔ آپ نے صحیح معنوں میں اسلام کی عظمتوں کو چاردانگ عالم میں منوایا۔ اور ایسے علماء کرام پیدا فرمائے جو حقیقی معنوں میں درد اسلام اپنے سینوں میں رکھتے تھے اور ہیں۔ آپ نے تعلیمات اسلامیہ کا فروغ بڑی جانفشانی سے سرانجام دیا ایسے ایسے رجال کار پیدا فرمائے جو حقیقتاً اسلام کے متبع تھے اور ہیں۔

آپ نے مسلک حق اہلسنت وجماعت کی مدد واحساس کیا اور اس کے تحفظ وبقا کے لئے سرتوڑ بازی لگائی۔ مسلک حق مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کے فروغ واشاعت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

آپ کی وفات سے ملتِ اسلامیہ ایک عظیم قائد ومذہبی پیشوا سے محروم ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ملتِ اسلامیہ اور آپ کے تلامذہ واحباب واقارب کو یہ عظیم سانحہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولوی محمد بشیر مہتمم مدرسہ صدیقیہ ناصرہ آباد (گلگت شمالی علاقہ جات)

☆☆☆☆☆☆☆

حب السمو، لائق تکریم حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعداز دعوات وتسلیمات مسنونہ معروض آنکہ ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ کے توسط سے یہ دلخراش اور کربناک خبر موصول ہوئی کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ برضائے الٰہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے! اناللہ وانا الیہ راجعون۔

صاحبزادہ والاشان! یقین فرمایئے اس المناک خبر نے سارے وجود کو مضمحل کر دیا، قلب وذہن پر غم ودکھ کا کوہ گراں ٹوٹ پڑا۔ موت العالم موت العالم!۔

دل مان نہیں رہا تھا کہ سرمایۂ ملت، محسن اہلسنت، مشفق ومربی، استاذنا المکرم اس

قدر عجلت سے داغ مفارقت دے جائیں گے، بہر کیف رضا بہ قضاء کے تحت بارگاہ صمدیت میں سر تسلیم خم ہے، رب لایزال بوسیلۂ جز و مقصود کائنات ﷺ استاذ نا المکرم رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے۔ آپ کے روحانی درجات بلند فرمائے، آپ کی قبر میں اپنی وسیع رحمتوں اور برکتوں کا نزول عام فرمائے، جانِ کونین ﷺ کے دیدار شریف اور شفاعت عظمیٰ سے بہرہ مند فرمائے، آپ رحمہ اللہ کے کاز اور مشن کو زندہ وتابندہ رکھے، اور آپ کی جلائی ہوئی شمع علم وعرفان کے نور کو پھیلانے کی آپ کے صاحبزادگان والاشان اور تلامذہ کو توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم صاحبزادہ صاحب ! ہم نے برادر محترم مولانا سید محمد اسحٰق نقوی مہتمم مدرسہ سیدنا ابوتراب رضی اللہ عنہ تعلیم القرآن گوجر ہانڈی اور جمیع طلباء تلامذہ واساتذہ ادارہ کی معیت میں حضرت استاذی المکرم علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد کر کے ان کی روح مبارک کو قرآن حکیم کے ختمات کا ایصال ثواب کیا ہے اور آج ان شاء اللہ مظفر آباد کے مرکزی مقام پر علماء کرام کی موجودگی میں حضرت مفتی صاحب کی یاد میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوگا۔ اور ایصال ثواب کا یہ سلسلہ تادیر جاری رہے گا۔ برادران محترم کو تعزیت پیش کرتے ہوئے ہمارا سلام عرض کریں۔

ہماری دعا ہے کہ رب کائنات آپ اور برادران محترم کو قبلہ مفتی صاحب کی مفارقت کا صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی روح آپ پر راضی فرمائے۔

اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی آپ اور ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ محترم المقام سعید احمد صاحب، صاحبزادہ عبدالمجتبیٰ، صاحبزادہ عبدالمرتضیٰ، ودیگر اعزاء کو تعزیت اور سلام اخلاص عرض ہے۔

والسلام مع الاکرام، شریک غم طالب دعا: خیر اندیش

پروفیسر سید محمد شبیر حسین نقوی

مظفر آباد، آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم! ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت والا کے صاحبزادگان اور جملہ متعلقین کی خدمت میں اپنے ٹوٹے ہوئے الفاظ کے ساتھ تعزیت پیش کرتے ہیں۔

﴿......خاموش تحریک اب ہم سے جدا ہوگئی۔......﴾

حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ایک انجمن، ایک تحریک، ایک مجاہد، ایک استاذ ایک مفکر، ایک مدبر وہ سب کچھ جو قرونِ اولیٰ کے علماء کرام میں پائی جانی والی صفات کے مظہر ہمیں باطل قوتوں سے ہر محاذ پر ٹکرا جانے اور ان کا مقابلہ کرنے کا سبق زبانی نہ دیا شاید کبھی زبان سے کسی کو کہا ہو مگر اپنے عمل و کردار سے کر کے دکھا دیا۔ خاموشی سے چٹائی پر بیٹھ کر درس دیتے دیتے ایک دو چار نہیں لاتعداد عظیم مدارس بنا ڈالے، اہلسنت کی تدریسی کوتاہیوں اور غفلت کی نہ صرف عملی طور پر نشاندہی کی بلکہ ہر قسم کی تکالیف اور صعوبتیں جھیل کر صرف اور صرف عمل کا سبق دیا اور خود بھی کر کے دکھایا جب تحریر کے میدان میں باطل سے ٹکرائے تو وہ کچھ کر دکھایا جو تمام وسائل رکھنے والے نہ کر سکے۔ قحط الرجال میں اہلسنت کے لئے رجال مہیا کئے اور ہاں ان کے خلف خلف الرشید ہوں گے اور اللہ جل شانہ ان کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کی قبر زندہ رہے گی۔ ہمارے لئے مشعل راہ ہوگی، یقیناً یہ صدمہ ہر سنی کا غم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب سنیوں کو یہ غم اور صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے اور بہترین بدلہ عطا کرے۔ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ علیہ کے ادھورے چھوڑے ہوئے کام مل کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

میری تعزیت جامعہ نظامیہ رضویہ کے در و دیوار اور اس کی شاخوں کے چپہ چپہ سے بھی ہے جن پر پڑنے والی ضو آج زمین میں چھپا دی گئی لیکن ان شاء اللہ انہیں قیامت تک روشن کر گئی (آمین)

(دعاؤں کا طالب) مفتی محمد عارف سعیدی

ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ سندھ

واجب الاحترام حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی اور واجب الاحترام حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی، اساتذہ کرام وطالبان علم دین حق

السلام علیکم......

گزشتہ روز اخبارات سے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ کے سانحہ ارتحال کی اطلاع دل ودماغ پر بجلی بن کر گری اور میں بہت دیر تک ان کے تصور میں گم بیٹھا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ تمام حضرات کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی استطاعت اور صبر عطا فرمائے۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے مجھ کو تقریباً ۲۸ سال سے نیاز حاصل تھا اور وہ مجھ پر بے پناہ شفقت فرماتے تھے۔ خصوصاً ''تذکرۂ محدث سورتی'' کی تصنیف کے دوران انہوں نے مجھ سے جو فراخدلانہ تعاون فرمایا تھا وہ ان کا مجھ پر ہی نہیں تمام سنیوں پر احسان ہے۔ مفتی صاحب تصنیف وتالیف کے حوالے سے بڑی انقلابی سوچ رکھتے تھے جس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کیونکہ آپ کو ایک طویل عرصہ ان کی رفاقت اور قیادت میں مسلکِ اہلسنت کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس سانحہ فاجعہ پر سر دست دکھ کے اظہار اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم مفتی صاحب کی اسلام کے لئے خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی روح کو تا قیامت اس کا اجرِ عظیم عطا فرماتا رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

دعائے خیر وبرکت کا طالب خواجہ رضی حیدر

B.67 بلاک نمبر 10 گلشن اقبال کراچی

☆☆☆☆☆☆

محترم المقام مہتمم صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور زید مجدہ

سلام مسنون! خیریت بخیریت۔ صورت احوال یہ ہے کہ قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے وصال کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ اہل سنت وجماعت ایک عظیم مفکر، محقق اور شفیق شخصیت سے محروم

ہو گئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے اہلسنت وجماعت پر بہت احسانات ہیں۔ جن کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام ومرتبہ عطا فرمائے۔

اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں اور میرے مدرسہ کے تمام طلباء واساتذہ کرام اس غم میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ جنازے میں شرکت ہوئی لیکن رش کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لئے خط کے ذریعے تعزیت کرتا ہوں۔

فقط والسلام

صاحبزادہ سید ریاض الحسن شاہ مہتمم: جامعہ اسلامیہ غوثیہ گلستان زبیر چکوال

☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب برادر محترم مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ......! سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کے والدِ گرامی قدر حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی اطلاع ملی۔ اس افسوس ناک خبر کے سنتے ہی دلی رنج وصدمہ پہنچا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک جید عالم دین اور ممتاز ماہر تعلیم تھے۔ اور مفکرِ اسلام اور ولی کامل تھے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک وفات سے اہلسنت وجماعت اور مسلمانوں کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا حکم تھا۔ اب اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کو اور جملہ سوگواران کو اور ہم کو یعنی سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ قبلہ کے درجات اور مراتب بلند سے بلند تر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اللہ کریم جل جلالہ حضرت مفتی صاحب کے مرقد مبارک پر اپنے انوار وتجلیات کا نزول جاری رکھے آمین اللہ تعالیٰ آپ کو اور مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے یادگار اور چشمہ فیض جامعہ

نظامیہ رضویہ (دونوں جگہ لاہور اور شیخوپورہ) کو آباد، شاد اور سلامت رکھے کہ مسلمان اس چشمہ فیض سے فیض یاب ہوتے رہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے۔ آمین ثم آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین میری طرف سے آپ سب برادران صاحبان اور اہل خانہ کو اظہار تعزیت اور سلام قبول ہو۔

آپ مجھے نہیں جانتے ہوں گے۔ کیونکہ آپ سے میری ملاقات نہیں ہوئی اور حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوبار (جامعہ قادریہ رضویہ) فیصل آباد میں ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے والد صاحب علیہ الرحمہ کے دوست تھے میں اس غم میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔

فقط والسلام　　　　آپ کا شریک غم بھائی

صاحبزادہ وقار النبی، جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

☆☆☆☆☆☆☆

محترم قبلہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال ایسا صدمہ ہے جس کا درد ہمیشہ ہمارے دلوں میں رہے گا، آپ کا خلاء گلستانِ رضا کے لئے ایسا خلاء ہے جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ فکرِ رضا کے لئے آپ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ دنیائے اہلسنت اور عالم اسلام کے ایسے تابندہ ستارے تھے جس کی روشنی سے بے شمار گمراہ لوگ راہ نما بن گئے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

صاحبزادہ سید محمد ناصر عثمان گیلانی

درگاہ عالیہ قادریہ نوریہ چک سادہ شریف گجرات

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت گرامی منزلت علامہ مولانا حافظ عبدالستار سعیدی صاحب

ہدیہ سلام مسنون۔ رد عیہ خلوص مشحون۔ برادر مشفق و معظم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک رحلت کا صدمہ شدید ہے اور ایسا صدمہ اور ملال ہے کہ دوسرے رنج وغم اور صدمات کو بھلا دیا۔

کل رات فون پر یہ خبر اندوہ اثر قلب وجگر پر بجلی بن کر گری۔ دوبارہ فون کر کے تحقیق کی یقین فرمایئے اپنی جگہ سے اٹھنا مشکل ہو گیا۔ کل رات بھی یہاں بارش ہوتی رہی اور آج دن بھی بارشوں کا سلسلہ جاری رہا یہ کوئی عذر نہیں آپ کو بخوبی علم ہے کہ فقیر گزشتہ سال سے مسلسل علیل ہے اور مختلف عوارض لاحق ہیں، علاج بھی متواتر نہیں کر سکتا اپنی علالت ونقاہت بھی خود میرے نزدیک کوئی عذر نہیں، فقیر کے لئے یہ صدمہ بلکہ حادثہ وسانحہ نا قابل برداشت تھا حضرت محترم برادر مشفق ومعظم علیہ الرحمۃ کے جنازہ مبارکہ مناظر میں دیکھ نہ سکتا لوگ مجاہد اہلسنت ضیغم اہلسنت کہتے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں یہاں ضبط وصبر قوت ضبط سے باہر ہے۔ میرے بچے بتاتے ہیں کہ عالم بے خودو خود فراموشی میں میرے منہ سے بار بار ایسے الفاظ نکل رہے تھے اچھا بھئی مفتی صاحب۔ اچھا بھائیا مفتی صاحب بھی چھوڑ گئے۔ واہ بھئی مفتی صاحب رات بہت تاخیر سے کچھ دیر کے لئے آنکھ لگی۔

کروٹ کروٹ یہی خیال رہا اور سرد آہ نکلتی رہی اور یہی کیفیت اب بھی ہے وہاں حاضر ہو کر میں کس طرح برداشت اور ضبط کرتا یہ فقیر ان کے مریدین، تلامذہ اور اولاد سے نہیں مگر ۱۹۶۰ء سے اُن کی رفاقت اور پیہم محبتیں شفقتیں شامل حال تھیں وہ سب ایک ایک کر کے رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ان سے دائمی موافقت رہی، کبھی کسی معاملہ میں اختلاف نہیں ہوا۔ مسئلہ سپیکر میں کسی نے مجھے کچھ بتایا جو فقیر کے اکابر موقف ومسلک سے معارض تھا فقیر نے عرض کیا فوراً مان گئے ایک فتویٰ اور ایک مفصل مکتوب کے ذریعے فقیر کو مطمئن کر دیا۔ ایک فتویٰ فقیر کے ایک عزیز الحاج محمد نعیم احمد قادری رضوی شیداز پور کے نام مفصل ارسال فرما کر اکابر کے مسلک حق سے

موافقت فرمائی ۔ دل کو حوصلہ ہوا، سکون اقرار ملا تو حضرت محترم علیہ الرحمۃ کی ۴۲ سالہ رفاقت کچھ لکھوں گا مولی تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے ۔ ان کی قبر کو اپنے حبیب ومحبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے انوار سے منور فرمائے ۔ ان کا علمی وروحانی فیض سدا جاری وساری رہے ۔ بہت ہی زیادہ تعمیری ذہن تھا دھن اور لگن کے پکے تھے، ان کو مسلسل پیہم کام کرنے سے روحانی فرحت ہوتی تھی دعاوی اور شوبازی نہیں خاموشی سے تعمیری مثبت کام کرنے کے عادی تھے ایک بار کراچی میں موجود وعظیم سیدی امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ ایک فاضل ومحقق بہت بڑے عالم صاحب کو کسی نے کہا "حضرت محدث اعظم پاکستان کا شاگرد ہو اور فارغ بیٹھے کوئی تدریسی تالیفی کام کریں فقیر کا ذہن برادرم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی طرف گیا اور دل میں خیال کیا ہر آدمی مفتی عبدالقیوم نہیں بن سکتا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ ایک دارالعلوم نہیں بفضلہ تعالیٰ ایک عظیم یونیورسٹی اور ہزاروں تلامذہ ان کی عظیم علمی یادگار ہیں ان کے خطوط پر ان کے انداز فکر سے بے لوث خدمت کریں گے تو کامیاب وکامران ہوں گے ۔ وہ ایک مضبوط استعداد کی حامل مخلص و بے لوث ٹیم کے ساتھ میدان تدریس وتالیف میں آئے اور وہ بفضلہ تعالیٰ وہ کام کر گئے جو اور جگہ صدیوں میں نہ ہوا۔ دینی لگن مسلکی تڑپ ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی ۔ اسی خلوص وایثار اسی تڑپ اور لگن محنت شاقہ سے حضرت کے تلامذہ دینی خدمات انجام دیں گے تو جامعہ نظامیہ رضویہ شاہراہ ترقی پر اور سدا بہار رہے گا۔ سراپا اخلاص و نیاز حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری، حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی، حضرت مولانا گل احمد عتیقی، حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی، اور دیگر ایثار پسند، وردمند مخلص تلامذہ کے لئے لمحہ فکریہ ہوگا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی بقا ترقی وعروج کے لئے مسلسل سعی پیہم کریں ۔ انہوں نے لاہور میں رحلت فرمائی میلسی کی فضا سوگوار نظر آ رہی ہے ۔ ملک بھر میں اداسی چھائی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

فقیر شاعر تو نہیں لیکن اسی رنج وملال کے عالم میں چند اشعار مرثیہ زبان پر آ گئے جو فقیر

کے قلبی احساسات کی عکاسی کرتے ہیں۔

سانحہ ہے ہجر پرور رحلت عبدالقیوم
حادثہ ہے روح فرسا رحلت عبدالقیوم

اور یہ کہ

آج تو سید و سردار بھی جاتے ہیں
مفتی اعظم و رضا لینے کو بھی آتے ہیں

(سید وسردار سے مراد علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اور حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہما)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کا علمی وروحانی فیض جاری وساری رہے ۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا آپ کی امانتوں کی حفاظت فرمائے ۔ آپ کے سوگوار افراد خانوادہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آپ کی اولاد وصاحبزادگان کو آپ کا صحیح جانشین وعالم باعمل بنائے ۔ آمین

محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی

بانی وسرپرست: بزم انوار رضا اہل سنت وخطیب جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی

(حضرت محترم دام بالکرم فقیر علالت ونقاہت وہجوم غم ویاس وملال کے باعث فی الوقت زیادہ دور علیحدہ علیحدہ نہیں لکھ سکتا۔ معذرت خواہ ہوں۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت صاحبزادہ غلام مرتضی ہزاروی زادکم اللہ علماً وشرفاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

برادرم اخبار کے ذریعے مخدوم العلماء مجدد مدارس اہلسنت قبلہ مفتی صاحب قدس سرہ العزیز کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھی "انا للہ وانا الیہ راجعون" خبر پڑھتے ہی جسم پر رعشہ سا طاری ہوگیا اپنے آپ کو مسلک کے پاسبان سے یتیم سمجھنے لگا حضرت قبلہ مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ جیسی

عظیم نعمت اور عطیہ خداوندی سے ہاتھ دھونے پر آنسو کا سہارا لیا۔

تین دن تک میرے حواس مجھے یہ تعزیتی کلمات ہوش سے لکھنے کی اجازت نہ دے رہے تھے۔ اس عالم درماندگی و بیتم میں سوائے صبر کے اور کر ہی کیا سکتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو جملہ اہل خانہ پر جمیع اعزا اور احباب کو، آپ کے شاگردوں کو، علماء و مشائخ کو عوام اہلسنت کو یہ عظیم سانحہ وارتحال صبر واستقامت سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بلاشبہ حضرت قبلہ مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ جیسے رجل صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں مگر یہ بھی حق ہے کہ ''الولد سر لابیہ'' اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بوسیلہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو عظیم والا کا حقیقی علمی وعملی جانشین بنائے۔ آپ سب کو حضرت کے مشن کو اسی تیزی سے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے غم میں برابر کا شریک آپ کا بھائی

عبدالرحیم رضوی

خریج الجامعۃ الغوثیہ ھدایت القرآن ملتان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترمی ومکرمی قبلہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میں ایک طالب علم ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے متعلق کچھ تحریر کیا کروں بلکہ پورے پاکستان کو ان کا تعارف اچھی طرح ہے۔ مفتی اعظم پاکستان کسی بھی تعارف کے محتاج نہیں، حق گوئی، بے باکی، اعلیٰ دوستی، عملی کام، محنت ومشقت، شفقت کے جس پہلو کی طرف بھی نظر کی جائے ہر پہلو سے مکمل تالیف وتصنیف اور درس وتدریس کا مجموعہ تھے۔

1987ء کی بات ہے جب میں مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں زیر تعلیم ہوا، اس وقت سے انتقال تک مفتی صاحب کی علمی دوستی کا عملی کارنامہ ہی دیکھا مفتی صاحب کا ایک اہم اصول تھا کہ وقت کی پابندی کرتے تھے خواہ وہ مدرسے میں آئیں یا کہیں اور کسی محفل میں شرکت کریں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کھانے کے ناقص ہونے کی وجہ سے تمام طلباء نے ہڑتال کر دی اور تمام اساتذہ کرام مایوس ہو کر خاموش ہو گئے کیونکہ تمام طلباء کا رویہ ہی ایسا تھا، لیکن جس وقت مفتی صاحب مدرسہ میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ پیارے طالب علمو! تم یہاں پڑھنے کے لئے آئے ہو یا اچھا بہتر اور مزیدار کھانا کھانے اور محض فضول کاموں میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنے آئے ہو۔ تو تمام طالب علم مفتی صاحب کی گفتگو جو شفقت، محبت وخلوص سے بھری تھی نہایت ہی شرمندہ ہوئے اور اسی کھانے پر قناعت کرکے اپنی اپنی کلاسوں میں چلے گئے اور اسباق شروع ہو گئے، کیونکہ انہوں نے جو گفتگو کے درمیان اہم بات طالب علموں کے سامنے رکھی کہ اچھے اور لذیذ کھانے تو ہوٹلوں اور گھروں میں پکائے جاتے ہیں، اور صرف مقصد کھانا ہی ہوتا ہے نہ کہ کچھ سیکھنا اس لئے انسان جب کچھ پانے کی یا سیکھنے کی خواہش کرتا ہے تو اس کو کوئی نا کوئی چیز ضرور کھونی پڑتی ہے اس لئے آپ سب بھی یہی سمجھیں کہ ہم نے پانے کے دوران اچھا کھانا اور پینا اور سونا نہیں کیا اسی کو کھویا۔ اگر آج تم وہی چیز کو کھوگے تو تب ہی آپ سارے کل اچھے عالم، معلم اور مہتمم بن سکیں گے، اور ان باتوں کا طلباء پر گہرا اثر ہوا۔ اور ایک یہ ہی نہیں بلکہ اسباق کے دوران بھی جہاں مفتی صاحب کی سختی ہوتی تو اس کے ساتھ ساتھ اتنی شفقت اور پیار دیتے کہ پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ آپ رحمہ اللہ نے ہم پر سختی یا غصہ کیا۔ اگر کوئی سبق سمجھ میں نہ آتا تو اس کو تقریباً بیس مرتبہ سمجھا کر جاتے تھے اور کند ذہن طالب علم بھی اس کو آسانی سے حل کر لیتے تھے، اس طرح میرا پڑھنے کا دور اختتام پذیر ہوا اور میں دورۂ حدیث کرنے کے بعد فارغ ہوا اور انہوں نے ہم کو ڈھیروں کروڑوں دعاؤں اور تحفوں سے نواز کر اور دستار پہنا کر رخصت کیا اور اپنی آنکھوں میں جدائی کا غم اور آنسوؤں کا سیلاب تھا۔ اور اس کے بعد جب بھی مجھے کوئی کام یا مسئلہ درپیش آیا ہوگا تو حضرت

صاحب نے اس کو آناً فاناً حل کر کے دیا ہو گا اور کبھی مایوس نہیں لوٹایا۔ میں ایک ادنیٰ سا مسکین سا اور عاجز سا طالبعلم ان کی نیکیوں، اچھائیوں کو کیا بیاں کروں بلکہ وہ تو خود ہی مکمل واکمل کا ایک مجسمہ تھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتوں، برکتوں اور عظمتوں کا نزول ہو، اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی سفارش اور ان کا سایہ ہمیشہ آپ پر رہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو جنت الفردوس میں ارفع واعلیٰ کامل ومکمل مقام عنایت فرمائے اور قبر سے لے کر حشر تک کی تمام منزلوں کو آسان کرے اور قیامت کے دن حضور پاک ﷺ کی سفارش سے بہرہ مند فرمائے اور اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں نصیب فرمائے اور ساقیءِ کوثر کے مبارک ہاتھوں سے جامِ کوثر کے جام نصیب فرمائے۔ آمین

خاکِ پائے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

والسلام۔ محمد ادریس قریشی

معلم حال: جامعہ فرقانیہ غوثیہ آمینہ کالونی نزد فاضلیہ مارکیٹ باغ آزاد کشمیر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم جناب ایڈیٹر صاحب مجلّہ النظامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہر دور میں علماءِ حق نے اسلام کو زندہ وتابندہ رکھا۔ مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹے لیکن وہ اپنے مشن سے نہ ہٹے، نہ جھکے نہ بکے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ان کا مرغوب اور محبوب مشغلہ رہا، ان کی حق گوئی سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہوا۔ امسندِ تدریس پہ جلوہ افروز ہوئے تو ایک عالم کو مستفید ومنوّر فرمایا۔

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی ذاتِ گرامی حق وصداقت کی علم بردار اور عشقِ رسالت مآب کا کامل واکمل مرقع تھی، محدّث اعظم پاکستان کا یہ رجل رشید اور شاگرد خاص فارغ التحصیل ہونے کے بعد لاہور کے ایک ویرانے لوہاری گیٹ میں ایک درخت کے سائے تلے آ بیٹھا جہاں

موسم کی شدت وحدّت سے بچنے کے لئے سایہ تک میسر نہ تھا۔ اوباشوں، بدمعاشوں اور غنڈوں نے ڈرایا دھمکایا لیکن جس کا سر رب قدیر کی بارگاہ میں جھکا ہو وہ کب کسی کو خاطر میں لاتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہو گئی۔ تعمیر سیرت کے اس سدا بہار چمن میں تقریباً ایک ہزار سے زائد طلباء قرآن وسنت کے علوم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔!

حضرت مفتی اعظم پاکستان صاحب مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوئے تو قال اللہ وقال الرسول کی وجد آفریں اور دل نشیں صداؤں سے ایک عالم کو بقعہ نور بنا ڈالا۔ ملکی، ملی، قومی اور مذہبی خدمات اس قدر گراں قدر ہیں کہ احاطہ ممکن نہیں۔ آپ نے اتحاد بین المسلمین کے لئے ہر لمحہ وقف کئے رکھا۔ تنظیم المدارس کے ناظمِ اعلیٰ منتخب کئے گئے تو یوں محسوس ہوا کہ یہ منصب صرف آپ ہی کو بجتا ہے قواعد وضوابط اور نظم ونسق کا ایسا معیار پیدا کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی بعد ازاں منصب صدارت کا عہدہ تفویض کیا گیا تو تادمِ آخر اس منصب سے وابستہ رہے اور اپنے فرائض منصبی کو کماحقہ نبھانے کا حق ادا کیا۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے آپ کی خدمات کو آنے والا مؤرخ فراموش نہیں کر پائے گا۔

حضرت مفتی صاحب کے انتقال کی خبر پڑھ کر احقر سکتہ میں آ گیا۔ ہوش وحواس اور اعصاب شل ہو گئے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت مفتی صاحب مر گئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب مرے نہیں امر ہو گئے وہ ہزاروں دلوں میں تاابد زندہ رہیں گے! عشق رسالت سے معمور سینوں کو موت نہیں آتی پردہ کر جاتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
اس جہاں سے چھوٹے وہ تو اپنے گھر گئے

خداوند قدوس ہی قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کرتا ہے۔ جہاں تاجدار کائنات جیسی اعلیٰ وارفع اور محبوب ترین ہستی پر موت کا پردہ حائل ہو وہاں اور کون بچے گا۔ سچ فرمایا قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے مفتی صاحب کی وفات اہل لاہور کی نہیں عالم اسلام کی موت ہے۔

مفتی اعظم پاکستان کو خدائے قدیر نے بے پناہ صفات سے متصف کر رکھا تھا۔ وہ ہر دکھ اور کرب خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے۔ لیکن طلباء کا دکھ ان سے کبھی برداشت نہ ہوا۔ گرمی ہو یا سردی علیل ہوں یا صحت مند، ہر روز جامعہ نظامیہ آتے طلباء کو پڑھاتے۔ یہی ان کی زندگی کا محبوب ترین مشن ٹھہرا تھا۔

دم واپسی تک یہاں قیام رکھا...... صبح جامعہ تشریف لائے بچوں کو ترمذی شریف کا درس دیا اور فرمایا علم سے لگا ؤ رکھو زندگی کو اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کر دو۔ بچوں نے کہا حضرت کچھ اور بڑھا دیجئے فرمایا اب کوئی اور پڑھانے والا پڑھائے گا۔ اسی روز اپنے قائم کردہ نئے دار العلوم شیخوپورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آخری بار اپنے لگائے ہوئے چمن کو دیکھا اور بعد نماز مغرب علم وعمل کا یہ آفتاب غروب ہو گیا وہ چپکے سے یوں روٹھ کے چلے گئے جیسے ہم سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہو۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب کی وفات سے صرف اہل لاہور جامعہ نظامیہ کے طلباء اور صاحبزادگان ہی یتیم نہیں ہوئے ان کی وفات سے اہل پاکستان بالعموم اور اہل لاہور بالخصوص ایک بے باک، نڈر، حق گو، راست باز اور پاکباز شخصیت سے محروم اور یتیم ہو گئے۔ احقر پانچ سال قبل ادارہ منہاج القرآن جاتے ہوئے حضرت سے ملا۔ ایک دفعہ کی ملاقات کیا ہوئی کہ میں ان ہی کا ہو کے رہ گیا۔ سوچتا ہوں اب لاہور جاؤں گا تو کس سے ملوں گا۔ مشفق ومہربان شخصیت تو دنیا سے چل بسی، میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں اپنے دکھ اور رنج والم کو الفاظ کا جامہ پہنا سکوں۔ مجھ سے حضرت مفتی صاحب کے ہونہار شاگرد مولانا محمد ادریس قریشی صدر مدرس جامعہ فرقانیہ غوثیہ باغ نے تاثرات لکھنے کو کہا۔ من آنم کہ من دانم، خدائے قدیر ان کے جملہ شاگردوں، معتقدین ،لواحقین کو یہ عظیم سانحہ برداشت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے اور حضرت قبلہ مفتی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے لگائے ہوئے گلستان سے تا ابد علم وعرفان کے چشمہ فیض کے سوتے ہوتے رہیں، حضرت مفتی صاحب کے جملہ شاگردوں

بالخصوص علامہ عبد الحکیم شرف قادری، علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی، اور صاحبزادگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ خالق کائنات ان حضرات کو یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کی قوت مرحمت فرمائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مفتی اعظم پاکستان کے یہ ہونہار شاگرد جامعہ نظامیہ کے گلستان کو مرجھانے نہیں دیں گے اور اس گلستان کی بقاء اور آبیاری کے لے مثبت وجاندار کردار ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

صدا بہاریں اس باغ کدے خزاں نہ آوے
ہون فیض ہزاراں تائیں ہر بکھا پھل کھاوے

والسلام: غلام رسول صدیقی ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن ضلع باغ
خطیب مرکزی جامع مسجد دربار عالیہ دہار شریف کھول عباسیاں باغ آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم جناب حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

استاذ العلماء حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سربراہ اہل سنت مجاہد ملت تھے۔ آپ کے دینی اور ملی کارنامے ہمیشہ کے لئے جریدہ عالم پر ثبت رہیں گے۔ آپ نے زندگی بھر اسلام کی خدمت اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کے تحفظ میں بے پایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ اہل سنت وجماعت کے عظیم محسن تھے۔ آپ کی قائم کردہ دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ سے بے شمار مردان کار اور علمائے حق پیدا ہوئے جو اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف کار ہیں۔

آپ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین اور پیروکار تھے۔ آپ امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور نظریات کو فروغ دینے میں دن رات کوشاں رہتے تھے۔

راقم الحروف استاذ العلماء شیخ الحدیث حافظ محمد عالم صاحب محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد اور نسبتی بیٹا ہونے کی وجہ سے آپ سے ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے وصال سے ملتِ اسلامیہ ایک عظیم مذہبی پیشوا سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے عزیز و اقارب کو یہ ایک عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حافظ نذیر احمد قادری

ضلع مفتی مظفرآباد آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال حقیقتاً لقاء محبوب ہے۔ اس کے بغیر تو چارہ کار نہیں ہے۔ کیونکہ عارضی کے بدلہ میں دوام ہے لیکن رسم دنیا ہے انسان اپنوں کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا اور اپنوں سے بچھڑنا قیامت ہے مفتی صاحب چونکہ اپنے محبوب حقیقی بارگاہ میں حاضری کے لئے حاضر ہو گئے ہیں تو اس امتحان گاہ سے نکل اب نتیجے فائز المرام ہو گئے ہیں۔ اللہ کے حضور عرض گزار ہیں کہ مولا میں نے اپنی ساری زندگی تیرے دین اور تیرے محبوب کی احیائے سنت کے لئے وقف کر دی ہے۔ اب ان کی جدائی اس میں تو رلاتی ہے۔ مگر وہ کامیابی کی بلندیوں پر ہیں اور شاداں و فرحاں ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف خدمات دینی کا صلہ ہے اشاعتِ دینِ محمدی کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو مزید ترقیاں اور بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین

میاں محمد شفیع

سجادہ نشین دربار عالیہ جھاگ شریف ضلع مظفرآباد آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترم و مکرم حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی وفات کی خبر سن کر آپ کے عقیدت مندوں میں یقیناً قیامت صغریٰ برپا ہے عقیدت مند تو رنجور ہیں مگر وہ لوگ جن کا تعلق حضرت مفتی صاحب سے قریب کا نہ سہی دوری کا سہی وہ بھی حضرت مفتی صاحب کی جلالت شان علمی، حق گوئی و بے باکی کے معترف نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مفتی اعظم کو دوررس نگاہ عطا فرمائی تھی آپ اہلسنت و جماعت کی بے بسی اور بیچارگی کو اچھی طرح سے بھانپ چکے تھے۔ اس کی چارہ سازی کے لئے مختلف طرق اور کئی طرح سے انہیں احساس دیا اس کے لئے آپ نے علوم دینیہ کو لازم قرار دیا۔

اور تنظیم المدارس اور جماعت اہلسنت کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ مسلک کی ترجمانی کے لئے امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات و افکار کو پیش کیا اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق منظر عام پر لایا اور ادارہ تحقیقات امام احمد کا قیام اسی سعی جمیل کا ثمر تھا۔

محمد جمیل احمد رضا القادری فاضل جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

خطیب جامعہ مسجد ہانڈی سیراں مظفرآباد آزاد کشمیر

پرنسپل ضیاء القرآن اسلامک سنٹر سماں ہانڈی آزاد کشمیر مظفرآباد

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے وصال سے ملتِ اسلامیہ کو عظیم صدمہ اور نقصان ہوا ہے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ صحیح طور پر اپنے اسلاف کی تصویر کشی کرتے تھے اسلام اور بانی اسلام کے سچے عاشق تھے۔ پابند سنت و شرعی انداز کے محافظ تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی کو اسلام کی اشاعت و خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اور اس کام

پر سختی سے کاربند تھے آپ تمام انسانوں کو نبی کریم ﷺ کا سچا عاشق اور بالخصوص اپنے تلامذہ کو فنافی الرسول کا درس دیتے اور حقیقت میں عشق رسول کے بغیر انسانی زندگی بے معنی اور روحانیت سے خالی نظر آتی ہے آپ نے حق کی عظمتوں کا پرچار مقامِ رسالت ونبوت کا درد واحساس پیدا فرمایا۔

صاحبزادہ میاں عبدالوحید برکاتی

سابق رکن مرکزی زکوٰۃ کونسل آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمہ اللہ کے وصال سے عالم اسلام بالخصوص اور پوری دنیا بالعموم ایک عظیم قائد ایک بے لوث و بے باک پیشوا سے محروم ہوگئی ہے زمانہ اگر اس قسم کے لوگوں کو سورج کی تابانی میں تلاش کرنا چاہے تو اس کو گردش لیل ونہار کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ماہ ونجوم کو اپنی تابانیاں صرف کرنا پڑیں گے۔ آفتاب ہزار ہا چکر کاٹے گا اور ماہتاب کو بھی موسموں کی چیرہ دستیوں کا سامنا کرنا پڑے گا تب جا کر اس کو وہ حق شناس مفتی عبدالقیوم کی صورت میں نظر آئے گا اور کیوں نہ ایسا ہو کہ صرف گوہر کی خاطر ہزار ہا پتھر تراشے جاتے ہیں تب جا کر مقصد ملتا ہے مفتی صاحب کی مثال بھی ایسی ہے۔

صاحبزادہ میاں عبدالمجید صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ سالک آباد شریف

وادی نیلم ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی صاحب

السلام علیکم......

حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے وصال سے آنکھیں پرنم، دل رنجور، بدن لاغر اور روحانیت پرمژدہ نظر آرہی ہے۔ مفتی صاحب بظاہر ہماری نگاہوں سے غائب ہیں لیکن تادمِ حشر اور مابعد آپ ہماری سوچوں کا ہمارے نظریات اور افکار کا

محور اور ہمارے ذہنوں میں شہنشاہ کی مانند راج کرتے رہیں گے۔

آپ نے جو نظام اور جو دستور یہاں دیا۔ اس کی ہمیں ہمیشہ پاسبانی کرنی لازم ہے۔ مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کی خاطر آپ نے انتھک کوشش کی اور اسلام کی عظمتوں کا سکہ منوایا۔ تحریک ختم نبوت جمعیت علمائے پاکستان تنظیم المدارس اور اسلامی درسگاہیں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور شیخوپورہ آپ کی جانفشانی کا ثمر ہیں۔

صاحبزادہ میاں محمد فاروق ناظمِ اعلیٰ مدرسہ انوار المصطفیٰ مواریاں وادی نیلم

تحصیل اٹھمقام ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وما	کان	قیس	ھلک	واحد
ولکنہ	بنیان	قوم	تھدم	ما

گرامی قدر جناب علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ قادری صاحب وجمیع صاحبزادگان کرام حضرت مفتی مرحوم ومغفور۔ سلام مسنون مزاج گرامی

آہ! کن الفاظ سے میں آپ کو صبر کی تلقین کروں کہ خود میرا صبر قابو میں نہیں ہے، آپ کے عظیم المرتبت والد کی رحلت ایک فرد کی موت نہیں بلکہ ایک ادارے، ایک انجمن، اخلاق، شائستگی، انکسار، مذہبی دنیا میں وقار، سنجیدگی، اپنے مقصد میں سچی لگن اور ایک عہد کی موت ہے۔ کاش اور موت تجھے موت آئی ہوتی۔

مفتی صاحب اسلاف کے علم وفضل، تقویٰ وطہارت اور کردار کی تابندگی کے سچے امین تھے وہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت کے مسلکِ عشق ومحبت اور ان کے مشرب شریعت وسنت پر سختی سے کاربند ہونے کے لحاظ سے منفرد حیثیت کے مالک تھے جامعہ نظامیہ رضویہ کی بلند وبالا عمارتیں، اشاعتی کام ہزاروں کی تعداد میں ان کے تلامذہ، ان کے اخلاص وللّہیت، اور عزم وارادے کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، وہ باتوں کے نہیں عمل کے قائل تھے، مفتی صاحب ہاتھ کے سخی اور دل کے غنی تھے،

ان کا دسترخوان بڑا وسیع تھا۔

وہ فروتنی، عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال
کہ چوں سوار بہ منزل رسد پیادہ شود

پاکستان کے اسلامی سٹیج پر ان کے جانے سے جو خلاء واقع ہوا ہے وہ شاید مدتوں پر نہ ہو سکے۔

میں ان کی راہ دیکھتا ہوں رات بھر
وہ روشنی دکھانے والے کیا ہوئے

ذاتی طور پر یہ عاجز اپنے ایک حقیقی محب، سچے غمگسار، بزرگ، دوست اور غائبانہ دعائیں دینے والے کرم فرما سے محروم ہو گیا ہے۔

میرا ان سے نیازمندانہ تعلق تیس سال کے عرصے پر محیط ہے وہ اس درویش بے نوا کی تعظیم و توقیر اس انداز میں کرتے کہ میں شرم سے پانی پانی ہو جاتا گزشتہ سے پچھلے ماہ میری حاضری ہوئی تو جامعہ کے مین گیٹ پر میرا استقبال فرمایا، مجھے شیخوپورہ جامعہ کے نئے کمپلیکس میں ساتھ لے گئے ایک ایک منصوبہ خود دکھایا اور سارا دن ہماری عزت بڑھاتے رہے میرے ساتھ میرے محترم دوست محمد یوسف خان خٹک سابق اکاؤنٹنٹ جنرل سرحد و بلوچستان بھی تھے، جو مفتی صاحب کی سادگی اور درویشی سے بہت متاثر ہوئے مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری ان سے آخری ملاقات ہے افسوس یہ چہرے اب کہاں دیکھنے کو ملیں گے۔

حشر تک پھر ہو گی یہ بات کہاں
ہم کہاں تم کہاں یہ رات کہاں

میری دعا ہے کہ ان کا گلشن سدا بہار رہے۔ ان کی قبر پر نور و رحمت کی بارش برستی رہے

طالب دعا: فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری ایم اے ضلع رحیم یار خان

☆☆☆☆☆☆☆

ہمارے پیارے مفتی اعظم پاکستان، سرمایۂ اہلسنت، جانِ اہلسنت، پہچانِ اہلسنت، فخر اہلسنت، مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے عظیم ہیرو تھے، اتباع سنت نبوی ﷺ ہی زندگی بھر ان کا مشن رہا وہ مسکراتا معصوم چہرہ اب بھی میری نگاہوں کے سامنے رہتا ہے وہ بڑی اپنائیت سے ہر شخص سے ملاقات کرے جیسے کسی صدیوں پرانے رشتہ دار سے ملاقات کر رہے ہوں الفاظ تو بے شمار ہیں لیکن ان کے بارے میں کیا کچھ آپ کی نظر کروں میں تو ان کے ذہن کی عکاسی یوں کروں گا کہ وہ عوام اہلسنت کو یوں اپنے قریب لاتے تھے وہ اس طرح اپنے کردار سے عوام کا دل موہ لیتے تھے جیسے وہ کہہ رہے ہیں کہ

کردار رکھ تو اپنا مثل شجر بنا کر
جو سنگ تجھ کو مارے اسے ثمر عطا کر

والسلام نعیم بھائی

ہرن مینار نزد جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

☆☆☆☆☆☆☆

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

استاد محترم ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور قبلہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قبلہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال شریف کے روز دوپہر تقریباً دو بجے مجھے شیخوپورہ سے جامعۃ المدینہ کراچی فون کیا تھا، مگر میری عدم موجودگی کے باعث بات نہیں ہو پائی مگر جب مفتی صاحب کے وصال کی خبر بعد نماز مغرب ملی تو دل دہل گیا کہ ابھی دوپہر تو حضرت بالکل ٹھیک تھے...... اور اچانک...... خیر اللہ تعالیٰ کو جو منظور...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ پچھلے دنوں قبلہ مفتی صاحب سے فون پر بات ہوئی تھی تو فرمایا کہ الدولۃ المکیہ وغیرہ کے بعد اب ہم حسام الحرمین اور فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ

المبین کی تیاری کر رہے ہیں لہٰذا میں نے گزارش کی کہ اگر اس میں ایک ایسا مقدمہ شامل کیا جائے جس میں اس بات کی وضاحت مدلل ہو کہ حسام الحرمین میں جن پر حکم کفر دیا گیا وہ لوگ تبلیغی جماعت کے اکابر اور الیاس کاندھلوی کے اساتذہ ہیں اور وہابی الاصل ہیں مگر چونکہ اہل عرب اکثر اہلسنت ہیں لہٰذا اس جماعت نے سنی بن کر ساری دنیا میں وہابیت کا پرچار کیا اور سنیوں جیسے اعمال کرتے رہے مگر عقیدہ وہابیہ کو ساری دنیا میں پھیلانے والی حقیقتاً یہی جماعت ہے۔ اس پر قبلہ مفتی صاحب نے رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری گزارش قبول فرمائی چند دنوں بعد جب دوبارہ فون پر بات ہوئی تو میں نے پھر توجہ دلائی قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے مواد جمع کر لیا ہے۔ مگر ترتیب دینا باقی ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ برائے کرم! میری مذکورہ معروضات پر عمل کروانے کی کوشش فرمائیں گے تو ان شاء اللہ اہل عرب کے ہاں اس کتاب کی افادیت کئی گنا بڑھ جائے گی یاد رہے کہ اہل عرب تبلیغی جماعت کو جماعۃ التبلیغ اور اہل سنت کو صوفیاء سے موسوم کرتے ہیں حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ قصوری صاحب چونکہ کچھ عرصہ عرب میں رہ کر آئے ہیں لہٰذا مناسب ہوگا کہ ان سے بھی مشورہ ہو جائے۔

ہم اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ سے اب بھی وہی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں جس طرح مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں رکھے ہوئے تھے۔ قبلہ مفتی صاحب نے فتاویٰ رضویہ شریف اور اس کے علاوہ امام احمد رضا کی دیگر عربی تصانیف پر جو کام کیا ہے وہ ہم اہلسنت پر ایک ایسا عظیم احسان ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

الحمد للہ! میرے استاذ محترم قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بے پناہ شفقت و محبت فرماتے اور اکثر فرماتے کہ تم یہاں میرے پاس آ جاؤ اور تم یہاں بیٹھ کر میرا ہاتھ بٹاؤ اور میں بھی حضرت کو ''ابا جان'' کہہ کر مخاطب ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ

علیہ پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت اہلسنت و جماعت کا خوب دل جمعی اور استقامت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبلہ مفتی صاحب کا نعم البدل عنایت فرمائے۔ آمین آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

العارض

محمد اسلم رضا العطاری

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جناب ایڈیٹر صاحب مجلّہ النظامیہ

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر دل پر چوٹ لگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مفتی صاحب مرحوم پاکستان کے بلند و ممتاز عالم دین تھے۔ علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے مرحوم نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ مسند تدریس پر فائز ہو کر ہزاروں تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرتے رہے، جامعہ نظامیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے آپ نے زندگی وقف کر رکھی تھی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ملی تحریکوں میں بھی آپ نمایاں کردار ادا کرتے رہے، تنظیم المدارس کے پلیٹ فارم سے نصاب تعلیم کو قومی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور مدارس اسلامیہ کے تعلیمی معیار اور نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے خداداد صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھرپور کردار ادا کیا۔ لٹریچر کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے تحقیق و تصنیف کا باقاعدہ شعبہ قائم کیا، علماء کو قرطاس و قلم کے ذریعہ اسلام کی عالمگیر تعلیمات، اسلاف امت کے افکار و نظریات اور تاریخی حقائق پھیلانے کے لئے تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ کیا جس کے نتائج اہل اسلام محسوس فرما رہے ہیں۔ جامعہ نظامیہ، تنظیم المدارس، رضا فاؤنڈیشن، مکتبہ قادریہ اور دیگر ادارے آپ کی علمی یادگار ہیں۔

مفتی صاحب مرحوم کے اچانک رحلت فرما جانے سے ایسا علمی خلاء پیدا ہو گیا ہے جو

مدتوں پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

شریکِ غم: محمد نور المصطفیٰ رضوی چشتی غفرلہٗ

☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا مفتی تنویر القادری صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام خیریت طرفین مطلوب۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت علامہ مولانا مفتی مظہر صفات اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نائب اعلیٰ حضرت سرمایہ اہلسنت وجماعت محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کی خبر بروز بدھ بوقت عصر بتاریخ 27.8.03 جیسے ہی ٹنڈوآدم پہنچی اور جس جس نے سنا دم بخود رہ گیا سکتہ میں آ گیا آنکھوں میں آنسو آ گئے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ آمین

اور ان کے جاری کردہ مشن کو زیادہ تیزی وسرعت کے ساتھ جاری وساری رکھے۔ آمین ہمارے ہاں کے مفتی عبدالرشید صاحب مدظلہ العالی نے خصوصی دعائے مغفرت کا اہتمام فرمایا۔ میرے استاذ محترم مولانا ارشاد اللہ قادری فارغ التحصیل جامعہ نظامیہ کو دلی صدمہ پہنچا۔ کافی دیر سکتہ میں رہے آہیں بھرتے رہے دعاء ترقی درجات فرماتے رہے۔ رب جل مجدہ انہیں اپنی خاص عنایات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہماری طرف سے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے 12 پارہ قرآن پاک کا تحفہ آپ ایصالِ ثواب فرمادیں۔ اور دعا فرمادیں کہ ہمارے شہر میں بھی درسِ نظامی کا شعبہ قوت پکڑ جائے تاکہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ عالمِ دین کے ذریعہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض یہاں بھی جاری ہو جائے۔

فقط والسلام — ساجد حسین عطاری عفی عنہ

عالی مرتبت واجب الاحترام گرامی قدر

منجملہ صاحبزادگان ولواحقین حضرت اقدس استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نور اللہ مرقدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خلاصہ طرفین نیک خواہاں! موت العالم موت العالم، وان العالم لیستغفر لہ من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء۔ حضرت اقدس کی وفات مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے خصوصاً اور ہر علم دوست۔ کے لئے عموماً صدمہ جانکاہ سے کم نہیں ہے۔

ادارہ دارالعلوم حنفیہ رضویہ آپ کے اس دکھ درد میں برابر کا شریک ہے ادارے کی تمام اراکین کی طرف سے آپ سب صاحبزادگان کے لئے پیغام تعزیت ہے۔ دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے تمام لواحقین محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین حضرت اقدس جیسی علم دوست شخصیت صدیوں میں بھی پیدا نہیں ہوتی۔

آپ حقیقتاً مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاسبان تھے ادارہ حضرت اقدس کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے صاحبزادگان سے اس بات کا متقاضی ہے کہ حضرت اقدس کے لگائے ہوئے پودے مرجھانے نہ پائیں۔

فقط والسلام مع الاحترام
محمد عرفان الحق نقشبندی مجددی
ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ رضویہ

☆☆☆☆☆☆☆

جناب استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال ملت اسلامیہ کے لئے بالعموم اور مسلک اہلسنت کے لئے بالخصوص بہت بڑا صدمہ ہے۔

قبلہ مفتی صاحب ایک عظیم مبلغ تھے میں ان کی کس کس بات اور انداز کا تذکرہ کروں

جناب مفتی صاحب کی دینی، سماجی، ملی، سیاسی خدمات محتاج بیان نہیں ہیں، ان کے اخلاق اور بالخصوص بندہ پر کرم فرمائیوں کا تذکرہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ زندگی اس طرح گزاری کہ ان کی حیات قابل رشک بھی ہے۔ اور قابل صد افتخار بھی سنگلاخ چٹانوں اور صحراؤں سے بھی گزرے تو اپنی رعنائی طبع سے انہیں گلزار بنا دیا۔ اسلام قبلہ مفتی صاحب کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ احباب اہلسنت کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ "موت العالم موت العالم" ملتِ اسلامیہ کے لئے اتنا کچھ کیا کہ اس کی مثال دور حاضر میں ملنا یقیناً مشکل ہے۔ اس عالم رنگ وبو میں سدا کون رہا ہے مگر کچھ لوگ دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی زندہ جاوید ہوئے قبلہ مفتی صاحب نے اپنی زندگی اشاعتِ دینِ مصطفیٰ ﷺ اور فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ کے لئے وقف کر رکھی تھی عقائدِ اہلسنت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ بندۂ ناچیز ایسی عظیم ہستی کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہے۔ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں کہ قبلہ مفتی اعظم پاکستان جیسا محدث، مفسر، محقق، عالم دین اور شفیق سرپرست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے استاذ الاساتذہ قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

محمد شکیل خان — مدرس جامعہ چشتیہ ضیاء العلوم دھیر کوٹ

☆☆☆☆☆☆☆

بخدمت اقدس والا مرتبت علامہ مولانا حافظ عبدالرحیم صاحب ہزاروی دام ظلکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام عرض خدمت ہے کہ حضور استاذ العلماء والفضلاء، زینتِ مسند علم الاصول و معقول ومنقول جامع علوم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی عالمِ اسلام مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات عالمِ اسلام کے لئے ایک صدمہ جانکاہ ہے۔ حضرت موصوف یادگار سلف بقیۃ الخلف کی خدمت دین سنہری حروف میں ڈھالنے اور ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ حضرت کی مفارقت نے لرزہ براندام کر دیا ہے۔ خدا جوار رحمت

خاصہ میں عظیم مقام نصیب فرمائے۔ آپ کی جدائی اہلسنت کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کا نہ مٹنے والا صدمہ ہے ہماری جانب سے جامعہ نظامیہ رضویہ کی تمام انتظامیہ اور حضرت کے تمام عزیز واقارب کے لئے یہ دعا ہے کہ خداوند قدوس بوسیلہ مصطفیٰ کریم ﷺ صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق نصیب فرمائے۔ فقط والسلام مع الاکرام

صاحبزادہ ابوعدنان نقشبندی مجددی

مہتمم دار العلوم نقشبندیہ نظامیہ رضویہ آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام گزارش خدمت ہے کہ جناب قبلہ مفتی صاحب کی رحلت کی خبر سن کر راقم سناٹے میں آگیا۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ بجز صبر کے کیا چارہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ الاساتذہ جناب قبلہ مفتی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اہل خانہ کو صبر واجر عطا فرمائے۔ اور ان کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھے۔ آمین

والسلام

محمد شکیل خان

مدرس جامعہ چشتیہ ضیاء العلوم ضلع باغ آزاد کشمیر

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقتدر عالمِ دین، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کا وصال ملک وملت کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ مرحوم موصوف بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ کام کے ساتھ لگن اور خصوصی تعلق ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ خود بھی کام کے دھنی اور دوسروں سے

بھی ایسی ہی خواہش رکھتے تھے۔فتاویٰ رضویہ کی تخریج ان کا ایک منفرد کارنامہ ہے۔اگر وہ اس کی سرپرستی نہ فرماتے تو شاید اتنی تیزی سے مارکیٹ میں اس کا موجود ہونا متعذر رہتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے۔اور لواحقین متعلقین وتلامذہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

حافظ غلام یاسین

مفتی دارالعلوم جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب۔السلام علیکم!

صرف آپ کو نہیں بلکہ دنیائے اہلسنت کو حضرت کی موت سے عظیم صدمہ ہوا پھر حضرت اہل سنت کے ان تھک سپاہی تھے آپ کے وجود مسعود سے ہی تنظیم المدارس کو ترقی ہوئی۔ جماعت اہل سنت کو عزت ملی۔مدارس کی بقاء ہوئی اسلاف کے بعد حضرت کا وجود بھی علماء اور طلباء کے لئے ڈھارس تھا۔تنظیم آپ کے حق میں یہ جملے یاد کرتی ہے۔

ذهب الذين احبهم . وبقيت مثل السيف فردا.

انسان نے جانا ہے۔اللہ رب العزت کا اٹل فیصلہ ہے۔جس کو شاعر بھی کہتا ہے۔

ما احد يخلوا الى البرايا . بل الدنيا تؤول الى زوال .

لیکن ایسی موت جیسے موت نے زندگی بسر کی ہے وہ ایک حیات ہے۔اللہ رب العزت ان کی قبر پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپ کو صبر جمیل اور ان کے صاحبزادگان کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔میری طرف سے حضرت کے خاندان اور آپ اور صاحبزادگان کو اظہار تعزیت۔

اخبار میں بھی خبر دی مدرسہ میں قرآن خوانی کرائی اور 10 ختموں کا ثواب بھی ارسال ہے۔طبیعت سخت خراب رہتی ہے۔شوگر کا مریض ہوں میرے لئے دعا کر دیا کریں۔

منجانب:مولوی محمد عبدالصبور جامعہ غوثیہ رضویہ چوہڑ ہڑپال، راولپنڈی

محترم جناب حضرت مولانا ہزاروی صاحب السلام علیکم۔مزاج شریف

جناب محترم۔کل نوائے وقت لاہور میں حضرت مفتی اعظم پاکستان کا رحلت کا پڑھ کر از حد دلی افسوس ہوا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔حضرت والا علوم اسلامی کے بہت بڑے استاد وعالم دین ہونے کے باوجود انتہائی سادہ طبیعت اور فروتنی عاجزی کا بے مثال نمونہ تھے۔

جون کے آخر میں یا جولائی کے پہلے ہفتہ میں حضرت والا سے ملاقات ہوئی۔حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت فرمائی۔ایسے ہی عظیم المرتبت شخصیات کہاں سے میسر آئیں گی؟

جناب محترم!اسلامی مراکز اور درسگاہوں کے لئے حضرت والا کی رحلت بہت ہی حادثہ فاجعہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قضا بر حال مسلم ہے، مالک الملک کے فیصلے میں مشیت میں کوئی دخیل نہیں ہے اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

فقط والسلام حبیب الرحمٰن زاہد پنڈی راجپوتان کوٹ لکھپت لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم!

ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت والا کے صاحبزادگان اور جملہ متعلقین کی خدمت میں اپنے ٹوٹے ہوئے الفاظ کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں۔

﴿......محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جگمگاتا ہوا چراغ چھپ گیا......﴾

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بہت بڑا صدمہ ہے ان کے کارنامے تاریخ اہلسنت میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں، مسلک حق اہلسنت وجماعت کی خوب آبیاری کی ہر قسم کی دھوپ مخالف ہواؤں سے بچا کے رکھا ان کی سرپرستی میں چلنے والے علمی ادارے اشاعت دین کے مراکز رہتی دنیا تک آباد وشاد رہیں گے۔اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص جوار

رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ دنیائے سنیت کی زمین کے ہر کونے تک جامعہ نظامیہ کے ذریعے سیرابی اور فیضان کا جاری کر دینا ان کی خصوصی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دعائے کے لئے طلبگار

حافظ محمد رفیق قادری مصطفائی، مہتمم جامعہ انوار مصطفیٰ سکھر سندھ

☆☆☆☆☆☆☆

بخدمت جناب محترم المقام علامہ صدیق صاحب ہزاروی

وعلامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام مسنون امید ہے کہ آپ نفوس قدسیات کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

ہمیں حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم پاکستان عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر انتہائی دکھ ہوا اور ساتھ ہی اپنی اس مملکت اسلامیہ پاکستان کا ایک عظیم کہنہ مشق مفکر اور صالح و متقی عالم دین سے محروم ہونا ایک عظیم سانحہ سے کم نہیں ہے۔ عالم اسلام بالعموم اور اہلسنت وجماعت بالخصوص اس صدمے کو صدیوں نہ بھلا پائیں گے۔ آپ کی دینی وملی خدمات روز آفتاب کی طرح زندہ جاوید رہیں گی اور آپ کے لئے ایصال ثواب کا موجب بنیں گی۔

رب قدیر مفتی صاحب کی قبر انور پر اپنی رحمت ومغفرت کی بے شمار بارشیں نازل فرمائے۔ آمین۔

محمد مقبول الرحمٰن نقشبندی مرکزی سیکرٹری اطلاعات ونشریات فورم

☆☆☆☆☆☆☆

بخدمت جناب ایڈیٹر مولانا محمد اکرام اللہ بٹ صاحب ''مجلہ النظامیہ''

السلام علیکم!

سابق صدر انجمن دوکانداران رجسٹرڈ اندرون لوہاری گیٹ لاہور، شیخ محمد سردار اور سابق جنرل سیکرٹری عبدالقیوم (نمائندہ نادرا) نے مشترکہ طور پر مفتی اعظم علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ صاحب کی وفات امت مسلمہ کے لئے ایک سانحہ سے کم نہیں ہے۔

ہم آپ کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آپ نے زندگی بھر مسلمانوں میں اتحاد اور تمام فرقوں میں ہم آہنگی کے فروغ اور فرقہ واریت اور لسانی وعلاقائی تعصبات کے خاتمے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ آپ کی وفات سے عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ کی تحریر کردہ تصانیف اور تدریس سے ہزاروں طلباء فیض یاب ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اور اس صدقہ جاریہ کا فیض ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

منجانب:

شیخ محمد سردار
سابق صدر انجمن دوکانداران
اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

عبدالقیوم (نمائندہ نادرا)
سابق جنرل سیکرٹری انجمن دوکانداران
اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

☆☆☆☆☆☆

برادرم مولانا غلام فرید صاحب، اخی محترم محمد سعید صاحب و برادران السلام علیکم

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال تمام عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آج نہ صرف ہم تلامذہ سوگوار ہیں بلکہ تمام اہل دل، اہل ایمان مفتی

صاحب کی جدائی میں مغموم و دل گیر ہیں، اہل سنت کا ہر فرد اداس ہے۔

برادران گرامی! مفتی صاحب ہم سب کے باپ، مربی، مونس وغم گسار تھے ان کی شفقت ومحبت آخری وقت تک ہمارے شامل حال رہی، وفات سے 12 دن قبل 14 اگست 2003ء کی رات گیارہ بجے اپنے رفیق خاص حاجی محمد دین، برادر خورد حافظ عبدالرحیم اور فرزند اکبر محمد سعید کے ہمراہ ہمارے پاس پھام گلی اوگی تشریف لائے، رات ہمارے پاس گزاری صبح 9 بجے تک ہمیں ہدایات و دعا دیتے رہے۔

ہمیں قدم بوسی کا موقع عنایت فرمایا، فرمانے لگے والد صاحب مولانا محمد صفی اللہ صاحب مرحوم کی وفات کے بعد تم لوگ ایک دفعہ کے علاوہ لاہور نہیں آئے۔ تمہیں تشفی وتسلی دینے کے لئے میں خود آیا ہوں، ہم سب برادران مولانا حکیم اللہ صاحب، مولانا حفیظ اللہ، مولانا مفتی اظہار اللہ، راقم احسان اللہ اور دیگر کو صبح کے ناشتے میں ساتھ بٹھا کر زبردست قسم کی تلقین فرمائی اور نو بجے رخصت ہوتے وقت محبت بھری آنکھوں سے دیکھا، افسوس ہم نہ سمجھے کہ آخری دیدار وملاقات ہے۔

افسوس صد افسوس پہاڑوں کی چوٹی پر ہمیں تسلی دینے والا خود تشریف لا کر سروں پر دست شفقت رکھنے والا، مربی باپ ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ آپ استقامت کے پہاڑ اور زبردست اعصاب کے مالک تھے۔

جامعہ نظامیہ کے ابتدائی سال نہایت ہی کٹھن تھے، مخالفین کا مقابلہ صرف اور صرف آپ ہی کا حصہ ہے، زہد وتقویٰ میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ دین کی خدمت واشاعت آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ، تنظیم المدارس کا قیام وسرپرستی، ملک و بیرون ملک ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ کی دینی سرگرمیاں، آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں

آپ کی زندگی نمود ونمائش سے پاک تھی، سادہ زندگی بسر فرماتے، احباب وتلامذہ کے ساتھ نہایت ہی محبت فرماتے، حوصلہ افزائی فرماتے، اور خدمت دین کی رغبت فرماتے، آپ

ولی کامل، صاحب نظر، روشن ضمیر، عاشق رسول تھے۔ میں نے آپ کی بہت سی کرامات کو دیکھا ہے ان شاء اللہ کسی وقت تفصیل سے عرض کروں گا، علاوہ ازیں پوری زندگی سنت کے مطابق گزاری پوری زندگی قال اللہ وقال الرسول کی اشاعت میں بسر ہوئی اس سے بڑھ کر کوئی ولایت نہیں۔

ہم نے 15.16 سال آپ کی خدمت میں گزارے ہیں، اس طویل عرصہ میں ہم نے آپ کو وقت کا پابند پایا، اسباق میں کبھی ناغہ نہیں ہوا، آپ کو طلبہ کے قیمتی وقت کا زبردست احساس ہوتا تھا، اور ہر وقت عشق رسول کا درس دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ مفتی اعظم پاکستان کے درجات کو بلند فرمائے اور صاحبزادگان کو ان کی برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

از احسان اللہ قادری

دار العلوم عربیہ، پھام گلی اوگی مانسہرہ ڈویژن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عزت مآب جناب مولانا غلام فرید ہزاروی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم!

مجھے آپ کے محترم بھائی اور اپنے استاذ محترم ذی وقار علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی وفات کا سن کر انتہائی قلبی وذہنی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور حضرت محترم کے بچوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ہمارے مشفق ومخدوم ومحترم استاذ گرامی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ میں ان دنوں سخت بیماری اور ضعف بدن کا شکار ہوں میرے لئے بھی نماز میں دعا فرمائیں۔ ان شاء اللہ حاضر خدمت ہوں گا۔

والسلام

قاضی غلام کبریا — مکان نمبر۹۹۲ سیکٹر۲، ہری پور ہزارہ

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ رضوی زید مجدہٗ

سلام مسنون!

بعدہٗ: حضرت قبلہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پُر ملال دنیائے اہلسنت کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ یہ بات لاریب ہے کہ قبلہ مفتی صاحب کی وفات حقیقتاً موت العالم موت العالم ہے اگرچہ قبلہ مفتی صاحب کے لگائے ہوئے اس گلستانِ علم کو آپ جیسے مشفق اور محنتی اساتذہ کرام ہرا بھرا رکھنے کے لئے کافی ہیں تاہم اس گلستانِ علم کے ناظرین اور علم کے پیاسوں کے لئے اصل نور پوشیدہ ہو چکا ہے۔ بندۂ ناچیز اور دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے تمام اساتذہ کرام اور طلباء اس غم میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے :اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اوران کے اس گلستانِ علم کو تاقیامِ قیامت قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

از: محمد نواز سعیدی: آف اوچ شریف ضلع بہاولپور

فاضل: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حال: استاذ شعبہ درس نظامی

خیابان جامی پنجاب کالونی کراچی ۔ گذری روڈ

☆☆☆☆☆☆☆

محترم المقام استاذ العلماء سرمایہ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم......!

مزاج گرامی...... مفتی اعظم پاکستان فخر اہل سنت

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وصال کی خبر سن کر نہایت دلی صدمہ ہوا۔ قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ملتِ اسلامیہ اور بالخصوص اہل سنت

والجماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہمارے ہاں پہلے ہی قحط الرجال کا مسئلہ شدت اختیار کر رہا ہے۔ اور پھر حضرت قبلہ مفتی اعظم صاحب کی شخصیت کا ہمارے سر سے اٹھ جانا بہت بڑا خلا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو ہم تمام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ادارہ کے جملہ منتظمین، مدرسین، طلباء آپ کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کے جملہ متعلقین قبلہ مفتی صاحب کے اہل خانہ کے ساتھ ہم اظہار خیال کرتے ہیں، اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے لواحقین، متوسلین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام: محمد ابراہیم رضوی و جملہ متعلقین ادارہ

مدرسہ جامعہ رضویہ مظہر العلوم بیرون دولت گیٹ لاہور

☆☆☆☆☆☆☆

محترمی و مکرمی جناب محمد صدیق ہزاروی صاحب

السلام علیکم............ خیریت موجود خیریت مطلوب

آپ کی زیارت و ملاقات نہ ہو سکی، حضرت مفتی صاحب کا فوت ہو جانا پوری ملتِ اسلامیہ کا نقصان ہے، آپ کی بڑی خدمات ہیں جو سنہری حروف سے لکھنے والی ہیں، اللہ جل مجدہ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور آپ سب کو صبر کی توفیق دے۔

والسلام: حافظ محمد عبدالحلیم نقشبندی

مہتمم جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ، لائن پارک چکوال

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نمازِ جنازہ مفتی اعظم علیہ الرحمۃ

رپورٹ: مولانا محمد اعظم نورانی، محمد کاشف جمیل

تنظیم المدارس کے صدر اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کو ہزاروں آہوں اور سسکیوں کے ساتھ شیخوپورہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے نیو کمپلیکس میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔
ملک کی نامور علمی اور سیاسی شخصیات نے عتیق سٹیڈیم، لاہور اور شیخوپورہ میں آپ کے جنازے میں شرکت کی۔

تنظیم المدارس کے صدر اور معروف علمی دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے مہتمم اور ہزاروں جید علماء کے استاذ شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بھرپور علمی دینی خدمات پر مبنی زندگی گزارنے کے بعد دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

آپ کی نمازِ جنازہ عتیق سٹیڈیم لاہور اور پھر جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں ادا کرنے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ میں آپ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں عوام کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے علاوہ ہزاروں علماء و مشائخ شریک ہوئے۔

لاہور میں آپ کی نمازِ جنازہ حضرت علامہ مولانا امام الشاہ احمد نورانی صدیقی صاحب مدظلہ العالی صدر جمعیت علماء پاکستان نے پڑھائی اور شیخوپورہ میں آپ کی نمازِ جنازہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی سینئر نائب امیر جماعت اہلسنت پاکستان نے پڑھائی۔

جنازہ میں زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی جن میں سے چند نمایاں شخصیات میں جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب

صدر جماعت اہلسنت پاکستان، صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی صاحب۔ جانشین حافظ الحدیث صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم مشہدی صاحب، بھکھی شریف۔ جانشین محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ فضل رسول حیدر صاحب، فیصل آباد، علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری، ملتان۔ پیر طریقت پیر عبدالخالق بھرچونڈی، امیر مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان، شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب۔ پیر طریقت پیر سید معروف حسین شاہ صاحب لندن۔ ڈاکٹر مفتی منیب الرحمٰن، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی۔ علامہ مولانا غلام محمد سیالوی، کراچی۔ مفتی جمیل احمد نعیمی، کراچی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان۔ جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ فضل کریم (ایم این اے) فیصل آباد۔ پیر طریقت صاحبزادہ حمید الدین سیالوی، سرگودھا۔ سید ریاض حسین شاہ، ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان۔ پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی، ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان، مولانا جان محمد نعیمی، کراچی، صاحبزادہ محب اللہ نوری، بصیر پور۔ صاحبزادہ امین الحسنات، مفتی محمد امین صاحب، مولانا سعید احمد اسعد، فیصل آباد۔ مولانا حاجی ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ پیر سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی۔ مولانا قاری خادم حسین چشتی، انگلینڈ۔ مولانا پیر منظور احمد شاہ، ساہیوال۔ مولانا مفتی شیخ فرید احمد، مظفر آباد آزاد کشمیر۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپور شریف، جنرل (ر) کے ایم اظہر لاہور۔ مفتی غلام سرور قادری سابق صوبائی وزیر محکمہ اوقاف پنجاب، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایم این اے، پیر سید کبیر علی شاہ چورہ شریف۔ شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی، بھکر۔ صاحبزادہ عتیق الرحمان ڈھانگری شریف، قاری سید صداقت علی شاہ، لاہور۔ مولانا محمد عارف نوری صاحب، پیر اعجاز احمد ہاشمی۔ مفتی غلام فرید ہزاروی ایم پی اے گوجرانوالہ، سید وجاہت رسول قادری، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی۔ پروفیسر الشیخ حازم محمد عبدالرحیم المحفوظ المصری (مصر)۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپور شریف۔ خادم حسین وٹو، صوبائی وزیر محکمہ اوقاف، قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی، مفتی گل احمد عتیقی، علامہ پیر محمد چشتی، پشاور۔ صاحبزادہ عبدالمالک، میانوالی۔ قاری زوار بہادر، مفتی

عبدالحلیم نعیمی، صاحبزادہ جمیل الرحمٰن شاہ، کاموکی۔ شیخ الحدیث مفتی عبدالحلیم سیالوی جامعہ نعیمیہ لاہور، پروفیسر اشفاق احمد جلالی قاری محمد حنیف وہاڑی، میاں صغیر احمد صاحب، کوٹلہ شریف، مولانا قاضی مظفر اقبال رضوی لاہور، صاحبزادہ پیر محمد اقبال خان ربانی چھانگا مانگا۔ قاری محمد رفیق باروی ،کوٹ اڈو۔ خواجہ سعد رفیق ایم این اے۔ حاجی قیصر امین بٹ، ایم پی اے۔ چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ۔ آغا عبدالرحمٰن ہری پور۔ مولانا محمد فضل الحق نقشبندی۔ قاضی عابد الدائم دائم ہری پور۔ مولانا یعقوب رضوی گجرات۔ مولانا محمد طاہر سیالوی، کراچی۔ مولانا ندیم نقشبندی گجرات۔ مولانا مشتاق احمد خان۔ مولانا محمد اسماعیل خان، اور دیگر زعمائے امت شریک تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

جن احباب نے بیرونِ ملک سے ٹیلیفون پر تعزیت کی۔

مفتی احمد یار صاحب (سابق مدرّس جامعہ نظامیہ لاہور) ابوظہبی۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب، ہانگ کانگ۔ محمد ارشد محمود صاحب، ڈنمارک۔ قاری حق نواز صاحب، جنوبی افریقہ۔ نواز احمد صاحب، لندن۔ قاری محمد ابراہیم صاحب۔ لندن۔ مولانا بشیر احمد سیالوی صاحب وحاجی ایوب صاحب، لندن۔ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب۔ برمنگھم انگلینڈ۔ مفتی یار محمد صاحب، دوبئی۔ حاجی رحمت صاحب، دوہا۔ قاری یوسف بغدادی صاحب، ہالینڈ۔ حافظ محمد زمان صاحب، لندن۔ حاجی رفیق صاحب، دوبئی۔ رضوان صاحب، انگلینڈ۔ جاوید صاحب، انگلینڈ۔ سید میراں افضل شاہ، انگلینڈ۔ قاری اشتیاق صاحب، کویت۔ حافظ محمد رضوان، برمنگھم، انگلینڈ۔ ایوب صاحب، سکاٹ لینڈ انگلینڈ۔ حاجی نزیر صاحب، لندن۔ مولانا ریاض صمدانی، مانچسٹر۔ حافظ عبدالغفور، ایڈنبرا۔ عامر شریف، لندن۔ قاری طارق محمود صاحب مانچسٹر۔ حافظ عتیق صاحب، مانچسٹر۔ حافظ احمد شیر برکاتی، مانچسٹر۔ ملک غضنفر علی صاحب، لندن۔ حاجی غلام حسین صاحب، لندن۔ حاجی نواز صاحب، لندن جاوید احمد صاحب، لندن۔ نواز خان صاحب، لندن۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ

کا وصال اور

اخباری تراشے

جامعہ نظامیہ رضویہ

لاہور/شیخوپورہ

(2003ء) میں فارغ التحصیل ہونے والے

علماء عظام، قراء کرام اور حفاظ کرام

کے اسماء گرامی

فارغ التحصیل علمائے کرام (الشہادۃ العالمیہ 2003) جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

نمبر	نام	ولدیت	پتہ
۱	مولانا سید شاہد حسین	سید بشیر حسین	چٹھہ چک نمبر ۳۶ ضلع شیخوپورہ
۲	مولانا محمد نواز بشیر جلالی	محمد بشیر	جلال پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد
۳	مولانا محمد عمران الحسن	محمد مالک	بمقام پنڈو ضلع حافظ آباد
۴	مولانا ظفر اقبال	محمد اعجاز	بمقام بھال ضلع اٹک
۵	مولانا محمد شبیر	محمد لطیف	میرپور آزاد کشمیر
۶	مولانا حسن جاوید	محمد حسین	مٹھن آباد ضلع بہاولنگر
۷	مولانا محمد امان اللہ خالد	محمد عاشق	علی رضا آباد، لاہور
۸	مولانا ریاض احمد رضا	محمد افراہیم	چک نمبر 17 چھانگا مانگا قصور
۹	مولانا سجاد احمد	غلام رسول	بمقام ہریال، ضلع نارووال
۱۰	مولانا شاہد حسین	فیض احمد	محلہ نبی پورہ ضلع شیخوپورہ
۱۱	مولانا آصف محمود تبسم	معروف خان	اڈیالہ ضلع راولپنڈی
۱۲	مولانا عبد الغفار	عبد المجید	بستی قاضیاں والی، ضلع بہاولنگر
۱۳	مولانا ارشد علی	مسکین علی	بمقام قادر آباد ضلع منڈی بہاؤالدین
۱۴	مولانا محمد منظور	فضل دین	چھم جلہ مظفر آباد، آزاد کشمیر
۱۵	مولانا محمد عمران فاروقی	ماسٹر امانت علی	فاروق آباد، شیخوپورہ
۱۶	مولانا محمد یوسف القادری	محمد رمضان	چک نمبر 17.AH خانیوال
۱۷	مولانا بشارت علی	محمد الیاس	جاتری کہنہ شیخوپورہ
۱۸	مولانا نبی محمد	فیض احمد	جسوکے، ضلع اوکاڑہ
۱۹	مولانا محمد مشتاق احمد	فیض احمد	عارف والہ پاکپتن شریف
۲۰	مولانا محمد اسلم تبسم	محمد عنایت	بمقام وریام ضلع منڈی بہاؤالدین
۲۱	مولانا نیاز احمد نقشبندی	محمد الیاس	چک نمبر ۷ گ ب ضلع فیصل آباد

۲۲	مولانا غلام رسول	شفیع محمد	کوٹ رادھا کشن ضلع قصور
۲۳	مولانا محمد اسلم	خدا بخش	تونسہ شریف ڈیرہ غازیخان
۲۴	مولانا منور علی رضوی	مقبول احمد	دنیاپور ضلع لودھراں
۲۵	مولانا محمد یٰسین حاکی	شاہ محمد	بستی میاں حاکم علی ضلع وہاڑی
۲۶	مولانا محمد طیب خان	محمد ایوب خان	ہوتھلہ آزاد کشمیر
۲۷	مولانا محمد عبدالحلیم	محمد سلیمان	زرگر ڈاکخانہ کلے ضلع مردان
۲۸	مولانا محمد طاہر خان	زیارت گل	تحصیل تخت بھائی ضلع مردان
۲۹	مولانا مقبول احمد	عبدالرحمٰن	فتح پور ضلع وہاڑی
۳۰	مولانا سردار احمد رضا	حسن علی رضوی	مدینہ ٹاؤن میلسی، ضلع وہاڑی
۳۱	مولانا محمد یونس ہزاروی	عزیز الرحمٰن	سانڈہ، پچشہ بلہ، مانسہرہ
۳۲	مولانا محمد اکبر	محمد یعقوب	کریم پارک لاہور
۳۳	مولانا طالب حسین	سومر فقیر	تحصیل فیض گنج ضلع خیرپور، سندھ
۳۴	محمد رمضان چشتی	نور خان	حاجی مورہ ڈیرہ اسماعیل خان
۳۵	مولانا عبدالغفور	عبدالستار	لنڈے شاہ ضلع مردان
۳۶	مولانا مقصود احمد نقشبندی	منظور احمد	عنیو والی ضلع نارووال
۳۷	مولانا دلشاد احمد	نصراللہ خان	اللہ داد کالونی، اوکاڑہ
۳۸	مولانا سجاد حسین	محمد عظیم	گاؤں نیپالی، کوٹلی آزاد کشمیر
۳۹	مولانا اعجاز احمد باسط	میاں محمد بخش	بھیروال ضلع منڈی بہاؤالدین
۴۰	مولانا محمد امجد قصوری	تاج دین	چراغ شاہ، قصور
۴۱	مولانا غلام مصطفیٰ انجم	بشیر احمد	آدوکے ضلع نارووال
۴۲	مولانا شاہد رضا عطاری	محمد اقبال	رنگ محل، لاہور
۴۳	مولانا محمد حنیف اللہ	غلام نبی	دواریاں ضلع مظفرآباد
۴۴	مولانا خواجہ محمد اقبال	خواجہ عبدالخالق	دواریاں ضلع مظفرآباد

۴۵	مولانا سردار افتخار چشتی	محمد قلندر	باریاں ضلع مظفرآباد
۴۶	مولانا شاہد اقبال	محمد حسن	کیاں شریف، ضلع مظفرآباد
۴۷	مولانا رسول بخش	محمد صادق	فیض گنج، خیرپور
۴۸	مولانا قاری محمد سلطان	غلام سرور	بستی درویش والا، ضلع لودھراں
۴۹	مولانا محمد حنیف رضا	محمد شہباز	ڈیرہ دین پناہ ضلع مظفرگڑھ
۵۰	مولانا محمد شفیق سعیدی	ملک امام بخش	موضع باڑیاں مظفرگڑھ
۵۱	مولانا اسرار احمد چشتی	حاجی احمد بخش	محلہ کریم آباد مظفرگڑھ
۵۲	مولانا محمد رمضان	مولانا شیر محمد	گجری شہر ملتان
۵۳	مولانا محمد بلال حسنی	حبیب اللہ	اڈو طلائی والہ، راجن پور
۵۴	مولانا غلام مرتضیٰ چشتی	غلام رسول	کھوکھا شریف، جہلم
۵۵	مولانا حافظ وقار احمد	محمد اشرف سیال	ملتان روڈ، لاہور
۵۶	مولانا خلیل احمد	حاجی محمد شریف	کھنڈ، بھمبر
۵۷	مولانا عبدالغفار اختر	محمد اکرم مہر	بابابالا، اوکاڑہ
۵۸	مولانا رشید احمد قادری	صابر حسین	کسیر گڑھ، قصور
۵۹	مولانا شہزاد احمد سجاد	حافظ بشیر احمد	جراء، گوجرانوالہ
۶۰	محمد ضیاء اللہ	مولانا محمد رفیق	ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
۶۱	مولانا حافظ منصور احمد نعیمی	ہدایت علی	مسلم گنج کاموکی ضلع گوجرانوالہ
۶۲	مولانا حافظ محمد صدیق	حاجی کریم بخش	چک 45k.b ضلع وہاڑی
۶۳	مولانا حافظ محمد یعقوب	عیسیٰ خاں	جابو خیل ضلع لکی مروت
۶۴	مولانا حافظ قدیر حسین	گلبہار حسین	ایسر پنڈ کلاں میرپور آزاد کشمیر
۶۵	مولانا امجد اسلام امجد	سائیں غلام احمد نثار	سوہڑہ شریف ضلع کوٹلی
۶۶	مولانا قاری غلام مصطفیٰ	قاری محمد اسلم	محلہ مصطفیٰ آباد ضلع سیالکوٹ

۶۷	مولانا حافظ غلام مصطفیٰ	محمد رفیق	سید خیال ضلع سیالکوٹ
۶۸	مولانا فتح محمد	غلام حیدر .	شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازیخان
۶۹	مولانا عنایت اللہ	غلام عابد	موضع گروٹھ ضلع بھکھر
۷۰	مولانا مقصود احمد رضوی	حافظ نعمت علی	ویری واہن ضلع وہاڑی
۷۱	مولانا مقصود احمد نظامی	حاجی نظام الدین	چک 90w.b ضلع وہاڑی
۷۲	مولانا محمد زبیر قادری	محمد علی	موہلن وال ضلع لاہور
۷۳	مولانا محبوب حسین	گلزار حسین	بل دھرم سال آزاد کشمیر ضلع کوٹلی
۷۴	مولانا نوید احمد نقشبندی	مولانا ثناء اللہ	محلہ سلطان پورہ ضلع شیخوپورہ
۷۵	مولانا یحییٰ رضا قادری	فضل الرحمٰن	چک ۳۶ یو سی مریدکے ضلع شیخوپورہ
۷۶	مولانا معین الدین	حمید الدین	ضلع مظفرآباد، آزاد کشمیر
۷۷	مولانا سید احمد حسین شاہ	سید محمد عظیم شاہ	اعوان چک ضلع حافظ آباد
۷۸	مولانا قاری عبد المجید	خنک خاں	گلیال کلاں ضلع اٹک
۷۹	مولانا محمد فضل دین	حافظ نظام دین	گلیاں کلاں ضلع اٹک
۸۰	مولانا محمد ریاض	حاجی شمس الدین	محلہ عثمان آباد ضلع اٹک
۸۱	مولانا حافظ محمد ضیاء الرحمٰن	صوفی عبد الرحمٰن	ببول ضلع راولپنڈی
۸۲	مولانا مقصود احمد	غلام شبیر	پڑی ڈھوک نمبردار ضلع اٹک
۸۳	مولانا محمد خاں	محمد حنیف	پڑی ڈھوک نمبردار ضلع اٹک
۸۴	مولانا قاری زاہد اقبال	رب نواز	ڈھوک دگر ضلع اٹک
۸۵	مولانا عارف محمود قادری	عبد الکریم خاں	محلہ نور پورہ ضلع میانوالی
۸۶	مولانا خواجہ معین الدین	مولانا رکن الدین	محلہ عالم خاں خیل موچھ ضلع میانوالی
۸۷	مولانا حافظ عبد المجید	محمد خاں	سکندر آباد ضلع میانوالی

۸۸	مولانا محمد مشتاق شاکر	محمد عثمان	باگڑی ضلع میانوالی
۸۹	مولانا محمد ابراہیم	غلام حسین	باگڑی احمد بخش ضلع میانوالی
۹۰	مولانا محمد جاوید اقبال	کرم داد	مبارک آباد ضلع میانوالی
۹۱	مولانا قاری عبد الروف	حاجی غلام حسن	محلہ بازانوالہ ضلع میانوالی
۹۲	مولانا مشتاق صابر	مظفر حسین	گالے والی ڈیرہ اسماعیل خاں
۹۲(۱)	محمد الطاف	نبی محمد	تحصیل سہنسہ ڈاکخانہ سہر منڈی ضلع کوٹلی

فارغ التحصیل قراء عظام (۲۰۰۳ء) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۹۳	قاری سید طیب حسین شاہ	سید فقیر حسین شاہ	موسیٰ محلہ سیداں ضلع اٹک
۹۴	قاری محمد قدیر	محمد رفیق	آلو مہار شریف سیالکوٹ
۹۵	قاری محمد احمد حسن	محمد یونس	محلہ رحماپورہ، گوجرانوالہ
۹۶	قاری محمد مدثر حسین	صوفی منظور حسین	گلشن بشیر کالونی، سرگودھا
۹۷	قاری محمد سرفراز	محمد نواز	چک ۱۰۸ شمالی سرگودھا
۹۸	قاری عابد علی	حاجی ضیاء الدین	مغل پارک نزد امامیہ کالونی، شیخوپورہ
۹۹	قاری محمد یاسر	محمد حامد	مزنگ، لاہور
۱۰۰	قاری قیصر محمود	محمد بخش	گولپور پنڈ دادنخان، جہلم
۱۰۱	قاری شہزاد فضل	فضل الرحمٰن	مریدکے، شیخوپورہ
۱۰۲	قاری محمد اختر رسول	غلام یٰسین	چک L.E.R123 خانیوال
۱۰۳	قاری عبد الرحمٰن چشتی	نور محمد	شاہ پور صدر، سرگودھا
۱۰۴	قاری محمد ثاقب	غلام رسول	نبی چاند، گجرات
۱۰۵	قاری محمد عامر رضا	حاجی محمد طفیل	کوٹلی خانوں، سیالکوٹ
۱۰۶	قاری نذیر احمد	اللہ بچایا	چوآلی، رحیم یار خاں

۱۰۷	قاری محمد تنویر حسین	محمد حسین	جبی نوشہرہ
۱۰۸	قاری عبدالمالک صابری	مولانا اللہ نواز	ترک وال اڈہ، رحیم یار خاں
۱۰۹	قاری محمد آصف قاضی	قاری امتیاز احمد	لڈن، وہاڑی
۱۱۰	قاری عابد حسین	حافظ محمد رمضان	سلیمان آباد، سرگودھا
۱۱۱	قاری حق نواز سعیدی	حاجی غلام قادر	ڈاڈی والہ، مظفر گڑھ
۱۱۲	قاری محمد مبشر محمود	محمد اسلم	لڈن وہاڑی
۱۱۳	قاری آصف محمود	قاری محمد اشرف	لڈن، وہاڑی
۱۱۴	قاری محمد اعظم	علی محمد	کوٹ حاکم خاں نون، سرگودھا
۱۱۵	قاری نوید احمد	منظور حسین	ساداںنوالی، گوجرانوالہ
۱۱۶	قاری یار نعیم	محمد یوسف	بھر تھہ شرقی، سرگودھا
۱۱۷	قاری محمد ماجد	محمد سلیم	رتہ پیراں، شیخوپورہ
۱۱۸	قاری سید نوید الحسن	سید سعید الحسن	۱۲۵ شمالی، سرگودھا
۱۱۹	قاری مہتاب ایوب	محمد ایوب	بھوباڑی، مانسہرہ
۱۲۰	قاری سرفراز احمد چشتی	محمد شریف	لودھرے، حافظ آباد
۱۲۱	قاری غلام عباس چشتی	صوفی غلام علی	اعوان کالونی، گجرات
۱۲۲	قاری کاشف شہزاد	امداد علی باجوہ	چندووال کلاں، نارووال
۱۲۳	قاری محمد الیاس تونسوی	حافظ عبدالعزیز	شادن لنڈ، ڈیرہ غازیخاں
۱۲۴	قاری احمد رضا	محمد اسلم	چک شہبازیاں، پاکپتن شریف
۱۲۵	قاری محمد اشتیاق	ملک محمد دین	تھبولی شریف، گوجرانوالہ
۱۲۶	قاری عبدالجبار	حاجی فقیر محمد	رہوالی، گوجرانوالہ
۱۲۷	قاری عبدالحفیظ	جنید علی	فیض گنج، خیر پور میرس

۱۲۸	قاری غلام حیدر	غلام رسول	بادہ، مظفر گڑھ
۱۲۹	قاری امان اللہ تونسوی	محمد بخش	بستی کاچھل، ڈیرہ غازیخاں
۱۳۰	قاری محمد شبیر قریشی	حاجی محمد بشیر	تیال باڑی، مظفر آباد آزاد کشمیر
۱۳۱	قاری محمد اکرم سعیدی	عبدالخالق	باقر شاہ شمالی، مظفر گڑھ
۱۳۲	قاری محمد نوید ہزاروی	قاری محمد یعقوب	سری بلولیاں، مانسہرہ
۱۳۳	قاری وقار عباس سیالوی	عبدالرحمٰن	۱۲۵ شمالی، سرگودھا
۱۳۴	قاری نبی بخش چشتی	خان محمد	بستی نوحی، ڈیرہ غازیخاں
۱۳۵	قاری ظہور احمد چشتی	صادق حسین	بستی خالصے والا، مظفر گڑھ
۱۳۶	قاری ضیاء الرسول مدنی	احمد جان	ساہمن کلاں، گجرات
۱۳۷	قاری مبشر اقبال مدنی	ولایت خان	دولت نگر، گجرات
۱۳۸	قاری محمود المصطفٰی	غلام مصطفٰی	اسماعیل آباد، ملتان
۱۳۹	قاری محمد صادق رضوی	علی محمد	شیر پور کشمیر، باغ
۱۴۰	قاری سید کرامت علی	سید بشیر شاہ	بڑی منڈی، منڈی بہاؤالدین
۱۴۱	قاری اظہر حسین	اللہ دتہ	محلہ صابر شاہ، خوشاب
۱۴۲	قاری سجاد حسین	شیر محمد	بزچ مہرہ، خوشاب
۱۴۳	قاری نوید حسین عطاری	ولایت خاں	کوٹلی بھگوان، گجرات
۱۴۴	قاری محمد شہزاد مدنی	محمد اکبر	دھوجک، گجرات
۱۴۵	قاری محمد عدنان	محمد عنایت	کسوکی، گجرات
۱۴۶	قاری قدیر حسین	محمد بشیر	دریاپور، سیالکوٹ
۱۴۷	قاری محمد عمر الحسن	محمد اسلم	چک ۱۱۷، ٹوبہ
۱۴۸	قاری محمد عابد	نیامت علی	عوامی کالونی، لاہور

۱۴۹	قاری احسان اللہ	محمد عنایت	سرائے پورہ، گجرات
۱۵۰	قاری محمد عبدالقیوم	غلام رسول	شمس آباد شاہدرہ، لاہور
۱۵۱	قاری محمد فہد	غلام محی الدین	بارہ دری شاہدرہ، لاہور
۱۵۲	قاری سید سجاد حسین شاہ	افسر حسین شاہ	لنڈن، اٹک
۱۵۳	قاری محمد وسیم رضا	محمد کریم	ویری آزاد کشمیر، سدھنوتی
۱۵۴	قاری محمد آصف	محمد عاشق	پکھوناڑہ آزاد کشمیر، سدھنوتی
۱۵۵	قاری سہیل احمد	محمد عنایت	چھپر آزاد کشمیر، کوٹلی
۱۵۶	قاری محمد امتیاز صابری	محمد عظیم	کھوکوٹ آزاد کشمیر، پونچھ
۱۵۷	قاری سکندر علی	محمد فاضل	نامنوڈ آزاد کشمیر، پونچھ
۱۵۸	قاری محمد یاسر اسلم	محمد اسلم	نامنوڈ آزاد کشمیر، پونچھ
۱۵۹	قاری محمد افضل الحسن	غلام حسن	نکوٹ آزاد کشمیر، مظفر آباد
۱۶۰	قاری عاشق حسین	عبدالرحمٰن	نکوٹ آزاد کشمیر، مظفر آباد
۱۶۱	قاری خورشید احمد	فیض محمد	پنیالہ، ڈیرہ اسماعیل خاں
۱۶۲	قاری محمد عمران خاں	حق نواز خاں	تاگی، ڈیرہ اسماعیل خاں
۱۶۳	قاری محمد احسان اللہ	صورت خاں	ڈھوڈا، لکی مروت
۱۶۴	قاری گل جنان	منارا ز خاں	تاگی، ڈیرہ غازی خاں
۱۶۵	قاری طیب عرفان	میاں قربان حسین	ڈھنی، حافظ آباد
۱۶۶	قاری نعمان خان	محمد ظہور الحق	پنڈی داس، شیخوپورہ
۱۶۷	قاری عتیق الرحمٰن	جمیل الرحمٰن	میرا خورد، مانسہرہ
۱۶۸	قاری محمد سجاد ہزاروی	محمد معروف	چک ماسیال، مانسہرہ
۱۶۹	قاری محمد راشد ہزاروی	جنگ زیب	چک ماسیال، مانسہرہ

۱۷۰	قاری غلام مرتضیٰ ہزاروی	محمد یوسف	چک ماسیال، مانسہرہ
۱۷۱	قاری خلیل احمد	احمد بخش	فتح پور، مظفر گڑھ
۱۷۲	قاری محمد آصف	عطاء محمد	t.o.a.38، بھکر
۱۷۳	قاری محمد ریحان	محمد اسلم	پی او ایف، واہ کینٹ
۱۷۴	قاری جمیل احمد	عبدالجلیل	پی او ایف، واہ کینٹ
۱۷۵	قاری محمد عدنان غوری	محمد شریف	پی او ایف، واہ کینٹ
۱۷۶	قاری عبدالناصر	عبدالواحد	ملاں منصور، اٹک
۱۷۷	قاری محمد عرفان	محمد صادق	ایکو فیکٹری، لاہور
۱۷۸	قاری محمد عمران اکرم	محمد اکرم	ڈیفنس، لاہور
۱۷۹	قاری محمد وسیم ساجد	عبدالحمید ساجد	بھکھی، شیخوپورہ
۱۸۰	قاری محمد سیجاب علی	اللہ دتہ	جوڑا کرنانہ، گجرات
۱۸۱	قاری محمد مرتضیٰ	محمد رفیق	جھرن والی، گجرات
۱۸۲	قاری عبدالباسط	عبدالواحد	ملاں منصور، اٹک
۱۸۳	قاری محمد بلال	محمد بشیر ورک	ارتالی ورکاں، گوجرانوالہ
۱۸۴	قاری محمد ظہور خاں	محمد انور خاں	ریڑبن آزاد کشمیر، پونچھ
۱۸۵	قاری ظہور احمد ظہوری	فتح محمد	کوٹ بھائی خاں، سرگودھا
۱۸۶	قاری محمد سلیمان سلیمی	محمد بخش	کوٹ بھائی خاں، سرگودھا
۱۸۷	قاری محمد ساجد	محمد سردار علی	۵۷۲ گوڑ، شیخوپورہ

نام حفاظِ کرام (۲۰۰۳ء) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۸۸	حافظ محمد آصف	احمد دین	تیّن وال جاگیر، قصور

۱۸۹	حافظ محمد ذیشان نعیم	حاجی نعیم الدین	اردو بازار، لاہور
۱۹۰	حافظ محمد محسن ریاض	محمد ریاض	لوہاری گیٹ، لاہور
۱۹۱	حافظ محمد سلیمان بٹ	محمد سلیم بٹ	موچی گیٹ، لاہور
۱۹۲	حافظ محمد ثوبان	محمد لقمان	ناگرہ ٹاؤن، لاہور
۱۹۳	حافظ محمد وقاص	محمد اعجاز	موچی گیٹ، لاہور
۱۹۴	حافظ محمد نبیل	محمد عبدالمجید	لیڈی ولنگڈن ہسپتال، لاہور
۱۹۵	حافظ محمد رفیق	محمد شفیق	موچی گیٹ، لاہور
۱۹۶	حافظ محمد عبدالرحمن	محمد انور	لوہاری گیٹ، لاہور
۱۹۷	حافظ محمد جنید القادری	محمد ناصر	سوتر منڈی لوہاری گیٹ، لاہور
۱۹۸	حافظ محمد عظیم شکیل	محمد شکیل	رنگ محل، لاہور
۱۹۹	حافظ محمد حسن سیالوی	محمد ارشد سیالوی	چوبرجی، لاہور
۲۰۰	حافظ محمد فرخ	محمد طاہر بٹ	وسن پورہ، لاہور
۲۰۱	حافظ محمد فیصل امین	محمد امین	بھاٹی گیٹ لاہور
۲۰۲	حافظ محمد قاسم مغل	نذیر احمد	شاہدرہ کوٹ شہاب الدین، لاہور
۲۰۳	حافظ محمد اکرم	ممتاز حسین	چک w.b56، وہاڑی
۲۰۴	حافظ محمد شاکر	خدا بخش	حق طب تونسہ شریف، ڈیرہ غازیخاں
۲۰۵	حافظ محمد صادق	محمد یوسف	قادری ٹیکسٹائل مل، بہاولنگر
۲۰۶	حافظ محمد صدیق	رانا صفدر منصور	راجگڑھ، لاہور
۲۰۷	حافظ محمد عثمان غنی	قاری ظہور احمد سعیدی	غازی آباد، لاہور
۲۰۸	حافظ محمد گلریز	خادم حسین	راجگڑھ، لاہور
۲۰۹	حافظ سید محمد حسین شاہ	سید منور حسین شاہ	چک دا موں آنہ، شیخوپورہ

۲۱۰	حافظ محمد عادل محمود	خالد محمود	مزنگ، لاہور
۲۱۱	حافظ محمد تصدق عباسی	محمد نسیم عباسی	راکھر ترمندری، باغ
۲۱۲	حافظ محبوب الرحمن	گل الرحمن	قتلور، ٹانک
۲۱۳	حافظ فضل الرحمن	محمد حسین	ھنڈالاں، پونچھ
۲۱۴	حافظ امان اللہ	گل خاں	ڈھوڈا، لکی مروت
۲۱۵	حافظ عبدالشکور	عبدالقیوم	تمبل، مانسہرہ
۲۱۶	حافظ محمد اسماعیل	محمد طفیل	داوکے، شیخوپورہ
۲۱۷	حافظ محمد افضل انجم	محمد اشرف انجم	حویلی لکھا، اوکاڑہ
۲۱۸	حافظ محمد قاسم نورانی	ستار محمد	دواریاں آزاد کشمیر، مظفر آباد
۲۱۹	حافظ محمد صداقت	سلطان احمد	حسین پورہ، شیخوپورہ
۲۲۰	حافظ محمد ماجد رفیق	محمد رفیق	کھنگ، شیخوپورہ
۲۲۱	حافظ محمد عدنان	طالب حسین	بدرو مینار، شیخوپورہ
۲۲۲	حافظ محمد گلبہار	محمد بوستان	ڈیرہ جھوں وال، گوجرانوالہ
۲۲۳	حافظ محمد علی رضا	محمد اشرف	داربرش، شیخوپورہ
۲۲۴	حافظ محمد زبیر	محمد جہانگیر	بڑاں پکھوناڑ، سد حنوتی
۲۲۵	حافظ محمد قیصر شہزاد	محمد رفیق	جونیانوالہ موڑ، شیخوپورہ
۲۲۶	حافظ محمد ذیشان	عبدالجبار	شاہدرہ موڑ، شیخوپورہ
۲۲۷	حافظ محمد سردار	حیدر زمان	ارضا قان، مانسہرہ
۲۲۸	حافظ محمد عاصم عتیق	قاری عتیق الرحمن	ڈیرہ خورشید احمد، شیخوپورہ
۲۲۹	حافظ محمد قیصر علی	رمضان احمد	بھدرو، شیخوپورہ
۲۳۰	حافظ محمد سرفراز	محمد اسلم	ڈیرہ آرائیاں، شیخوپورہ

۲۳۱	حافظ محمد شعیب	محمد اقبال	عادل گڑھ، شیخوپورہ
۲۳۲	حافظ کلیل ادریس	فقیر حسین	محلہ رسول نگر، شیخوپورہ
۲۳۳	حافظ محمد رضوان	محمد اکبر	جوئیانوالہ، شیخوپورہ
۲۳۴	حافظ محمد کاشف رسول	غلام رسول	ٹی بی ہسپتال، شیخوپورہ
۲۳۵	حافظ محمد عاکف رسول	غلام رسول	ٹی بی ہسپتال، شیخوپورہ
۲۳۶	حافظ محمد اعظم اسلم	محمد اسلم	چراغ کالونی، لاہور
۲۳۷	حافظ محمد مسکین	محمد اکرم	محلہ مغلیل، آزاد کشمیر، کوٹلی
۲۳۸	حافظ محمد سعید	محمد ارشد	محلہ رسول پورہ، شیخوپورہ
۲۳۹	حافظ محمد جواد خالق	عبدالخالق	گھنگ، شیخوپورہ
۲۴۰	حافظ محمد عظیم	جان محمد	روگ، مانسہرہ
۲۴۱	حافظ محمد وقاص	محمد خادم	محلہ مغلیل آزاد کشمیر، کوٹلی
۲۴۲	حافظ محمد شہباز حسن	محمد حسن	محلہ نبی، شیخوپورہ
۲۴۳	حافظ محمد اعجاز	عبدالغفار	محلہ سلطان پورہ، شیخوپورہ
۲۴۴	حافظ محمد افضال	محمد سلیم	چک ۷۷ ر ب، فیصل آباد
۲۴۵	حافظ محمد رضوان	محمد منشی	محلہ عثمان، شیخوپورہ
۲۴۶	حافظ محمد راشد	حبیب الرحمٰن	میرا کلاں، مانسہرہ
۲۴۷	حافظ محمد ضیاء الرحمٰن	عبدالحکیم	میرا کلاں، مانسہرہ
۲۴۸	حافظ محمد عبدالغفار	عبدالغنی	میرا کلاں، مانسہرہ
۲۴۹	حافظ محمد طارق	بدر زمان	میرا کلاں، مانسہرہ
۲۵۰	حافظ محمد زاہد	مظفر خاں	رٹو، دیامر
۲۵۱	حافظ محمد طاہر جاوید	فقیر محمد	چک ۵۵۷، ای بی، وہاڑی

۲۵۲	حافظ محمد اکمل	شوکت	عثمان نگر، شیخوپورہ
۲۵۳	حافظ محمد وسیم	اشفاق	مظہر پورہ، شیخوپورہ
۲۵۴	حافظ محمد اعجاز	محمد نواز	گجیانہ نو، شیخوپورہ
۲۵۵	حافظ محمد اصغر	مقصود احمد	پرانی بھینی، شیخوپورہ
۲۵۶	حافظ محمد مقصود احمد	نور احمد	کیوروالی، سیالکوٹ
۲۵۷	حافظ محمد عاقب نصر اللہ	سیف اللہ	محلہ اصغر آباد، شیخوپورہ
۲۵۸	حافظ محمد منیر احمد	فضل احمد	شریف کالونی، شیخوپورہ
۲۵۹	حافظ محمد عمران علی نیازی	صمد خان	چھوکام پائیں، دیامیر
۲۶۰	حافظ محمد وقاص	عبدالقیوم	وحدت پورہ، شیخوپورہ
۲۶۱	حافظ محمد سجاد	محمد یونس	گوہائی، مانسہرہ
۲۶۲	حافظ محمد ریاض	عبدالرحمٰن	نکوٹ آزاد کشمیر، مظفر آباد
۲۶۳	حافظ محمد عظمت	نیامت علی	چھرو پور، لاہور
۲۶۴	حافظ محمد سجاد حسین	محمد سرور بھٹی	چھرو پور، لاہور
۲۶۵	حافظ محمد افضال	عبدالستار	چھرو پور، لاہور
۲۶۶	حافظ محمد ساجد	محمد رشید	چھرو پور، لاہور
۲۶۷	حافظ محمد اقبال	محمد صادق	چھرو پور، لاہور
۲۶۸	حافظ محمد ندیم	محمد ابراہیم تونسوی	تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خاں
۲۶۹	حافظ محمد اظہر	عبدالقادر	ملکوال، ضلع منڈی بہاؤالدین
۲۷۰	حافظ بابر حسین	صابر حسین	صفدر آباد، ضلع شیخوپورہ، شیخوپورہ
۲۷۱	حافظ محمد عثمان	صغیر احمد	جہانگیر آباد، ضلع شیخوپورہ

☆☆☆☆☆☆

مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا آخری فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہما اللہ عالم اسلام کی مقتدر علمی شخصیات اور اہل سنت وجماعت کے مقتداء اور پیشوا ہیں۔ اور ان دونوں بزرگوں نے مسلمانوں کو تقدیس خداوندی اور عظمتِ رسول ﷺ کے آئینہ دار تراجم قرآن کا عطیہ دے کر امت پر احسانِ عظیم کیا۔

لفظ ذنب جو بظاہر گناہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بلاشبہ قرآن مجید میں اس لفظ کی اضافت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

علماء اہل سنت نے یہاں اس کی مختلف توجیہات کی ہیں تاکہ عصمتِ رسول ﷺ کی طیب وطاہر چادر پر کوئی دھبہ نہ آئے۔

چنانچہ سورۂ فتح کی آیت کریمہ:۔

"لیغفرلك ما تقدم من ذنبك وما تأخر" کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

لم یکن للنبی ﷺ ذنب' فما ذا یغفر له؟ قلنا (الجواب) عنه قد تقدم مرارا من وجوه (احدها) المراد ذنب المؤمنین' (ثانیها) المراد ترك الأفضل

(ثالثها) الصغائر الخ ۔ (تفسیر کبیر ج:۲۷، ص:۷۸)

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں۔

احتج المخالف بما نقل من قاصیص الانبیاء وما شهد به کتاب اللہ من نسبة المعصیة والذنب الیهم ومن توبتهم واستغفارهم وامثال ذالك والجواب عنه احمالا فهو ان ما نقل احادا مردود وما نقل متواترا اومنصوصا فی الکتاب محمول علی السهو والنسیان او ترك الاولیٰ الخ ۔

(شرح مقاصد جلد:۲، ص:۱۹۳، مطبوعہ دار المعارف لاہور)

وہ مزید فرماتے ہیں۔

واما فی حق نبینا فمثل " استغفر لذنبك "...... "ولقد تاب اللہ علی النبی "......"ولیغفرلك اللہ ما تقدم من ذنبك "فمحمول علی ما فرط منه من الزلة و ترك الافضل ۔ (ایضاً ص :۱۹۷)

اور "عفا اللہ عنك لم اذنت لهم" کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔

تلطف فی الخطاب وعتاب علی ترك الافضل وارشاد الی الاحتیاط فی تدبیر الخیرات ۔ (ایضاً)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے 'شرح مسلم شریف' میں فرمایا

(قد غفر اللہ له ما تقدم من ذنبه وما تأخر) هذا مما اختلف العلماء فی معناه، قال' القاضی قیل' المتقدم ما کان قبل النبوة والمتاخر' عصمتك بعدها' وقیل' المراد به ذنوب امته ﷺ، قلت فعلی هذا یکون المراد الغفران لبعضهم او سلامتهم من الخلود فی النار' وقیل' المراد ما وقع منه ﷺ عن سهو و تاویل حکاه الطبری واختاره القشیری، وقیل' ما تقدم لابیك آدم وتأخر من ذنوب

امتك، وقيل' المراد انه مغفور لك غير مواخذ بذنب لو كان' وقيل' هو تنزيه له من الذنوب صلى الله عليه وسلم' والله اعلم؛(شرح مسلم ج:۱،ص:۱۰۹)

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا' بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے ''ذنب'' کا معنی ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاهم الله من امة محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ

گزارش نامہ

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت تمام امت مسلمہ خصوصاً اہل سنت وجماعت کے لئے ایسا عظیم سانحہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

آپ کی دینی، ملی، علمی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے وصال کی خبر چند لمحوں کے اندر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ اور وصال کے ایک گھنٹے کے بعد سے تعزیت کرنے والوں کے فون ہزاروں کی تعداد میں موصول ہونا شروع ہوگئے۔

رسم قل کے بعد آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخ، اسکالرز، ادیب، دانشور اور سیاستدان حضرات نے کثیر تعداد میں تعزیتی خطوط، اور آپ کی علمی شخصیت پر مضامین، منقبات اور تاثرات ارسال فرمائے، جس کیلئے ادارہ مجلہ النظامیہ تمام حضرات کا بے حد شکر گزار ہے۔

قبلہ مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ کے صاحبزادگان، اساتذہ کرام اور اراکین مجلہ النظامیہ کی مشاورت سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی سوانح حیات اور آپ کی دینی، ملی خدمات کے حوالہ سے چہلم کے موقع پر مجلہ النظامیہ کا خصوصی شمارہ ''مفتی اعظم پاکستان نمبر'' شائع کیا جائے۔

مختصر وقت میں یہ کام بہت مشکل اور محنت طلب تھا لیکن مجلہ النظامیہ کی پوری ٹیم نے بڑی جانفشانی سے دن اور رات ایک کر کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جس کی مثال جاذب نظر ٹائٹل، بہترین کاغذ، اعلیٰ طباعت اور معیاری کمپوزنگ کیساتھ خوبصورت ضخیم جلد ''مفتی اعظم پاکستان نمبر'' آپ کے ہاتھوں میں ہے واقعی یہ اراکین مجلہ النظامیہ کی انتھک کاوشوں کا منہ بولتا ہے

ایک بات قارئین کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جن حضرات کے مضامین یا خطوط وتاثرات وغیرہ وقت کی قلت کے باعث شائع نہیں ہوسکے اور مضامین کی کمپوزنگ، پروف

ریڈنگ اور مجلہ کی اشاعت میں ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کوئی لفظی غلطی نہ رہنے پائے اسکے باوجود اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ مجلہ النظامیہ اس کیلئے معذرت خواہ ہے۔

نوٹ: مجلہ النظامیہ کا خصوصی شمارہ "مفتی اعظم پاکستان نمبر" یہ ماہ ستمبر اور اکتوبر 2003ء پر مشتمل ہے آئندہ شمارہ ماہ نومبر 2003ء میں شائع کیا جائیگا۔ ان شاء اللہ اور جن احباب کے تاثرات، مضامین یا خطوط وغیرہ اس شمارے میں شائع ہونے سے رہ گئے ہیں ان مضامین، تاثرات اور خطوط کو ان شاء اللہ اگلے شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔

محمد اکرام اللہ بٹ

مدیر مسئول مجلہ النظامیہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی تاریخ وفات

بروز منگل رات ۲/۱، ۷ بجے ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ، ۱۱ بھادوں ۲۰۶۰ بکرمی

عیسوی

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بہشت رسید

۲۰۰۳ء

شرافت مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۲۰۰۳ء

مقصود خلائق مفتی عبدالقیوم

۲۰۰۳ء

مدارج مفتی عبدالقیوم

۲۰۰۳ء

ہجری

قمر محمدی مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۱۴۲۴ھ

قبلہ دارین مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۱۴۲۴ھ

مفتی عبدالقیوم ہزاروی رفیق بود

۱۴۲۴ھ

مقبل رب وحید مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۱۴۲۴ھ

مفتی عبدالقیوم ہزاروی از مردمان جہاں

۱۴۲۴ھ

گرامی عصر مفتی عبدالقیوم

۱۴۲۴ھ

بکرمی

ظل حق مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۲۰۶۰ ب

فخر محفل مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۲۰۶۰ ب

عزت گلستاں مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۲۰۶۰ ب

اظہار تشکر

ہم اپنے ان تمام کرم فرماؤں، محسنوں اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے جملہ وابستگان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے جنازہ میں شریک ہوکر، فون کرکے یا تعزیتی مراسلات و فیکس میسج کے ذریعے یا بذات خود تشریف لاکر یا اپنے اداروں میں تعزیتی پروگرام کرواکر قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان اساتذہ اور طلبائے جامعہ نظامیہ رضویہ کے ساتھ اظہار افسوس فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی بلندی درجات کے ساتھ ساتھ ہمیں آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین: بجاہ سید المرسلین ﷺ

منجانب: اراکین مجلہ النظامیہ، صاحبزادگان مفتی اعظم پاکستان و اساتذہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور / شیخوپورہ